TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222376
UNIVERSAL LIBRARY

۲۳۶

مکرمی تو مقالہ میرا انسائیکلوپیڈیا کی تسلیم کے لیئے آپ کا

اور ہم کتاب کے حصہ خاندان دفتر آکر متعلقہ امور سے

مطلع ہو دونوں بچوں کے کارڈ بھیجے ہیں آپ نے

کی مہربانی ہو منظور ہے ہمیں کے لیئے آمین لیجئے

... کو شکر گزار ہوں ۔

ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

بتوفیق خداوند کون و مکان درین اوان میمنت قران دیوان فیض بنیان از تصنیف منیف

دفتر فصاحت

۱۲۶۳

اردو زبان خاقانی عصر انوری دوران

باہتمام ہیچمدان امیدوار مغفرت ایزد منان محمد عبد الرحمن خان خلف محمد مصطفیٰ خان صاحب مغفور

مطبع مصطفائی مصطفیٰ طبع دید
ز سعی مصطفا محمد خان طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کثیر اوس پادشاہ بے مشیر و وزیر کو سزاوار ہی کہ جسنے ملک ہستی کا نظم و نسق بیخوض و فکر فرمایا اور نعت بیحد اور مناقب لاتحصی و لاتعد اوس نبی مختار اور اوسکی آل اطہار اور اصحاب کبار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین پر انحصار ہی کہ جسکے مطلع ظہور کی برکت سے اوس اوستاد یکتا نے دیوان عالم ایجاد کو مرتب کرکے کمال قدرت کاملہ دکھایا من بعد فقیر سراپا تقصیر کفش بردار اہل سخن نقش قدم استادان زمین خاکسار ازلی سید ہادی علی رضوی بیخود تخلص خلف سید ناصر علی سحر تخلص حضور شاہد پرستان یوسفستان سخن مین بیباکانہ نقاب خفا چہرۂ شاہد مدعا سے اوٹھاتا ہی اور کچھ سرگذشت عمری مصنف اور ماجرائی ترتیب دیوان ہذا مختصر اسناتا ہی کہ جو کمالات ظاہری باطنی اور جو صفات صوری و معنوی جناب

جناب اقدس الٰہی سے بے ذات مجمع البرکات جناب غفران مآب فخر المتاخرین شرف
المتقدمین استاذ المحققین ملاذ المتبحرین تسیم اللہ صحیفہ بلاغت دیباچہ کتاب فصاحت
سرآمد استادان جہان وزیر بادشاہ شاعران مجموعہ اوراق ذی کمالی شیرازہ اجزا نازک
خیالی ناخدای سفینہ علم قوافی و عروض در یکتای بحر کمالات فیوض آسمان ساز زمین شعر و
سخن نتیجہ اشکال شعرای زمن صائب عصر کلیم دہر استاد راسخ پایہ بضاعت جناب
شیخ امام بخش ناسخ افصح الفصحا اکمل الکملا محسود زمانہ و پیر سخنگوی بے عدیل و نظیر
جناب مولانا و استاذنا خواجہ محمد وزیر خلف الصدق جناب خواجہ محمد فقیر تغمدہ اللہ
بغفرانہ مین جمع فرمائے تھے کسیطرح حصر مین نہین آسکتے اگر جملہ اشجار صحرا قلم ہوجائین
اور تمامی صفحات گلستان عالم مرتبہ قرطاس بہم پونہچائین تو بھی ممکن نہین کہ ایک حرف اوس
دفتر کا تحریر مین آئے منجملہ اوسکے صفت عالی خاندانی مین بھی وہ ذات قدسی صفات
لاثانی تھی شمع بزم شہرت و نکوی الا و و دمانی تھی سلسلہ نسب پاک کا خواجہ
بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے بیشتر بزرگون نے اونکے
نقش فقر اور عمل جہاد نفس سے اقلیم سلوک کو تسخیر کیا ہے اجداد امجاد سادات عظام بزرگان ننہالی
آمیزش مرزایان وفتر سے نیکنام مرزا سیف اللہ بیگ خان مبرور برادر حقیقی امیر الدولہ
حیدر بیگ خان مغفور نانا حقیقی جناب غفران مآب تھے عالی وقاران وقت مین چیدہ
و انتخاب تھے فنون شاعری اور تہذیب اخلاق و فروتنی مین ذات بابرکات خواجہ صاحب
مرحوم شہرۂ آفاق تھی استغنا اور توکل اور سخاوت اور وضعداری مین طاق تھے

جناب شیخ صاحب اپنی زندگی مین نقصین کو حاصل تلامیذ جانتے تھے ذہن فہم رتبہ شناس
اب بھی اونکی یکتائی کے معترف ہین اور جب بھی جانتے تھے اعمال فتوح اور علم تسخیر وغیرہ مین
بھی ایسی مشق بہم پہونچائی تھی کہ لکھنؤ سے شہر مین انتخاب بے مثل اور لاجواب تھے توسن طبع
شریف کو بمقتضای شوق نقش کی چال کی عادت ہوگئی تھی شاعری سے بالکل
نفرت ہوگئی تھی انتظام خانہای نقوش سے فرصت نہوتی تھی مہینون کسی شاگرد کی
اصلاح پر رغبت نہوتی تھی مگر جس دن رہندئہ طبع کو ضرب ادھر دیتے تھے لاکھون
مضامین نو رنگین یکسر کم مشقونکی غزلونمین بھر دیتے تھے عالی ہمت بھی ایسے تھے کہ
اپنی ضرورت پر حاجت روائی سائل کو مقدم جانتے تھے ذوی القربی والیتامی
والمساکین کے حقوق پہچانتے تھے دو بار شہریار نامدار فخر سلاطین اعظم حضرت سلطان العالم
والی ملک اودھ نے بکمال سرفرازی اور رعایا نوازی سے یاد فرمایا مگر جناب ممدوح نے
بعذر علالت پای قناعت کو اپنی جگہ سے نہ اوٹھایا فقیر کے اندازے مین سو روپے ماہواری
سے اونکا خرچ کم نہ تھا مگر کبھی یہ نہین کھلا کہ کہانسے آیا اور کون دیگیا اکثر لوگ بجای خود
جب اسکا خیال کرتے تھے دست غیب کا احتمال کرتے تھے زمانہ شیخ صاحب مین ایک
کلیات ضخیم نتائج طبع سلیم سے مرتب ہوکر ضائع ہوا جب سے پھر کبھی لباس شوق شاعری
نہ چمکا اگر کبھی کسی دوست کی فرمایش سے یا تلامیذ کے اصرار و خواہش سے کچھ موزون
فرمایا وہ مسودہ گم ہوا یا صاحب فرمایش لیگیا بیشتر غزلونکے مسودونکو بے پروائی سے
رائگان فرمایا یہانتک کہ اکثر زمینون مین چار چار رتبہ غزلین موزون کین جوہر طبع

طبع عالی دکھایا جب حسب الاتفاق خان والا شان سراپا اخلاق کان خلوص و وفاق
قدرشناس اہل کمال سرچشمۂ فیض و افضال دادپسند شاہدان سخن منتخب صعداران زمین
مقبول بارگاہ یزدان جناب **محمد عبدالواحد خان** مہتمم مطبع مصطفائی سے حد زیادہ
مشتاق کلام ہوکر خدمت خواجہ صاحب مرحوم مین پہونچے اور مصر اجتماع تصنیفات
ہوے حال بربادی دیوان مفصل نقل فرمایا ایک پرچہ بھی پاس تھا کچھ کچھ یاد سنایا
خانصاحب ممدوح کو بہت حیرت ہوی اور اسی وقت سے بنای اجتماع دیوان سرزمین
دلمین قائم کی احباب سے فراہمی کلام خواجہ صاحب کی تاکیدین ہوئین کچھ غزلین تلف شدہ
بہم پہنچین متعدد سادی کتابین مشق فکر سخن کے لیے دے آتے اکثر زمینین تجویز فرماکر
شعر کہلواتے یہانتک کہ ایک دیوان مختصر صاف اور مرتب فرماکر نذر خواجہ صاحب کیا
چنانچہ اسطرف جو کچھ جناب مغفور نے نظم فرمایا انہین کے مزید اہتمام سے باقی رہ گیا
جب کبھی خانصاحب ممدوح فرط محبت سے عزم طبع دیوان کا ذکر زبان پر لاتے تھے
بے تکلف ارشاد فرماتے تھے کہ کلام سابق بالکل ناپسند طبیعت ہی ابتدائی مشق کے
شعر ویسے مجکو نفرت ہی اگر ستمگارہ زمانہ نے فرصت دی عوارض لاحقہ سے مہلت
ہوی تو دو مہینے کی توجہ مین جیسا جی چاہتا ہی بہت کچھ موزون ہوجائے گا
انشاء اللہ تعالی عنقریب دیوان معقول ترتیب پائیگا مگر اجل نے فرصت نہ دی ایفای وعدہ
کی نوبت نہ آئی بائیسوین تاریخ شب آدینہ ذیقعدہ گذشتہ ۱۲ ہجری مین جہان گذران ترک
فرمایا خلعت حیات ابدی کو زیب کیا چندے بمقتضای بشریت دل قدرشناسان

سخن پر رنج وغم طاری رہا ایک مدت دیدہ مرتبہ دانان زمین وقف اشکباری رہا جب
حق سبحانہ تعالی نے صبر کو قلوب مضطر پر مستولی فرمایا کچھہ کچھہ افاقہ ہوا فی الجملہ
ہوش آیا پھر خانصاحب ممدوح نے کمال عنایت سے وضعداری کو کام فرمایا اور اہتمام تصحیح
و ترتیب کلام بلاغت نظام کا عہدہ اس نالائق بدترین خلائق کے سپرد کرکے
گنجینۂ حصول سعادت کا رستا بتایا پھر تو اس خاکسار بمقدار اور برگزیدہ بارگاہ
لم یزلی جناب سید محسن علی محسن تخلص نے کمر ہمت چست باندھی راحت
و آسایش یکقلم ترک کی شہر لکھنؤ مین جسکے پاس کچھہ تصنیفات جناب خواجہ صاحب
کا پتا پایا میر صاحب موصوف وہانسے لائے یا بندہ لو پہنچا بیشتر خطوط احباب
اطراف و جوانب کو لکھے اکثر مسودات گم شدہ دوستونکی عنایت سے ملے الحمد للہ
کہ بڑی دواد وش سے دو برس کی کوشش سے یہ نسخہ دلپذیر کہ نام تاریخی اسکے
ہنگام ترتیب سے انجام طبع تک ملہم غیبی نے قلب فقیر مین القا کیے تھے یہان
برسبیل مذکور لکھے گئے اسامی مادہ سال ترتیب نقوش وضع معجزات رفعت
ریاض کرم مقاصد منظوم مشام فیض دفتر فصاحت اسامی مادہ سال طبع سر غیب
منظوم یادگار ریوسفستان ارادت مرتب ہو کر مع الخیر انجام کو لو پہنچا اور تائید
خلوص باطنی خانصاحب ممدوح سے کمال خوبی اور نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ
مطبوع ہو کر فیض رسان خاص و عام ہوا از بسکہ ہنگام ترتیب نسخ مختلف اور کلام متفرق جابجا سے
بہم لو پہنچا بیشتر غزلون مین اختلاف نظر آیا لہذا اون مسودات کی تطبیق ہر یک

ہے کہ جن پہ نظر ثانی مصنف کا یقین ہوا لحاظ رہا مناسب یہ ہے کہ جن حضرات کے پاس کچھ کلام اونکا قلمی ہو نسخہ صحیحہ مطبع ہذا سے مطابق فرمالین اور مقابلہ کرکے جو اختلاف ہوا وسکو نکالین اب عنایات ناظرین اور توجہات مشتاقین سے امید یہ ہے کہ جب اس گنجینۂ فیض سے استفادہ حاصل فرمائین مہتممونکو دعاے خیر سے نہ بھلائین

آج خوش فضل خدا سے ہے طبیعت میری
الله الحمد ٹھکانے لگی محنت میری

تاریخ ترتیب دیوان بلاغت عنوان از ہیچمدان

حیف صد حیف ہوے تارک دنیای دنی
قبلہ و کعبۂ کونین جناب استاد

اس زمانے مین تھی بے شبہہ طبیعت اونکی
خسرو ملک سخندانی و معنی ایجاد

پختہ کاریکو ہر اک بیت مین کرتے تھے وہ صرف
ریختہ گوئی کی قائم تھی انھین سے بنیاد

کرتے تھے لاکھون ہی غزالان معانی کو شکار
دام تھی فکر اگر طبع رسا تھی صیاد

مجتمع پہلے جو فرمایا تھا دیوان ضخیم
اتفاقات زمانہ سے ہوا وہ برباد

زادۂ طبع معلی ہوی کثرت سے تلف
سرزمین شعر کی ویران ہوی ہوکر آباد

حق تعالی نے عطا کی تھی جو استغنا بھی
کچھ نہ تھا رنج کیا کرتے تھے اکثر ارشاد

دو مہینے کی توجہ مین بفضل باری
جمع ہوجاتے ہین اشعار مرے حد سے زیاد

گو حقیقت مین یہ ارشاد مبارک تھا بجا
پر نہ مہلت دی اجل نے کہ یہ حاصل ہو مراد

تھی ازل سے یہ سعادت جو مرے حصے مین
بس اسی پر متوجہ ہوئی طبع ناشاد

کہ کسیطرح فراہم ہو یہ گنجینۂ فیض
حق تعالی سے طلب کرنے لگا مین امداد

اسی الجھن میں پھنسا تھا کہ ہوئے آکے شریک — میر محسن علی خوش روش و نیک نہاد
یہ صاحب نے مرے ساتھ بہت محنت کی — لائے ہر سمت سے اشعار فصاحت بنیاد
پھر تو جوہر نے بھی کچھ ہاتھ بٹایا میرا — کہ حقیقت میں ہیں وہ جوہر آتش زاد
الغرض محنت یکسالہ میں اے بیخود زار — جمع دیوان ہوا دل دوستوں کا ہوا شاد
سال ترتیب یہ رو رو کے لکھا ہے میں نے — آج دیوان مرتب ہوا بعد استاد

ایضاً از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر مجتمع ہوئی نظم وزیر آج — ہر بیت اسکی قصر فلک سے بلند ہے
جب دیکھتا ہوں ہوتی ہے تفریح بیحساب — یہ نسخہ کیا دوائے دل دردمند ہے
حسن صفائے یوسف مضموں تو دیکھیے — بازار شہر نظم کا آئینہ بند ہے
عین الکمال کا بھی خطر اب ہمیں نہیں — ہر نقطہ حروف بعینہ سپند ہے
لکھ کلک فکر سے سن ترتیب اے سفیر — دیوان بے مثال یہ عاشق پسند ہے

ایضاً از میر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

دیوان جناب شاہ اقلیم سخن — گردید مرتب آنچہ بے مثل و نظیر
بنوشت ز کلک موج سال ترتیب — دیوان در شاہوار بحرین وزیر

ایضاً از سید محمد حسین محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علی صاحب شاگرد بیخود

بنے گا بلبل اب ہر اک سخندان — کلام غیرت گلشن ہوا جمع
رقم کر سال ترتیب اے محمد — گل معنی کا یہ خرمن ہوا جمع

قطعات تاریخ انتقال جناب خواجه وزیر صاحب مرحوم از شعرای گزیده روزگار

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص ارشد تلامیذ سند المحققین فخر المتقدمین والمتاخرین استاد راسخ جناب شیخ امام بخش مرحوم تخلص ناسخ

در غمش جمله قدردان کلام — خاک ماتم بفرق و دست بصدر
تیره گردید آسمان سخن — منخسف گشت او بخاک چو بدر
بحر تاریخ رحلتش این گفت — وای خواجه وزیر عالیقدر

از جناب کپتان مقبول الدوله احسان الملک مرزا محمد مهدی علیخان بهادر ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ امام بخش ناسخ مغفور

زمین شعر و سخن را گذاشت خواجه وزیر — که در تمامی اهل سخن گرامی بود
فصیح بود اگر او درست خوان بندی — مگر بمائدهٔ نظم رشک جامی بود
بنظم بود تلمذ ز ناسخ مرحوم — که یک بزمرهٔ شاگردیش نظامی بود
وزیر بود چو سلطان ملک معنی را — بملک نظم ز فکرش خوش انتظامی بود
گذاشت او چو جهان نوشت سال قبول — وزیر پادشه شاعران نامی بود

ایضاً

چون ز دنیا گذشت گردین — پیش شاه شهید جای وزیر
بود در شعر شاه دیگر — نیست ممکن کنم ثنای وزیر

رفت چون از جهان بسوی جنان — ناله کش خلق شد که هاے وزیر
دل هر کس که هست موزون تر — پر شد از درد جابجاے وزیر
سال رحلت چنین نوشت قبول — بسخن شاه بود واے وزیر

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شهید تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

وزیر داشت تخلص جناب خواجه وزیر — که بادشاه منش بود در لباس فقیر
خوش اعتقاد و خوش افعال و خوش روش خوش خو — قمر جمال و سپهر جلال و مهر ضمیر
رموزدان علوم ائمه بود بجفر — که قائل ست درین علم هر صغیر و کبیر
بشاعران جهان برد گوی سبقت ازین — که بود در فن اشعار بی عدیل و نظیر
برفت جانب خلد برین ازین دوران — شدند جمله سخندان بماتمش دلگیر
بچشم ما درا و چون نشود تیره جهان — که در زمانه نماند نشان و نام فقیر
شهید سال وفاتش چنین نمود رقم — بشاعران زمان بادشاه بود وزیر

از مرزا حاتم علی بیگ صاحب مهر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

رفت زین دار فنا خواجه وزیر — شد بچشم دوستان عالم سیاه
مصرعه تاریخ رحلت گفت مهر — ناظم ملک معانی بود آه

ایضاً

خواجه وزیر شاعر خوش فکر و خوش بیان — مین اور وه تهی دونون اک استاد سی مشیر
وه عازم جنان هوی تاریخ کهی مهر — ملک سخن هوا جی برباد بے وزیر

از لاله رام سهای صاحب رونق تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

افصح شاعران هند که بود — بیعدیل و نظیر خواجه وزیر
زین جهان رفت چون بملک عدم — در غمش گشت عالمی دلگیر
صاعقه بار نالهٔ دلهاست — چشم خونبار رشک ابر مطیر
شور ماتم به برج قوس رسید — سر کشیده ست آه تا سر تیر
کلک رونق نبشت تاریخش — خسرو این زمانه بوده وزیر

ایضاً

شد ز بیت فنا بملک بقا — خسرو عهد آه خواجه وزیر
مطلع صاف اوست مطلع نور — در ضیا شعر او چو ماه منیر
خوش بیان بود و کامل هر فن — وصف او تا کجا کنم تحریر
وای صد وای زین مرقع دهر — شده پنهان بخاک آن تصویر
هجر او کرد با من آن کاری — که نیاید ز دشنه و شمشیر
جیب صبر و قرار چاک ز دم — غم او گشت چون گریبان گیر
باسته کربلا چو الفت داشت — جایگش گشت زان جناب امیر
فکر تاریخ رحلتش کردند — دست بر سر زنان صغیر و کبیر
ناگهان رونق از سپهر برین — شد ندا رفت نزد شاه وزیر

از تدبیر الدوله مدبر الملک منشی میر مظفر علیخان بهادر

بہادر جنگ اسیر تخلص شاگرد غلام ہمدانی مصحفی

رحلت خواجہ وزیر اہل جہانکو ہوئی شاق — خاک بر سر ہوئی اس غم سے صغیر اور کبیر
کی رقم کلک نے صفحے پہ یہ تاریخ وفات — خواجۂ عالم ارواح ہوئی جان وزیر

ازامیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

جناب خواجہ وزیر وحید عصر زمان — بفن شعر وسخن بود بیمثال ونظیر
بلند فکرت ونازک خیال ورنگین طبع — زمین ملک سخن داشت یکقلم جاگیر
ہلال سال وفاتش شنید از رضوان — دوشنبہ نشین جنان باد یک مقام وزیر

ازشیخ الہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

اوٹھا جہان سے استاد کامل ویکتا — دل زمانہ ہوا مورد تعب صد حیف
یہ سال ہجر ہی ہجری مین لکھا اسی عشقی — گیا وزیر بھی نل سخن کے پاس اب صد حیف

ایضاً

شاعر بے نظیر خواجہ وزیر — در فن شعر بود بس یکتا
زین جہان رفت سوی گلشن خلد — آہ افسوس حیف واویلا
سال فوتش چو کردم استفسار — دوش در بزم اقدس شعرا
این صدا آمد از دل ہر عبد — رضی اللہ عنہ یوم جزا

ایضاً

جنت کو ہوی راہی دنیا سی وزیر افسوس — اس غم سی دل ای عشقی کیون چاک نہو جای

لکھی علیسوی تاریخ اوس اعجاز بیان کی یہ	ذیقعدہ شب جمعہ بیست و دوم ای ہای ۱۲۸۵

از جناب مرزا اصغر علیخان صاحب دہلوی نسیم تخلص

خواجہ وزیر شاعر بی مثل روزگار	جان داد و بر زبان ہمہ رفت ہای ہای
در جوش غم نسیم بتاریخ فکر گشت	تحریر شد سخنور کامل بمرد وای

از عبد اللہ خان صاحب مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

دوش بودم بفکر خود غمگین	ہوش قایم نہ خاطرم برجا
شکوۂ روزگار میکردم	در حوادث نشستہ سر تا پا
کہ بناگاہ از سوی افلاک	تا بگوشم رسید شور بکا
متحیر شدم کہ خیر شود	این دگر غلغلہ چہ شد پیدا
کہ بسمعم ندای غیب آمد	ہای خواجہ وزیر واویلا
ہوش پرواز کرد از سر من	غم دیگر گرفت جان مرا
گفتم ای دل ہزار افسوس ست	کہ چنین کس گذشت از دنیا
شاعری بود کز نم فیضش	قطرہ میکرد دعوی دریا
بعد ناسخ نبود مانندش	درمیان معاصرین یکتا
رخت ہستی ز دار فانی بست	سفری شد بسوی شہر بقا
فکر کردم بسال رحلت او	بمن ارشاد کرد طبع رسا
بر سر نعش او بگوای مہر	پادشاہ سخن وزیر کجا

از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

چون مرد وزیر شہ اقلیم معانی — استاد زمان زمزمہ پرداز کہن فکر
تسلیم بسالش ہمہ بیدل شدہ افسوس — لطف و کرم و علم و عمل شعر و سخن شکر

از حکیم محمد ابراہیم صاحب حکیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

حکیم آہ جس وقت خواجہ وزیر — گئے بہر گلگشت باغ النعیم
ہوا محشر آباد شیون سے گھر — گیا نالہ تا بام عرش عظیم
زمانے کے ارباب معنی کا دل — ہوا درد و اندوہ و غم سے دو نیم
سیہ پوش ہر نقطہ آیا نظر — بسان سویداے قلب لئیم
کف دست افسوس صفحہ ہوا — بنا خامہ حیرت سے نبض سقیم
اوسی عالم یاس مین ہر سال — ہوئی مائل فکر طبع سلیم
لکھا خامہ نوحہ انگیز نے — ہوا کیا سخن یا الٰہی یتیم

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دہلوی

گئی دار فانی سے خواجہ وزیر — قیامت کا ہنگامہ برپا ہوا
لکھی مین نے تاریخ اشرف یہی — مزہ شعر کا ہای جاتا رہا

ایضاً

کرد از دنیا سفر خواجہ وزیر — شور ماتم رفت تا چرخ کہن
وای شد بیت معانی بیچراغ — گریہ ہا سر کرد شمع انجمن

گفت اشرف سال تاریخ وفات	اوج بیرون رفت از شعر و سخن

از کبیر الدین صاحب نشاط تخلص شاگرد عبد اللہ خان مہر

از وفات جناب خواجہ وزیر	دل من شد نشاط غم اندود
داشتم فکر سال رحلت او	ہاتف غیب ہم جلیسم بود
حرف با نقطہ را گرفت بگفت	حیف لطف سخن تمام نمود

از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر خواجہ صاحب مرحوم

قبلہ و کعبہ جناب والد استاد ہی	اس سرا سے ہو گئے راہی سوے ملک بقا
تھے وزیر پادشاہ شاعران وہ خلق میں	انتظام ملک معنی اونکے دم تک ہے گیا
کیسی کیسی شفقتیں اونکی مجھے آتی ہیں یاد	شاعری کیسی کہ لطف زندگی جاتا رہا
کی اسی غم میں جو میں نے فکر سال فوتکی	ہو کے بیدل روح محزون نے یہ دی مجکو صدا
لکھو یہ مصراع خامی کی طرح رو کر سفیر	گم ہوا نام آج بالکل ناسخ مرحوم کا

ایضاً

وزیر آج ملک عدم کو گئے	نہ کیوں کر ہو اقلیم معنی تباہ
مجھے فکر تاریخ تھی ناگہان	ہوا غل مٹا نام ناسخ کا آہ

ایضاً

ہیہات دنیا سے اوٹھے والد مرے خواجہ وزیر	اونکے قدم سے اب بڑھی ہے زیب شبستان جنان
ہے اشتعال سوز غم تاریخ یہ لکھ اے سفیر	باد اجل سے گل ہوئی وہ شمع بزم شاعران

از جناب آفتاب الدوله مهر الملک خواجه ارشد علیخان بهادر
شمس جنگ عرف خواجه اسد قلق تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

ہزار حیف اوٹھی اس جہان فانی سے — جناب قبلہ و کعبہ وزیر خوش اخلاق
قلق صنعت منقوط مین لکھا اب تاریخ — فصیح شاعر و استاد شہرۂ آفاق

از جناب میر محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

شاه ملک سخن جناب وزیر — کرد رحلت ز عالم ایجاد
سال فوتش نوشتم ای محسن — گشت دار عدم وزیر آباد

از میر محمد صاحب عرف میر محمدی سپہر تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

دنیا سے ای سپہر اوٹھے خواجہ وزیر — چھایا ہی دل پہ خلق کے ابر غم کثیر
خالق نی ہر طرح کی دیے تھے انھین کمال — بیشک تھی اس زمانے مین ذات انکی بی نظیر
کیا اپنی بخت بد کا کرون شکوہ ہمنشین — دم الم مین طائر جان ہو گیا اسیر
جب سے سنا تھا مین نے یہ فسانہ ملال — پڑتی تھے میرے سینے پہ ہر لحظہ غم کے تیر
تاریخ فوت لکھون یہ ہر دم خیال تھا — کنج الم مین طبع رسا تھی مری مشیر
ناگاہ مجکو ہاتف غیبی نے دی صدا — اچھے قریب شاہ شہیدان گئے وزیر

از حکیم میر انعام حسین صاحب مجنون تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

گئے جو ملک عدم کو وزیر شاہ سخن — زمین شعر و سخن ہو گئی خراب و تباہ
لکھا یہ خامہ مجنون نے سال فوت اونکا — شہ و وزیر و فقیر آہ سبکو ہی یہی راہ

ازمیر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

بر در گلزار رضوان بهر سیر	بعد مردن رفت چون اول وزیر
هاتف غیب از فلک نشتر بگفت	پیش شاه دین رسید اکمل وزیر ۱۲

ازمیر عباس صاحب عباس تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

رفت سوی گلشن جنت ازین دار فنا	شاعر بی مثل و ممتاز زمن خواجه وزیر
از حروف بانقط عباس گفت این سال فوت	حیف ای وا اوقار استاد من خواجه وزیر ۱۲

از شیخ بهادر علی صاحب ایجاد تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

ورد اجناب خواجه وزیر اوستاد من	بسپرد جان خویش بخلاق بی نظیر
تاریخ سال بهر مزار مقدسش	کلکم نوشت تربت پاکیزهٔ وزیر ۱۲

ایضاً

جناب اوستاد و قبلهٔ من	نموده کوچ زین دار جهان حیف
پی سال وفات آن یگانه	نوشتم مرد شاه شاعران حیف ۱۲

از شیخ قادر علی صاحب موجد تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

افسوس سوی شهر خموشان گئے وزیر	شهرت تھی اس زمانی مین اونکی بیان کی
اردو کی شعر کا تھا مزہ اونکی دم تلک	باقی رہی نہ منزلت اب اس زبان کی
موجد نے سال ماتم استاد یون لکھا	لو شاعری تمام ہوی سب جہان کی ۱۲

از مرزا انظر علی بیگ صاحب خطا تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

رفت استاد زبردست از دہر — ذات او بود نظیر ناسخ
شد خطا سال وفاتش سقوط — خواجۂ عہد وزیر ناسخ

از مرزا اصغر علی بیگ صاحب فقیر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جب گئی جنت کو خواجہ ای فقیر — کیا کہون دلکو ہوا صدمہ عجب
روح پر طاری غم استاد تھا — فرط غم سے ہو گیا مین جان بلب
فکر تاریخ استنے مین پیدا ہوی — بٹ گئی کچھ کاہش رنج و تعب
دی یکایک مجکو ہاتف نے صدا — خالی کی بائیسوین جمعہ کی شب

از مولوی جلال الدین صاحب جلال تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جناب خواجہ ہستی سی عدم کو ہو گئے راہی — گیا ہمراہ اونکی لطف سب رنگین بیانی کا
جلال تلخکام اب سال رحلت اسطرح لکھو — ہوا کافور عنقا یہ مزا شیرین زبانی کا

از لالہ جواہر لعل صاحب جوہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

بکربلا شدہ مدفن جناب خواجہ وزیر — کہ بندگیش بود فخر شاعران کرام
صدا از روی دل آمد بسال اثنی جوہر — بزم شاہ شہیدان کنید وزیر آرام

ایضاً

پادشاہ شاعران خواجہ وزیر — در لحد چون کرد فکر خوابگاہ
گفت جوہر در غمش سال وفات — از شب آدینۂ ذیقعدہ آہ

از لالہ چھنیت رای صاحب ناز تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

استاد میرے حضرت خواجہ وزیر آہ راہی سوے بہشت ہوی اس جہان سے
ہی اس الم سے وادی محشر یہ لکھنؤ کیون دل کا داغ مہر قیامت نہ اب بنے
گردش ہزار بار جو کھائے فلک تو کیا پیدا بشر نہون گے کبھی اس کمال کے
درویش دوست صاحب ہمت کریم طبع افصح ذکی خلیق توکل پسند تھے
طوطی ہند شاعر بے مثل و بی بدل واقف بہت رموز و نکات عروض سے
تھا علم قافیہ مین بھی اس مرتبہ کمال تھی تنگ قافیے شعرای زمانہ کے
تکسیر کے علوم کو ایسا کیا حصول امکان کیا نظیر جو کوئی نکال دے
آگاہ علم دین سے بھی شیدای اہل بیت زاہد خدا پرست وحید زمانہ تھے
پوچھا جو زار نے بدل زار سال فوت بولا سروش والی ملک سخن اوٹھے

ایضاً

پادشاہ شاعران خواجہ وزیر رفت زین دار فنا سوی جنان
از پے سال وفاتش گفت زار بلبل ہندوستان شیرین زبان

از مولوی میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شہ کلام متین و رنگین بلیغ و فصیح ذکی و کامل علیم علم بیان و معنی بہ رنگ فردوسی و نظامی
فروغ بزم سخن خوش صائب کلیم ثانی وحید عالم درین زمانہ وزیر بودہ عدیل سعدی نظیر جامی
حسن چو جستیم سال فوتش بہ درد و رنج ملال ہجران صدای ہاتف بمن رسیدہ آرم گرفتہ وزیر نامی

از عبد الصمد صاحب حزین تخلص شاگرد مولوی محمد حسن صاحب حسن

عالم علم بیان صاحب سیف و قلم   کشور نظم و بیان بود بزیر نگین
خواجه وزیر متین مالک ملک سخن   رفت ز دار فنا جانب خلد برین
سال وفاتش خرد گفت بصد درد دل   وای شه شاعران بوده وزیر حزین

از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

افسوس ہی کہ حضرت خواجہ وزیر آج   راہی سو عدم ہوے دیکھ ہمین تعجب
دنیا سے اوٹھہ گیا مزہ شعر و شاعری   طاری سخنوروں کے ہی دل پر الم عجب
اوستاد کے حقوق نہ مجھسے ادا ہوے   ہہیات دل کی دل مین رہین آرزوئین سب
معجز جو شفقتین مجھے آتی ہین اونکی یاد   فرط غم و الم سے مین ہوتا ہون جان بلب
کرتا ہون نالے پڑھ کے یہ مصراع سال فوت   ویران ہی وزیر ہی اقلیم شعر اب

از مولوی اشرف حسین خانصاحب اشرف تخلص رئیس ضلع بنارس شاگرد معجز

رفت زین دار فنا خواجه وزیر   بود بنیاد کلامش راسخ
گفت اشرف ز حروف منقوط   ہاے ہے شاگرد رشید ناسخ

از سید ہادی علی بیخود تخلص شاگرد جناب خواجه صاحب مرحوم

استاد وقت بست چو رخت سفر ز دہر   در چشم کاملان سخن شد جہان سیاه
تاریخ فوت بیخود محزون رقم نمود   ہی ہی وزیر ناسخ مرحوم آه آه

از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد بیخود

راہی جنت ہوے خواجہ وزیر   تھے وہ سرخیل فصیحان زمن

لطف شعر و شاعری جاتا رہا	خار ہی نظرون مین اپنے یہ چمن
بسکہ ماتم دار ہی جان حزین	خانۂ دل بن گیا بیت الحزن
نشتر شریان یہ غم ای ضبط ہی	مرغ دل ہر دم ہی اس سے نالہ زن
چن کے حرف بانقط لکہہ سال فوت	آہ خالی ہوگیا ملک سخن

از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہزار حیف عجب اوستاد یکتا نے	سرای عالم فانی سے آج کوچ کیا
سن وفات لکھا خامۂ محمد نے	وزیر ملک معانی کا شبہ تھا واویلا

ایضاً

گذشتہ ہای صد حیف آہ ای افسوس واویلا	کہ یکتا بود او لامثل بر ہر فن وزیر الوا
محمد سال مرگ او نبشتہ آہ آہ از دل	بملک جاودانی گشت سکہ زن وزیر الوا

ایضاً

وزیر شہنشاہ اقلیم معنی	گئے یان سے ای وای سوی جنان جب
محمد مسیحی مین تاریخ لکھو	سخندان بے مثل کہیا اوٹھا اب

از عبد الرحیم خان صاحب سالہ دار رحیم تخلص شاگرد بیخود

چون زدنیا کرد رحلت حضرت خواجہ وزیر	ہر یکی از صدمۂ جانکاہ شد از حد فزون
سال فوتش اچو دل پرسید جان از بیدلی	گفت مرجع غیب جبرا انا الیہ راجعون

تمت

١ — بسم اللہ الرحمن الرحیم — ٣٠

ہوا شاہ دواوین نام بسم اللہ سے دیوان کا
عوض مطلع کے کھینچو آئینگے نقشہ روی جانان کا
زلیخا کیطرح کس شاہ بلک حسن نے جھانکا
نہین انبوہ خط مین جلوہ حسن روی جانان کا
ہوا جوبن فزون خط سیہ روی جانان کا
حنائی ہاتھ کی تاثیر طرفہ رنگ لائی ہے
گلے سے حرف باتونکے نظر آتی ہین حیرت ہے
کریگا آتش افزوی چمن سوداے گیسو مین
دکھایا بے تکلف ہوکے منہ اوس مہ طلعت نے

سہر دیوان یہ ہے الحمد للہ تاج قرآن کا
ہنے تا مطلع خورشید مطلع اپنے دیوان کا
ہر اک وزن بنا ہے چشم یوسف سے زندان کا
عیان ہے تخت پر یونکی جھرمٹ مین سلیمان کا
پڑھا ہے آبنوسی حل سے حسن اوراق قرآن کا
شجر تیرے نگین کا بنگیا ہے نخل مرجان کا
عیان جو ہر ہین یا شک آئینہ ہے جسم جانان کا
دھوان بنکر ولائی کا نظارہ سنبلستان کا
اوٹھا گھونگھٹ کہ دروازہ کھلا گلزار رضوان کا

بگڑکر اوسنے چلمن سے جو ہمکو آنکھہ دکھلائی
غزال چشم پر دھوکا ہوا شیر نیستان کا

پری وش پڑھتی ہین کلمہ مرا مین ہون وہ دیوانہ
ہر اک داغ جنون مین ہی اثر مہر سلیمان کا

ترے ہونٹونکی آگے رنگ جب اسکا نہین جمتا
تو کیا کیا جوش کھاتا ہی لہو لعل بدخشان کا

ہی حسن دو ہفتہ چار دنکی چاندنی ساقی
چھلک جاتا ہی بھرتی ہی پیالہ ماہ تابان کا

نہین ہی سرمے کا دنبالہ ای ترک آنکھہ مین تیری
پھریرا سا ہی یہ نشان فوج مژگان کا

ذقن مین دانہ خال سیہ دیکھا تو مین سمجھا
لطافت سی عیان ہی تخم یہ سیب زنخدان کا

وہ گریان ہین جن سے یوسف دل گر پڑا ہین
کبھی پانی نہ ٹوٹے گا تری چاہ زنخدان کا

جہان کو قتل کرتے ہین یہ مہر و جامہ زیبی سے
مگر تیغ ہلالی ہی ہلال انکی گریبان کا

ہا کرتا ہی وا اپنا دہان شکوہ فرقت مین
کوئی مرہم نہین جز وصل اس زخم نمایان کا

دکھایا اوسنے عارض قبر عاشق کی لگی کھدنے
سحر ہوتی ہی دروازہ کھلا شہر خموشان کا

بنینگی ڈول ہر بازی طفلان سر گل کے
اثر باقی رہیگا الفت چاہ زنخدان کا

حلب کی صبح صادق کا گمان ہی اوسکی عارض پر
مسی پر لعل لب کی شبہہ ہی شام بدخشان کا

بہت کچھہ کھو کے پائی اپنی راہ خود فراموشی
دل گم گشتہ آپہی خضر ہی اپنے بیابان کا

گرا قطرہ پسینے کا جو اوس روے مخطط سے
تلک کا جنس جانکے ساتھہ یہ سیپارہ قرآن کا

ہوی ہین جمع آنسو کیا رہی ہین شمع خوبان کیا
گمان ہی دامن مژگان پہ بازیگاہ طفلان کا

فلک سے ہی دماغ اتنا مشبوا اپنا گدائی مین
بہت ہی بوریا خواہان نہین تخت سلیمان کا

دل دیوانہ کی جنبد سے جو زلفون مین بسر ہوگی
لقب ہوجای گا صبح وطن شام غریبان کا

نپایا بوسہ لب اوس پری کی جب تو یہ سمجھا ... نہین انسان کی قسمت مین چشمۂ آب حیوان کا

لب لعلین پہ اوسکی یہ نہین ہی پان کا لاکھا ... نکل آیا ہی کھا کر جوش خون لعل بدخشان کا

پہ نیرا دونے دی مٹی جو مجکو بعد مرنیکی ... کوئی تختہ لحد مین تھا مگر تخت سلیمان کا

۲	مسین بھیگین نہین ہین ای وزیر اوس شوخ رو کی نمایان پشت لعل لب پہ ہی یہ عکس مژگان کا	۲۳

حیرت افزای جہان جسم مصفا ہو گیا ... چار جو ہم مل کے آگ آئینہ پیدا ہو گیا

پھٹ گیا دامان یوسف کیا ہی سودا ہو گیا ... کیون یہ سوزن سعی کھکر دست زلیخا ہو گیا

اب کرامت کیجیی اب معجزے دکھلائیے ... خضر خط رخسار یوسف لب مسیحا ہو گیا

ذکر آیا جب بھو ونکا گرے ہم سر کی بھل ... آستین سجدے کی سنکر فرض سجدا ہو گیا

در پہ اوس خوش چشم کی جا بیٹھے ہین مثل فقیر ... آہوونکو سایہ اپنا مرگ چھالا ہو گیا

خوب محشر کر کے برپا یار کو دکھلا دیا ... آج اور فتار جانان کا رفدا ہو گیا

وای محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو ... میرے اوسکی درمیان غفلت کا پردا ہو گیا

سایۂ قامت بھی ہرجائی ہی کیا تیری طرح ... سرو گلشن مین ہوا جنت مین طوبا ہو گیا

طوف کی حیلے مین ہم بھی گھورنی کو جائینگے ... گر سیہ پوشی سے کعبہ چشم لیلی ہو گیا

سلسلہ جنبان ہوئی گردش جو چشم یار کی ... بنکے آہو سایہ اپنا دشت پیما ہو گیا

خود نما جب ہو گیا آئینہ سودای عشق ... حلقۂ زنجیر مجنون چشم لیلی ہو گیا

بنگیا محراب کعبہ کا پیالہ جام سے ... مست ہین اللہ کی جو منہ سی نکلا ہو گیا

ہو گیا وحشی گھر دیکھی جو وہ موئی تری دانت
بڑھ گئی گردیتی دشت پیدا ہو گیا

کیا سنایا کیا پڑھا یا ای چمن آرا آئین
گوش گل بہرا دہان غنچہ گونگا ہو گیا

جلوۂ محبوب مہوش دیکھ لے ہر رنگ مین
قیس کو آہو بھی چشم شوخ لیلی ہو گیا

خاک مین ملجای وہ چشمہ نہ جسمین آب ہو
پھوٹ جائے آنکھ اگر موقوف رونا ہو گیا

خلق کیا مصروف طوف کعبہ و بتخانہ ہی
ہمسے گر پوچھو تو چکر مین زمانا ہو گیا

خط مشکین سے تری ہی کسقدر لپٹا ہوا
کیا مرے دل کا ورق خط کا لفافا ہو گیا

وقت نظارہ معطر آنکھ کے پردے ہوے
عطر نرگس تیری آنکھون کا پسینا ہو گیا

کیا نمک ہی تجھمین ای ساقی کہ پرتو سے ترے
بادۂ انگور بھی ساغر مین سرکا ہو گیا

سبزہ عارض پر نہین بے وجہ او روح روان
تو سراپا دل ہوا تو خط سویدا ہو گیا

ہم بغل ہونیکی ہی ابتو سراپا آرزو
ضعف سے قد جھک کے آغوش تمنا ہو گیا

۲	قبلۂ دنیا و دین مدفون ہوا ہی ای وزیر شوق سے سجدہ کرون کعبہ مدینا ہو گیا	۲۲

جسم کیسا یان لباس جسم آدھا ہو گیا
جامۂ تن گھٹ گیا ایسا کہ نیا ہو گیا

جان جائیگی دریچہ اونکا تیغا ہو گیا
شوق نظارہ مین ہر دم طماچا ہو گیا

پی گئی آنسو جو خالی جام صہبا ہو گیا
ابتو ساقی نام دریا نوش اپنا ہو گیا

چشم کم سی ہمنے دیکھا گھٹ کے قطرا ہو گیا
ای حباب ابتو ترے کوزے مین دریا ہو گیا

دانت پر اپنے لگا کر دونکی لیتی ہو کیون
آب گوہر مل کے کیا خنجر دوآبا ہو گیا

سرخ عارض پہ تری ساقی جو نکلا خط سبز
ساغر زرین پہ گویا سبز مینا ہو گیا

سبزۂ عارض جو نکلا پھاڑ کر پھینکی نقاب
چاک چاک اس خط کی آتے ہی لفافا ہو گیا

دامن یوسف کا پھٹنا تھا ستم اے دست شوق
ٹکڑے ٹکڑے جامۂ صبر زلیخا ہو گیا

وان بھی جا پونہچے خریداران حسن خود فروش
چاہ یوسف کے لیے دوکان سودا ہو گیا

اوس بت کافر کا زاہد نے بھی نام ایسا جپا
دانۂ تسبیح ہر اک رام دانا ہو گیا

کھا گیا مجھ ناتوان کو غم مری خوش چشم کا
ہو کے کاہیدہ اسی آہو کا چارا ہو گیا

آتش رنگ حنا سے دست نازک جل گیا
معجزہ ہاتھ آ گیا لو دست موسیٰ ہو گیا

ہو گیا جامے سے باہر اپنے کپڑے پھاڑ کر
چاک پیراہن نکلجانے کو رستا ہو گیا

بل نکالا ہے مژہ کا اوس نگاہ گرم نے
آنچ سے تلوار کی کیا تیر سیدھا ہو گیا

دیکھنا ہم میکشون کی ساقیا دریا دلی
آنسوون سے بھر دیا خالی جو شیشا ہو گیا

میرے طالع کا ستارہ کسقدر گردش میں ہے
آسمان پہ چرخ پوجا کا تماشا ہو گیا

وای محرومی گلی پر میرے چلکر رہ گیا
منہ ہوا خنجر کا میٹھا جب وہ کڑوا ہو گیا

اب تو رونیکی صدا گوش بتان تک جائیگی
اشک شور انگیز ناقوس کلیسا ہو گیا

بارھم کی ڈوریکا تار اب گلی میں چاہیے
زخم پیشانی جبین پر اپنی قشقا ہو گیا

قطعه

ذکر تیری سرو و شمشاد و صنوبر کرتی ہین
چرچے ہین عاشق کے یا ذکر حق کا حیلا ہو گیا

زیب دیتا ہے تماشاگاہ عالم گر کہون
جسطرف گذری ہر اک محو تماشا ہو گیا

غمزہ و انداز و ناز و کبر و مہر و لطف و حسن
سات لیہ دو را یک تم آٹھون کا میلا ہو گیا

۴	ولہ	۲۳
گرمیان کین اسقدر ہر عضو شعلہ ہو گیا		شبکو روشن یار کے بازو کا اگا ہو گیا
خشک دریا ہو گئے موقوف رونا ہو گیا		خاک ہے پانی کہان چہرا ہا جو کا ہو گیا
ہون وہ لاغر جب کہا اونکی کف نگین ہاتھہ		طائر رنگ حنا بھی رشتہ بر پا ہو گیا
کر دیا تحریر اپنی بے صدا تصویر کو		مثل خامہ جو زبان پر آیا انشا ہو گیا
آفتاب داغ سودا کو جو دیکھا اوڑ گیا		جامۂ تن اینٹون شبنم کا کرتا ہو گیا
وا کیا جب یار نے آئی صدا مثل صریر		خط مرا شکل زبان خامہ گویا ہو گیا
بل بے شوخی دیکھتے ہین جب مرا قد دوتا		ہنسکے کہتی ہین بدن کیا انکا دہرا ہو گیا
آنکھہ ہر اک طفل کی اب اینٹون پڑنی لگی		ڈھیلی آنکھون کی چلے مجکو جو سودا ہو گیا
تم نہانے کیا گئے اوسکو ملا یا خاک مین		ریگ ماہی فرط بیتابی سے دریا ہو گیا
طوق قمری ہو کے بالیدہ بنا دیوار باغ		سرو کیا آغوش مین گلزار سارا ہو گیا
اپنی مضمون حاسد سب قلم خوردہ ہوے		ہاتھہ مین خامہ عصای دست موسیٰ ہو گیا
اپنی جامہ سے اگر باہر ہون اب ممکن نہین		ضعف دامنگیر ہے تصویر دیبا ہو گیا
اونکی چلنے کی صفت لکھی تو ہل چل پڑ گئی		قاصد ایا ہی قلم سے خط روانا ہو گیا
مژدہ اے ساقی جنون خیز ابکی آئی ہے بہار		شیشۂ توبہ کو پتھر جام صہبا ہو گیا
دید کے قابل ہے اوکبک دری رفتار یار		ہر قدم نقش قدم چشم تماشا ہو گیا
کھینچ لایا حسن کو بھی عشق اپنی رنگ پر		ضعف سے مین زرد وہ سونے سے پیلا ہو گیا

مے سے نکلا جام مے اپنے لیے مثل حباب
دیکھ ساقی لطف حق پانی پیالا ہو گیا

ایک ہاتھ اک پاؤن سے ہے جسطرح رفتار کلک
چلتے پھرتے ہین سدا گو جسم آدھا ہو گیا

آینہ دیکھا تو اپنے خط پہ آنکھ اوسکی پڑی
کاغذی بادام اس خط کا لفافا ہو گیا

سنگ اسود کو لب فریاد سے چوما اگر
ایسا چلایا کہ ناقوس کلیسا ہو گیا

بھر کے دیکھا جام ہمنے پی پیے خالی ہوا
فرقت ساقی مین نچوڑا پیالا ہو گیا

آب و خاک و باد و آتش جسم بنکر گرد ہین
اس اکیلی جان پر کس کس کا بلوا ہو گیا

۵ کوئی مرتا تھا نہ اوسکی ترچھی نظرون پر خونریز
پار گذرا دل کے جب یہ تیر سیدھا ہو گیا ۲۳

تصور یہ ہا آنکھون مین اوس لیلی شمائل کا
کہ اپنی آنکھ کا پردہ بنا ہے پردہ محمل کا

دماغ ایسا ہی جانان تیری درد ازیکر سائل کا
موا ہون تو صدا دیتا نہیں کاسہ مری گل کا

بذمین میری جتنے زخم ہین پانی چراتی ہین
نپوچھو کسقدر پیاسا ہون آب تیغ قاتل کا

پہنایا یار کو بھی طوق منت کی بہائی سے
فلک نے باری نالہ سن لیا میری سلاسل کا

ادھر مینے تواضع کی ادھر تعظیم اوسنے کی
جھکائی مینے جب گردن لگا اوٹھا ہاتھ قاتل کا

بہت جسنے اوٹھایا سر ہی گر نظرون سے قدر اوسکی
نہ دیکھا کوئی پروانہ چراغ ماہ کامل کا

کسیکی سنبل خط کے تصور مین جو بیٹھا ہون
تو شکل خامہ نقش پا مین ہے عالم سلاسل کا

بنی ہے آہ منہ پھیرے ہوئے تصویر بھی اوسکی
کھنچا ہے سے ہاکرتا ہے کچھ نقشہ بھی قاتل کا

کسی موئی کرسے خاک ہونے پر بھی لعنت ہے
پڑا ہے پال از خود جب بنا کاسہ مری گل کا

گلا کاٹوں میں اپنے ہاتھہ سے بے منت قاتل | مری ناخن سے حل ہو جاے عقدہ میری مشکل کا
کریں موجیں کنارہ کر کے قسمت کچھہ عجب شے ہے | لب دریا ذرا لب خشک رہنا دیکھہ ساحل کا
جنوں اب تھک گیا ہوں پھر تو پھر تو چین کرنے دے | کہیں جاگے نہ پاے خفتہ سنکر غل سلاسل کا
الٰہی خوں نکلی قطروں سے آواز آئے گھنگروں کی | پھڑک جائے تماشا دیکھکر وہ رقص بسمل کا
کبھی دل میں کبھی آنکھوں میں جا دوں ان حسینوں کو | کہ ماہ و مہر کا ہے کام طے کرنا منازل کا
نکل جائیں تڑپ کر مچھلیاں دست حنائی کی | لہو بھر جاے او قاتل اگر مچھہ نیم بسمل کا
چرا کرتے ہیں سبزہ کھیت کا کشتوں کی جا آ ہو | سمجھتا ہوں میں یہ بھی اشارہ چشم قاتل کا
چڑھاتے دار پر منصور کے ہمراہ زاہد کو | تماشا دیکھنا منظور تھا گر حق و باطل کا
کسی کی آنکھہ کے سرمے نے مجکو مار ڈالا ہے | ندی آواز اگر ٹوٹی کوئی ساغر مری گل کا
زمیں بھی نکلی جاتی ہے مرے پاؤں کی نیچے سے | مجھے مشکل ہوا ہے ساتھہ دینا اپنی منزل کا
خوشی آتی ہے وہ راحت مجکو جسمیں رنج بھی کچھہ ہو | جو تکیہ بھی ہو تو پر ہاے مرغ نیم بسمل کا
سفر کرنا مثال اشک کچھہ مشکل نہیں مجکو | کہ بس اک پاؤں کی لغزش ہے طے کرنا منازل کا
یہی تو جرم ہے جسکی سبب پامال رہتی ہے | حنا نے ذبح کرنے میں نہ تھاما ہاتھہ قاتل کا

٦	وزیر اب سینے میں دل کی عوض کیا درد رہتا ہے کہ رویا کرتے ہو پڑھ پڑھ کے تم دیوان بیدل کا	٢٦

نشانہ بعد مردن بھی رہا ہیں تیر قاتل کا | بنایا کرتے ہیں ناوک فگن تودہ مری گل کا
جو جیتے تھے تو رو دیتے تھے ہم ہی خاک مرقد پر | ہمارا کالبد شاید فقط تھا آب و در گل کا

فقیری مین بھی ایدل آسمان پر ہی دماغ اپنا
گدائی بھی کرین تو لیکے کاسہ ماہ کامل کا

گل زخم ہنہین اب گل بازی کا عالم ہی
نکل جاتا ہی مضمون ہاتھ آکر زخم بسمل کا

دلائی یاد شیون پھر کسی گل کی تبسم نے
سکھایا خندۂ گل نے ہمین نالہ عنادل کا

براہی بازی طفلان بنی ہی آسیا اکثر
وہ سرگشتہ ہون مرنے پر یہ نقشہ ہی مری گل کا

زبان تیغ او ظالم اگر کچھ حال پرسان ہو
دہان زخم سے کہنے لگین ہم مدعا دل کا

غش آیا ہی ہمین بس دیکھتے ہی تیغ ابرو کو
ہماری منہ پہ اب چھینٹا دو آب تیغ قاتل کا

سراپا حال جوش گریہ ہی طوفان سا طوفان ہی
بندھی اس بحر مین مضمون بھلا کیا خاک ساحل کا

خیال عارض جانان مین باہم بسکہ نالان تھے
مہ و خورشید پر دھوکا ہوا مجکو جلاجل کا

اگر عقدہ سراپا ہی برنگ اشک کیا غم ہی
مری افتادگی کی ہاتھ حل ہوتا ہی مشکل کا

مری اشکون کے دریا کا بھی جو شور سنتا ہی
برنگ موج زہرہ آب ہو جاتا ہی ساحل کا

ہین گر کفش نو یارب وہ آکر خوب سا روندے
مبارک ہو ہی دشمن پر یا کہنا مری دل کا

بنی ریگ روان خاک اپنی او ڈھونڈھا کیے تجکو
نہ چھوٹا بعد مردن ہمسی طی کرنا منازل کا

یوہین ہم سارباں غیرت لیلی کی کر دیتے ہین
نہین محمل تو مضمون باندھتی رہتے ہین محمل کا

اگر سیلاب اشکون کا بھی گا یون ہی ای وحشت
بنی گا صورت گرداب ہر حلقہ سلاسل کا

بجھائی چاندنی مہتاب اور خورشید مشعل ہو
فلک قصائی ہو شاد بسی جو لون نام و سکی محفل کا

کسیکی جستجو مین بخت دل آنکھو نہین آتی ہین
تلاش یوسف گم گشتہ مین ہر قافلہ دل کا

مری بدمست کی تلوار تو نکلی ہی پڑتی ہی
بطرمی بھی وہ کھا دی اب تڑپنا مرغ بسمل کا

ستاری جھڑتی ہین چلنی مین اوسکی کفش زرین سے — قبا ہی آسمانی رخ مین عالم ماہ کامل کا
تو وہ یوسف لقا ای زہرہ وش ہی گر کبھی جھانکی — زیادہ چاہ کنعان سے ہو رتبہ چاہ بابل کا
لگالون طوق کو بس اب گلی سے مدعا سمجھا — نہین ہو یہ قدمون پر مرے گرنا سلاسل کا
جھکائی ہین کنوین تو نی فرشتی کے کھون منہ پر — تری چاہ ذقن نے منہ دکھایا چاہ بابل کا
کہی دیتے ہین اسکو عرش کی زنجیر سے باندھو — فلک پہ ہی دو داغ افروزون ابھی وحشت دل کا
مسلمان ہو ن تو کعبے مین کھون سنگ اسود کو — تصور ساتھ اس کے کرون رخسار کے تل کا

7
بنے گا نامہ بر زاغ کمان اب ای وزیر اپنا
ہی خط مین وصف خال ابرو خمدار قاتل کا
25

بس مردن بھی مشکل ہی پونہچنا یار تک دل کا — لحد ہی نام ملک عاشقی مین پہلی منزل کا
مہ نو سے کھنچا ہی صاف نقشہ تیغ قاتل کا — دکھا دی ای فلک تو بھی تڑپنا نیم بسمل کا
صریر کلک فکرت نی سنائی نالہ مجنون — کوئی مضمون جو وحشت مین لکھا لیلی کی محمل کا
تو وہ لیلی ہی گر پھرتا رہون تیرے تصور مین — دکھائی آبلہ پا کو نکا میرے جلوہ محمل کا
وہ خورشید اگر پھرتے ہین تو گردون بھی پھرتا ہی — حسینونکو نہین دستور طی کرنا منازل کا
کمال عشق مین راحت ہی وہ جو تیغ سہتا ہی — نہین ہی زخم گردن پر یہ ہی احسان قاتل کا
پہنکر دیہانی جوڑہ مصیبت مین کشتونکی آ ظالم — ہرا ہو جای پھر زخم کہن ہر ایک بسمل کا
انا لیلی مین کیا ہی لطف مجنون ہی مزہ اسمین — تری آغوش ہی عالم جو ہو آغوش محمل کا
خودی بھولا وہ بت دیکھی تماشی جب خدائی کے — دھرا رہتا ہی آگے اسکے آئینہ مری دل کا

تری ہین منتظر گنتے ہین نہ اہد راتدن گھڑیان
اری کافر یہ دلی پردہ ہی عقد انامل کا

کسی دن اوسکو افسون تصور کھینچ لائیگا
اوتاریگا پری اک روز یہ شیشہ مری دل کا

چراغ ماہ لیکر رات بھر ڈھونڈھا کیا گردون
مین وہ پروانہ گم گشتہ ہون اوس شمع محفل کا

نظر سے میری گر بیمار اونکی ہوگئین آنکھین
تصدق کی لیے کھچواؤن روغن آنکھہ کی تل کا

مثال تیر مغز استخوان سینے سے نکلا ہی
تماشا دیکھا ابرو کمان بیتابی دل کا

کہان تھا آسمان کو دخل ایسا شیشہ بازی مین
اوڑایا ڈھنگ اسنی بھی مری بیتابی دل کا

بنایا شمع کو پروانہ آکر اوس بھبوکے نے
ہی نقشہ شکل فانوس خیالی اہل محفل کا

سر طاوس اوسکی تیغ جوہردار کو سمجھا
دہان زخم سے سائل ہوا ہین تیغ قاتل کا

لگی تیغ و سپر باندھے پھرا کرتا تھا وہ ظالم
لڑکپن ہی مین تھا خالی تسمہ سر پری قاتل کا

نمک ایسا ہی اوسمین شور رہو کے چشمہ شیرین
بڑے گر عکس فرہاد اوس شیرین شمائل کا

تری حرمت کی آگے کیا حقیقت ہی گناہون کی
خدایا روبرو حق کی کہان تیر ہی باطل کا

پس مردن بھی مین رہتا ہون نالان انکی ہاتھون سی
بجاتے ہین پپیہا مجنون لڑکے مری گل کا

بنائی گلزمین شعر مین اب آشیان بلبل
سراپا گل کی ہمصورت ہی یعنی قافیہ گل کا

تمنا یہ رہی اوس بیوفا تک خط تو پہنچی کی
کبوتر بعد مرنے کے بنا اکثر مری گل کا

قدم رہتی ہین تب دشت جنون مین اپنی چلنے سے
پھرا دیتا ہی سر جب مجنون نالہ سلاسل کا

۸۰	فقیری مین وزیرا آ کی پریان پاؤن پڑتی ہین یہ نقش بوریا اپنے لیے ہی نقش عامل کا	۲۳

گردم مشق خیال خطِ جانان ہوگا | پھر تو جو خط مین لکھونگا خطِ ریحان ہوگا

کب دہن خط کے نکلنے سے نمایان ہوگا | یہ وہ چشمہ ہی خضر سے بھی جو پنہان ہوگا

بعد مرنے کے مرے کوہی نہ گریان ہوگا | زلف جانان کا مگر حال پریشان ہوگا

تیرے ہاتھون مین پری تہ دو چند اون ہوگا | طائرِ رنگ حنا مرغ سلیمان ہوگا

حال پوچھو نہ مرے رونے کا بس جانے دو | ابھی یہ رومال نچوڑونگا تو طوفان ہوگا

ہاتھ جو مین کے سبھی گبر و مسلمان میرے | ایک مین دست صنم ایک مین قرآن ہوگا

یار جائیگا ادھر دلسے ادھر صبر و قرار | صبح کے ساتھ مرا چاک گریبان ہوگا

اونسی تلوارین لگائین ہین مجھے ہنس ہنسکر | گل پژمردہ مری قبر پہ خندان ہوگا

اپنے دروازیکی زنجیر سے باندھے مرے ہاتھ | اب تو درکار نہ کوئی اوسے دربان ہوگا

چاند ہالے مین مجھے دنکو نظر آئے گا | میری آغوش مین جب وہ مہِ تابان ہوگا

شاد ہونگا جو مجھے قتل کریگا ظالم | وہین زخم بھی رشکِ گلِ خندان ہوگا

ہوگا بیدار وہین سبزۂ خوابیدۂ قبر | میرا لاشہ جو لب گور سے نالان ہوگا

رکھیگا منہ پہ جو آنچل وہ پری رقص کے وقت | شعلۂ حسن چراغ تہِ دامان ہوگا

ہون وہ بلبل اثرِ نغمۂ رنگین سے مرے | رقص مین صورتِ طاؤس گلستان ہوگا

اور بھی قاتل عالم یہ مرے گی خلقت | کبھی تلوار کے مانند جو عریان ہوگا

ہون مین شاعر نہ تلینگے مرے اعمال زبون | آپ موزون یہ مرا خرمنِ عصیان ہوگا

پاؤن سو جائینگے تو خواب مین دیکھینگے اوسے | نہ فراموش کبھی کوچۂ جانان ہوگا

ہڈیان میری جو بنسی جو مین نکلی آتین
گرسنہ آج مقرر سگِ جانان ہوگا

چاک ہر روز جو ہوتا ہی گریبانِ سحر
کوئی اوسمین بھی مرا تار گریبان ہوگا

مستعد قتل پہ تو ہوگا تو مین مرنے پر
خط جو گردن پہ کھنچے گا خطِ فرمان ہوگا

ہم وہ گریان ہین تلینگے جو ہمارے اعمال
چشم پر آب ہر اک پلۂ میزان ہوگا

بس ملا پہلے ہی سے ترک سخن کر دیجے
کوچ آخر تو سوے ملک خموشان ہوگا

۹
ہوکے مایوس سگِ یار پھرے گا جو فربہ
استخوان میری ہما کھا کے پشیمان ہوگا
۲۴

کبھی خورشید نہ افلاک مین پنہان ہوگا
لاکھ پردون مین جو تو ہوگا نمایان ہوگا

تیرے آنے کا یہ ڈر ہی شبِ ہجران ہوگا
سایۂ دیوار کا گھر مین مرے پنہان ہوگا

کبھی جنت کے نہ دروازے پہ رضوان ہوگا
ہان جو ہوگا تو درِ دوست کا دربان ہوگا

درمیان ہوگا جو رخ زلفون سی ہو جائیگی صلح
صاف ہو جائینگے گر بیچ مین قرآن ہوگا

ہون وہ بیکس مرے لاشے پہ نہ روئیگا کوئی
زخم تن بھی نہ مرے حال پہ گریان ہوگا

گر پڑا اشک مری آنکھ سے بیتابانہ
اب جو دریا مین گہر ہوگا وہ غلطان ہوگا

ائے صنم رات جو چھوٹی ہو تو دن بڑھ جائے
زلف کوتاہ جو ہو حسن دوچندان ہوگا

آزما لیجیو تلوار لگا کر قاتل
ہون وہ گریان کہ مرا زخم نہ خندان ہوگا

یاد ہی گل کی نصیحت مجھے ہنسنا نہین خوب
رونگا مین جو مرا زخم بھی خندان ہوگا

تیغ ابرو کا جو اک بال بھی دکھلائیگا
مورچہ چھوڑ کے تلوار گریزان ہوگا

ہوگی ابرو جو لگے گی مرے ماتھے پہ تیغ
آنکھ پہ تیر لگے گا تو وہ مژگان ہوگا

یار پیشانی و ابرو پہ چنے گا افشان
آج محراب عبادت مین چراغان ہوگا

یونہین زلفون نے تری کین جو بلائین نازل
اے پری تجھسے ترا سایہ گریزان ہوگا

آؤگے اپنے اسیرون کی خبر کو تم اگر
شکل آغوش ابھی وا در زندان ہوگا

رفو راک داغ مرے دلکو جو دینگے گلرو
رفتہ رفتہ یہ مرا غنچہ گلستان ہوگا

ہوگی قاتل کو نہ تکلیف نمک افشانی
شور بختی سے ہر اک زخم نمکدان ہوگا

آہ سے عرش کی زنجیر ہلا دینگے ہم
یونہین گر جوشش جنون سلسلہ جنبان ہوگا

آستین سے ہوی باہر جو مری دست جنون
ٹکڑے ٹکڑے ابھی دامان بیابان ہوگا

یاد مین اوس کف رنگین کی جو مانگونگا دعا
اوٹھتے ہی دست دعا پنجۂ مرجان ہوگا

یونہین ہوگا جو ہجوم نگہ مشتاقان
دیکھنا بند کسی دن در جانان ہوگا

تول لیگی اوسی نظرونمین ہی لا رحمت حق
خرمن جرم نہ شرمندۂ میزان ہوگا

رنج سے رنج دیے یار کے دربانون نے
گذرے فردوس سے رضوان بھی دربان ہوگا

استخوان تن سے نکل آئین گی بہر تعظیم
جبکہ عازم مری جانب سگ جانان ہوگا

١٠	اوس پری کو جو خط شوق لکھونگا مین وزیر نامہ بر آکے مرا مرغ سلیمان ہوگا	٢٥

آیا وہ ماہ لاؤ پیالہ شراب کا
مہتاب سے ہو ساتھ طلوع آفتاب کا

کیا یاد دہ ہے یہ کسی بزم خراب کا
اولٹا پڑا ہوا ہے جو ساغر حباب کا

پر توسی رخ کی چاندنی ہی سطح آب کا
ہی رشک ماہتاب ستارہ حباب کا

رونے کا جبکہ حال کہا مینہ برس گیا
بجلی گری جو ذکر کیا اضطراب کا

پوچھے جو وہ دہن کی کہو نہین کمر کی بات
کیا ہی جواب دون سخن لاجواب کا

اب عندلیب جاے کبوتر ہو نامہ بر
نامے مین ہمنے عطر ملا ہی گلاب کا

نام جواب نامہ سنا جان آگئی
بعد فنا جو دھیان تھا خط کے جواب کا

اپنے گناہ آنھین سکتے حساب مین
زاہد کو خوف چاہیے روز حساب کا

اوس گل پہ ہوگئے ہین کبوتر بھی عندلیب
قاصد نکر مجھے متوقع جواب کا

چھٹکی ہی چاندنی جو مری سیل اشک سے
جلوہ ہی چشم تر مین یہ کس ماہتاب کا

زلفین تو سر چڑھی ہین ترے کیون نہ بل کرین
موئے کمر کو کیا ہی سبب پیچتاب کا

جز سوز غم جگہ نے مجھے پہلو مین کون دے
اشک چکیدہ ہون کسی چشم کباب کا

کیا دل جلے نکلے زخم کے انگور سے کھنچی
ساقی شراب مین جو مزہ ہی کباب کا

چلنے مین نازکی سے غش آیا جو یار کو
چھینٹا دیا پسینے نے رخ پر گلاب کا

اب سکو روند شوق سے ای توسن فلک
عالم ہلال مین ہی کسی کے رکاب کا

منظور ہی کہ رنج مجھے ہو جہان کو عیش
توڑون عوض مین پھول کے کانٹا گلاب کا

کہتا ہی وہ چھڑک کے نمک زخم پر مرے
ہنگام صبح پھول کھلا ہی گلاب کا

نامہ نکل گیا دم تحریر ہاتھ سے
مضمون جب مین لکھنے لگا اضطراب کا

قالب تہی کیا ہی جو پابوس یار کو
اندازا وڑا لیا ہی یہ ہمنے رکاب کا

بزم جہانمین ہی کوئی دم یہ ہی سرور
ہی ساغر نشاط پیالہ حباب کا

مجھسے کسیکی دل شکنی ہو نہ عندلیب
توڑون کبھی نہ پھول چمن مین گلاب کا

دریا مین کسنے خندۂ دندان نما کیا
لبریز موتیون سے ہی ساغر حباب کا

یوسف کی اور یار کی تصویر کیا ملے
وہ ہی ورق غلام کا یہ آفتاب کا

وہ رشک مہر جای جدھر منہ ووھر پھرے
عالم ہوا ہی مجھمین گل آفتاب کا

١١ — کافر ہوا ہون بیکسے عشق بت وزیر
زنار مجکو چاہیے موج شراب کا — ١۵

اوس مہ کے منہ لگا ہی پیالہ شراب کا
ہی آج آسمان پہ دماغ آفتاب کا

تارے نمود ہون جو غروب آفتاب ہے
آنسو بہین تہی جو ہو ساغر شراب کا

دریا بہت پھرا ہی مرے ساتھ دشت مین
ہی اسسے اسکے پاون مین چھالا حباب کا

مکتب مین غم کے حفظ کیا آہ کا سبق
رہتا ہی یان زبان پہ مطلب کتاب کا

زاہد حرام می کو نہ کہنا وگرنہ مین
جنت مین چھین لونگا پیالہ شراب کا

میخانہ یاد ساقی کوثر سے خلد ہی
ای میکشو حلال ہی پینا شراب کا

اوس مہ کا جی پھرا ہی جو دریا کی سیر سے
گردش مین اندنون ہی ستارہ حباب کا

ثانی تمہاری مصحف رخ کا ہو کیا کوئی
ممکن نہین جواب خدا کی کتاب کا

پانی چوا کی کب وہ مرے منہ مین مرتے دم
صرفہ کرے گلے سے جو خنجر کی آب کا

چہرے سے آفتاب قیامت مراد ہی
دامان حشر نام ہی اوسکی نقاب کا

غفلت مین بھی کھلا نہ مرا راز دل کبھی
آیا جو غش گمان ہو اسکو خواب کا

صحرا مین پاؤن پڑکے مجھے خار رکھتے ہین
ہی بسکے دلمین گھر ترے خانہ خراب کا

وان سے اوٹھے تو منزل اوّل ہی گور کی
ہی قصد کوے یار مین اب پاتراب کا

سیراب کر مجھے ترے خنجر مین آب ہی
گر ہوسکے تو کام بڑا ہی ثواب کا

۱۴ — ۲۲

بیطرح تجلی آج چمکتی ہی ای وزیر
شاید کہین ہی ذکر مرے اضطراب کا

کب دی ہین وہ بھر کے پیالہ شراب کا
اوٹھے نہ جسکے ہاتھ سے ساغر حباب کا

فرقت مین تیری مجھسے بھرا دل شراب کا
منہ اسطرف کبھی نہوا آفتاب کا

پرتو پڑا ہی کس ورودنداں کی آب کا
آب گہر سے بھر گیا ساغر حباب کا

یہ رو دن ہین فلک سے ملے سطح آب کا
پونہچاون آسمان پہ ستارہ حباب کا

موجونکی طرح نامے سے سطرین روان ہوئین
قاصد روانہ ہمنے کیا اضطراب کا

ریگ روان سے کیا ہی مرا کالبد بنا
یارب یہ کیا سبب ہی مرے اضطراب کا

یان ہی صریر کلک مین آواز عندلیب
کا غذ ہی اشک سرخ سے تختہ گلاب کا

ای شہسواریان بھی قدم رنجہ کیجیو
ہی حلقہاے چشم مین عالم رکاب کا

حرف سخن ہین صورت خط زیر لب عیان
ادنی یہ وصف ہی دہن لاجواب کا

گھڑیان ہین گنتی کٹتی ہین وعدونکی آہ
ہر شب یہان عذاب ہی روز حساب کا

لوگون نے چاندنی اوسے مشہور کردیا
دیکھا جو تجھکو رنگ اوڑا ماہتاب کا

ہر اک دہان خم سے گویا ہون مثل نے — کیا منہ لگا ہون دیکھیے دینا جواب کا

ای مست ناز روسے خط جام دیکھکر — آتا ہی دھیان نشہ مین خط کے جواب کا

ہنستا تھا میری بزم مین ہر ایک غنچہ لب — کیا کھل رہا تھا رات کو تختہ گلاب کا

ہمراہ دل جلون کے تبو میکشی رہے — ہوتا ہی ساتھ خوب شراب و کباب کا

لڑکے جدا ہین گرد مرے بلبلین جدا — ہر سنگ خمن سی پھول بنا ہی گلاب کا

اوس شہسوار کا ہی دماغ آسمان پر — کھینچا ہی جو ہلال نے نقشہ رکاب کا

ریگ روان کیطرح نہین خاک کو قرار — عالم وہی ہی بعد فنا اضطراب کا

قطعہ

جانے لگا جو بزم سے وہ شہسوار حسن — دریا روان ہوا مری چشم پرآب کا

مانند موج اسپ نے جب کی شناوری — حلقہ بھنور کا بنگیا حلقہ رکاب کا

کیا نازکی ہی نیلوفری گل سی ہونٹھ ہون — منہ سے لگائے یار جو ساغر حباب کا

١٣ — تعداد جرم کم تری رحمت ہی بیحساب — ١٨
کچھ غم نہین وزیر کو روز حساب کا

بزم صنم مین رات تھا چرچا شراب کا — روشن ہوا تھا شبکو چراغ آفتاب کا

آیا خیال رونے پہ چشم پرآب کا — آنسو کے پونچھنے کو ہو دامن سحاب کا

بیجا نہین حجاب مرے ماہتاب کا — دیکھا ہی منہ کسی نے کہان آفتاب کا

جہر لیسے میرے پوچھے جو تو شک گرم کو — ای برق جلکے خاک ہوا دامن سحاب کا

آئیگا کوئی دم کے لیے یار ساقیا — ہو محفل شراب مین ساغر حباب کا

مجنون کی آج حال پہ ہم رونے جائینگے | استادہ ہوگا نجد مین خیمہ سحاب کا
میخانہ چشم مست ہی اور گوش جام ہین | ساقی گلوے صاف ہی شیشہ شراب کا
آتا نہین نظر مسی آلودہ وہ دہن | گویا کہ ہی وہ خال رخ آفتاب کا
ایسا جلا ہی گردن ساقی کو دیکھکر | محفل مین شمع بنگیا شیشہ شراب کا
لکھا ہی سوز دل پر پروانہ ہین ورق | شیرازہ تار شمع سے باندھو کتاب کا
آتا ہی غش ترے در دندان کو دیکھکر | چھینٹا تو ہمکو دیجیو موتی کی آب کا
گردش مین زیر ابرو پر خم ہی چشم مست | محراب مین بھی دور ہی جام شراب کا
وہ بادہ کش ہون اوٹھاؤن جو مین دشت مین قدم | ہر گرد باد دور ہو جام شراب کا
میری طرح وہ غیر سے بھی آنکھ پھیر لے | ہون منتظر زمانے کی اس انقلاب کا
زنار موجین بن گئین ناقوس ہین حباب | ای بت کیا ہی تو نے جو نظارہ آب کا
کوئی صنم مین شوق سی میخواریان کرون | فردوس مین حلال ہی پینا شراب کا
کہتا ہی آب تیغ سے سیراب کرکے شوخ | پانی پلانا کام بڑا ہی ثواب کا

۱۴ گردش پہ چشم مست کی دل بس گیا وزیر ۱۵
ٹوٹا ہی دور جام سے شیشہ شراب کا

آج ہمنے لب جانان دیکھا | ای خضر چشمہ حیوان دیکھا
روز افزون ہی ترا حسن ایماہ | ایک ہفتے مین ذو چندان دیکھا
کہا آئینہ قد آدم ہی | جب سراپا مجھے حیران دیکھا

مین وہ بلبل ہون تصویر پیشہ
آنکھہ کی بند گلستان دیکھا

دیکھکر پریون کے ہوش اڑتے ہین
تجسا کوئی نہین انسان دیکھا

پہلے ہی مر گئے ہم خوب ہوا
نہ غم رحلت یاران دیکھا

لینے لینے ترے بال آگئے یاد
جبکہ طول شب ہجران دیکھا

کی نگہ چشم فنا سے جسدم
اپنے گھر آپکو مہمان دیکھا

بادشاہی کی تمنا نہ رہی
جب سوے گور غریبان دیکھا

ہون وہ بلبل کہ قفس ہی مین رہا
خواب مین بھی نہ گلستان دیکھا

یاد دندان مین ہر کیا دل بیتاب
ہمنے گوہر کو بھی غلطان دیکھا

تجسے ای صبح وطن ہوکے جدا
صدمۂ شام غریبان دیکھا

ایک ہی جھٹکے مین ای دست جنون
پاس دامن کے گریبان دیکھا

اپنے جامے سے ہوا وہ باہر
جسنے تجھکو کبھی عریان دیکھا

۱۵ — گر پڑی تجلی جو ہم ترٹپے وزیر
روئے تو ابر کو گریان دیکھا — ۲۱

میکشی مین ہمسے آزردہ جو دلبر ہوگیا
گردش ایام ساقی دور ساغر ہوگیا

جلوہ گاہ زلف وہ روی منور ہوگیا
کفر اور اسلام کا رتبہ برابر ہوگیا

طوق آہن خون سے اک حلقۂ زر ہوگیا
سنگ طفلان مجکو پارس کے برابر ہوگیا

غنچۂ لب کے اثر سے کیا معطر ہوگیا
بنگیا پانی گلاب اور پھول ساغر ہوگیا

معجزے ہوتے ہیں تجھسے ہر قدم ای سرو قد — جاتے جاتے باغ تک سایہ صنوبر ہوگیا

غیر عریانی بھلا کیا چاہیے جامہ مجھے — ایجنون میں اپنے ہی جامے سی باہر ہوگیا

خندۂ دندان نما کر تارے آجائیں نظر — شب ہوئی زلف سیہ رخ ماہ انور ہوگیا

تیغ قاتل کا نہیں احسان سر پہ شکر ہے — یان گریبان ہجر میں گردن پہ خنجر ہوگیا

نالۂ دل صور ہی خورشید محشر داغ ہے — صاف اب وز جدائی روز محشر ہوگیا

تیرے کوچے کا جو رونا یاد آیا خلد میں — مثل آب تیغ مجکو آب کوثر ہوگیا

ابروئے خم گشتہ کشتی چہرہ ہی دریای حسن — کھل گیا جب گیسو پر پیچ لنگر ہوگیا

جو گیا قاصد نہ آیا اوسپہ عاشق ہو رہا — فاختہ اوس سرو کا ہر اک کبوتر ہوگیا

لکھکے خط ایسا میں رویا کے پونچا یار تک — نامہ بر سیلاب اشک دیدہ تر ہوگیا

خاک ہو جانے پہ بھی مجہہ مست کو ہی مے سے کام — بعد مردن جام صہبا کاسہ سر ہوگیا

لکھی دیوان میں جو اوس رخ کی مخطط کی صفت — صفحہ آئینہ بنا ہر حرف جوہر ہوگیا

خط کو چھاتی سے لگا کر گیا میں شوق میں — قاتل عالم کا نامہ مجکو خنجر ہوگیا

گردن مینا ہی جب شاخ گل کو چھو لیا — گل کو چشم مست سے دیکھا تو ساغر ہوگیا

عالم سودا میں جب آیا ترے رخ کا خیال — پنبۂ داغ جنون خورشید محشر ہوگیا

لکھ گیا جس سطر میں تیرے دو دندان کا صفت — دائرہ ہر اک صدف ہر نقطہ گوہر ہوگیا

اوس کے پاؤں کے صدقے میں جو طائر چھٹا — ہاتھ سے چھٹتے ہی وہ مرغ منور ہوگیا

پاؤں پڑنے سے مرے ایذا ہوئی ایسی وزیر

۱۸	خار یا اوس گل کو میرا جسم لاغر ہو گیا	۱۶

کب چھپے گا چاند سا مکھڑا عیاں ہو جائیگا
یار کے دالان کا پردہ کتان ہو جائیگا

جسطرف نکلا ہجوم عاشقاں ہو جائیگا
ساتھ اوس یوسف لقا کی کارواں ہو جائیگا

یار سے رہتی ہیں باتیں پر نظر آتا نہیں
دیکھنا اب آنکھ سے بہتر دہان ہو جائیگا

ہمصفیر وہ ہو گی جو بر باغبان سے تب نجات
جب سپند آتش گل آشیان ہو جائیگا

چٹکیوں میں تو اوڑا دینا نہ ای دست حنا
طائر رنگ حنا بے آشیان ہو جائیگا

جب خفا ہوتا ہے تو یوں دل کو سمجھاتا ہوں میں
آج ہے نامہربان کل مہربان ہو جائیگا

آگیا جسدن ہمارے گرد باد آہ میں
خیمہ افتادہ تو اے آسمان ہو جائیگا

گر زمیں سے ہوگیا دود دل سوزاں بلند
آسمان اک اور زیر آسمان ہو جائیگا

جل کے جو تمنے تہ و بالا زمیں کو کر دیا
آنکھ پھیرو انقلاب آسمان ہو جائیگا

استخوان کوئی بچا گر اوس ہمارے تیر سے
وہ پسند خاطر زاغ کمان ہو جائیگا

پھر کے میرے ساتھ وٹھایا دشت پیمائیگا لطف
اب جو میں ٹھہرا ابھی تو سایہ روان ہو جائیگا

وصف رو ہے یار کرنے کو بنیگا ماہ نو
اک مہینے میں مہ تابان زبان ہو جائیگا

لطف از خود رفتگی گر دیکھنا منظور ہے
منہ دکھا دو آئینہ آب روان ہو جائیگا

یاد زلف شعلہ رو میں شکوہ گر روشن ہوئی
اوٹھتی اوٹھتی شمع کا شعلہ دھواں ہو جائیگا

ہر رگ و پے میں سمائی ہو تمھیں کھینچو نہ تیغ
امتحان میرا تمہارا امتحان ہو جائیگا

ہوگا اک پہلو دل پر داغ اک پہلو وہ گل
یاں ہر اک پہلو گلستان بوستان ہو جائیگا

کب سیہ کاری سے آوینگا فرشتونکو نظر
شمع روشن گر نہ میرا استخوان ہو جایگا

۱۷ یاد گیسو کی رولائے گی چمن مین ای وزیر
سنبلستان میری آنکھون کو دھوان ہو جایگا ۱۴

کب خبر تھی انقلاب آسمان ہو جایگا
دوست کا ملنا نصیب دشمنان ہو جایگا

سوز غم سے شمع روشن استخوان ہو جایگا
جای سبزہ میرے مدفن پر دھوان ہو جایگا

خاک میری لے اڑا گر اوس پری پیکر کیطرف
باد کا جھونکا مجھے تخت روان ہو جایگا

دیکھکر اوس سرو کو گلشن مین بولا باغبان
اس شجر مین مرغ دل کا آشیان ہو جایگا

مہربان ہی مجھپہ یا مہربانی سے تری
دوست تو ہوگا تو دشمن آسمان ہو جایگا

تو گیا تو باغ ویران ہوگا ای شمشاد قد
ہر شجر بیتاب ہو ہو کر روان ہو جایگا

یار ہی نازک مزاج اور مین ہون غمگین کیا کہون
مطلب دل لب تلک آکر فغان ہو جایگا

ڈر ہی ایجر آج قاتل سے نہو قطع سخن
ٹانکے لگ کر زخم میرا بے دہان ہو جایگا

گر پڑا قاصد سے تو لیگا سگ جانان اوٹھا
میرے نامے پر گمان استخوان ہو جایگا

خواب مین بھی اوسکو دیکھونگا نہ مین فرقت نصیب
پردۂ غفلت یقین ہی درمیان ہو جایگا

تلملے ستی وہ جاے گا گلکھوٹا پان کا
آگ لگ جائیگی بعد اوّل دھوان ہو جایگا

ہاو قون ہی وعدۂ دیدار اگر جھوٹا لیا
صبح کاذب کا ترے رخ پر گمان ہو جایگا

باتون ہی باتون مین بڑھ جائیگا قصہ عشق کا
یہ سخن ہو کر مکرر داستان ہو جایگا

کعبے سے بتخانے کو جاؤنگا اوس دم ای وزیر

۱۸	مجھ مین اوس بت مین خدا جب درمیان ہو جای گا	۱۳

رخ سے سرکی زلف ہوش ماہ انور اوڑ گیا
کھل گئے ہنسنے مین دندان رنگ اختر اوڑ گیا

پر بنایا شوق کی مضمون نے ہر اک سطر کو
خود بخود نامہ مرا مثل کبوتر اوڑ گیا

دست قاتل کو نہ دے تکلیف شوق قتل مین
سایۂ شمشیر پڑتے ہی مرا سر اوڑ گیا

ای دل بیتاب تا کی ذلتین کہتا ہی یار
گھر مین کیون آتا ہی میرے کیا ترا گھر اوڑ گیا

کب توانائی سے ہوتا جو ہوا یان ضعف سے
کوی جانا نکو ہوا سے جسم لاغر اوڑ گیا

ہون مین وہ بیتاب کہدتی ہی مری تاریخ فوت
مضطرب ہو کر مری چھاتی کا پتھر اوڑ گیا

کچھ سبکسارونکو ہرگز احتیاج پر نہین
طائر رنگ حنا ہاتھون سے بے پر اوڑ گیا

آنسوون کی ساتھ دم نکلا مرا آنکھو نکی راہ
مرغ جان وحشی تھا آخر راہ پاکر اوڑ گیا

کردیا حیران صفای رخ نے صاف آئینے کو
خط نے وہ کھلائے جو ہر رنگ جوہر اوڑ گیا

خطکا مضمون ہاتھ آیا تھا نہ بندش دی سکا
طرفہ اک طوطی مرے قابو مین آکر اوڑ گیا

کسکی روی حیرت افزا کا ہی آنکھونکو خیال
شکل آئینہ جو خواب دیدہ ترا اوڑ گیا

سینہ و دلکی جدائی کا سبب پوچھین نہ آپ
کیا بتاؤن آگ سے سیماب کیونکر اوڑ گیا

۱۹	بے سبب کب جلوۂ برق طپان ہے ای وزیر کیا دل بیتاب تیرا آسمان پر اوڑ گیا	۱۸

سر مرا کاٹ کے پچتایئے گا
کسکی پھر جھوٹی قسم کھایئے گا

تھام لون دل کو ذرا ہاتون سے
ابھی پہلو سے نہ اوٹھ جایئے گا

کھیے یاران عدم کیا گذری
کچھ لب گور سے فرمائیے گا

یوسف حسن اگر گم ہوگا
آپ یعقوب نظر آئیے گا

کرکے اثبات دہن کیجیے وصف
دیکھیے منہ کی ابھی کھائیے گا

کم بھی دینے مین بہت فائدہ ہی
بوسہ اک دیجیے دس پائیے گا

خط پہ خط لکھیے گا ای شاہ سوا
گھوڑے کاغذ کے بھی دوڑائیے گا

مردم چشم سے آئے جو حجاب
آنکھ کے پردے مین چھپ جائیے گا

کیا گریبان نے گلا گھونٹا ہی
ادھر ای دست جنون آئیے گا

کھکے پاؤن سے چلے یار کے گھر
ہم جو اوٹھنے لگین سو جائیے گا

کھکے یہ تم ہو بڑے ہرجائی
دربدر کیا مجھے پھروائیے گا

کیون بناوٹ سے اجی روتے ہین آپ
جھوٹے موتی کسے دکھلائیے گا

جام ساقی سے جو مانگا تو کہا
بھر کے اشک آنکھ مین پی جائیے گا

مصحف رخ کی قسم مین ہی مزا
ہمسے قرآن یہ اوٹھوائیے گا

خط غلامی کا نہین ای یوسف
خط جو نکلا ہی یہ شرمائیے گا

ہمنے یوسف جو کہا کیون بگڑے
مول لیگا کوئی بک جائیے گا

حضرت کعبہ جو بن جائیے عرش
دل کی وسعت نہ کبھی پائیے گا

۲۰	ہم بھی آنکلین گے مسجد مین وزیر خشت خم لیکے جو بنوائیے گا	۱۴

مثل خورشید ہی اے گل یہ تن سرخ ترا
کیون نہو رشک شفق پیرہن سرخ ترا

رنگ ملبوس تو چھونے سے اڑا جاتا ہی
تاب آغوش کی کیا لائے تن سرخ ترا

خط سے زائل نکبھی ہو رخ گلگون کی بہار
رہے سرسبز ہمیشہ چمن سرخ ترا

جلوہ شبنم و گل جب شب مین دیکھا
یاد آیا عرق آلود تن سرخ ترا

ہی صفائی کی سبب عکس مسونکا اسپر
خط سے یہ سبز نہین ہی ذقن سرخ ترا

دست گلگون نہین جسطرح حنا کی محتاج
تو نہین بکار ہی یہ پیرہن سرخ ترا

دیکھ سکتے نہین اس سے کبھی بھر کے نظر
کہین بنجائے نہ سوسن یہ تن سرخ ترا

یہ بھی اک لطف تھا ہوتا جو ہم اے سوفار
دہن زخم مرا اور دہن سرخ ترا

روح ایجان لطافت سے نظر آتی ہی
لطف رکھتا ہی عجائب یہ تن سرخ ترا

مشک افشان ہی خیال خط مشکین اے دل
خاک اچھا ہو یہ زخم کہن سرخ ترا

مطلع صبح کو کیا جیب قبا سے نسبت
کہین خورشید سے روشن ہی تن سرخ ترا

مرتے دم سیب کو کیون سونگھ لیا یوسف نے
یاد کیا آگیا سیب ذقن سرخ ترا

صدمہ موج تبسم سے یہ ہوتا ہی کبود
تاب کیا بوسے کی لائے دہن سرخ ترا

۲۱
خونفشان چشم ہی نرگس گل تصور مین وزیر
رشک برگ گل تر ہی کفن سرخ ترا
۲۰

یہ مجکو شیوۂ افتادگی پسند ہوا
غبار بھی نہ صبا سے مرا بلند ہوا

تمہارا شعلۂ حسن اسقدر بلند ہوا
کہ آسمان پہ ستارہ ہر اک سپند ہوا

خمیدہ ضعف سے ایسا ہین درد مند ہوا
کہ سایہ پاؤن کا سر سے مرے بلند ہوا

کیا پسند خلائق نے اسقدر اوسکو
کہ رفتہ رفتہ کئی دشمن خود پسند ہوا

لکھا اسیر دن کو اوسنے جو خط آزادی
ہزار طرح لپیٹا مگر نہ بند ہوا

کسی نے بات نہ پوچھی پس فنا میری
ہما کو بھی نہ مرا استخوان پسند ہوا

وہ ناتوان ہون کہ ساتھ اوسکے کھنچ گیا مین بھی
تمھارے بام کا سایہ مجھے کمند ہوا

گئی نہ تیرگی شام ہجر تا دم صبح
دعا کو پنجۂ خورشید تک بلند ہوا

گرہ جو دیکھی اوسے یاد آیا وعدہ وصل
ہمارا عقدہ کشا اوس قبا کا بند ہوا

زبان شمع سے نکلے صدا ہی بسم اللہ
چراغ پا جو کسی شب ترا سمند ہوا

یہ زور آتش رنگ حنا نے گرمی کی
تری ہتھیلی کا تل صورت سپند ہوا

ہوا نہ آہ مین مقبول اپنے صانع کا
وہ آئینہ ہون سکندر کے ناپسند ہوا

ہوا زبسکہ ہجوم نگاہ مشتاقان
ہر ایک روزن دیوار یار بند ہوا

بجھا کے زہر مین تو نے لگائی کیا تلوار
ہر ایک زخم جو سرگرم زہر خند ہوا

نچھوڑی مرنے پہ تعظیم اوس پری وش کی
غبار بھی قد آدم مرا بلند ہوا

مرے اوٹھائی خفا ہوکے اوسنے پیسے جو نبات
ہمین تو سودۂ الماس سود مند ہوا

ہر اک جو انکا پیری مین قد جھکا آخر
یہ نخل پست ہوا جسقدر بلند ہوا

ہی خالق ایک ہی اک بت اپنی قسمت ہی
تو بے نیاز ہوا مین نیاز مند ہوا

اوڑایا بعد فنا جب صبا نے گلشن مین
غبار قمریون کا سرو قد بلند ہوا

۲۲ مری غزل کی صفت کرکے یار کہنے لگا ۲۴
سخن وزیر کا اب پادشہ پسند ہوا

بس از فنا اثر سوز دل دوچند ہوا
جو میری خاک پہ دانہ گرا سپند ہوا

فروتنی سے نہ دست دعا بلند ہوا
دعا بھی سجدے مین کی عجز کے پسند ہوا

نہ آیا محفل مے مین کرا ایکدن ساقی
دعا کے واسطے دست سبو بلند ہوا

پڑا جو چاند سے مکھڑے کا عکس تو لا یار
سپہر کے چاند کا اب مرتبہ دوچند ہوا

تجھے جو بام پہ اے ماہرو کھڑے دیکھا
فلک سے آج ستارہ مرا بلند ہوا

کھلایا ایسا مجھے عشق خال جانان نے
کہ میرے سامنے یہ بھی شبہ سپند ہوا

گرا ہی دیکھ کے اوس زہرہ وش کا چاہ ذقن
فرشتہ خو تھا دل آخر کنوین مین بند ہوا

پڑا جو اوس لب شیرین کا عکس دریا مین
ہر اک حباب کا کوزہ مثال قند ہوا

شب وصال ہوئی مجکو روز عاشورا
شہید دیکھ کے اوسکا حسین بند ہوا

جو دیکھا بزم مین اوسکا گلا صراحی وار
بلائین لینے کو دست سبو بلند ہوا

بری ہی آہ اسیرون کی دیکھ او صیاد
تو اپنے گیسوون سے بستہ کمند ہوا

یہ آرزو ہی ترے دیکھنے کی آنکھونکو
دعا کو پنجہ مژگان تلک بلند ہوا

یہ تیرے پیچ گیسو مین زہر ہی قاتل
پڑا جو سانپ پہ سایہ اوسے گزند ہوا

قطعہ

مٹایا وصل نے مرنے آج رنج عریانی
کیا شہید جو تونے نیاز مند ہوا

پہنے ہین صورت دامن یہ زخم دامن دار
گلے کا زخم گریبان تیر بند ہوا

حنائی ہاتھ مین گیسو کو لیکے بولا یار
یہ میرے دزد حنا کے لیے کمند ہوا

دم شکار جو گیسو کو اپنے کھول دیا
سمند ناز کو اوسکے شکار بند ہوا

کوئی فسون نہ چلا آیا اوسکے دم مین مین
پری کیطرح سے شیشے مین آپ بند ہوا

جو کھایا زہر تو یاد دہان شیرین مین
زبان تک آتے ہی آتے مثال قند ہوا

کرے غرور نہ طاعت پہ کہدو زاہد سے
مرے کریم کو عذر گنہ پسند ہوا

فسانہ لب شیرین جو تا فلک پونچا
یہ کوزہ پشت جو از کوزہ ہای قند ہوا

اب آگے دیکھیے ای طفل کیا پڑھائیگا
الف ابھی سے ترے ناز کا سمند ہوا

لحد پہ آیا سگ یار نذر کیجیے کیا
اک استخوان تھا سو وہ اوسکے ناپسند ہوا

۲۳ جو روئے ہم تو کرے ٹکڑے استخوانکے وزیر
جنون مین سنگ سے یہ چور بند بند ہوا ۱۹

حسرت ای جان کہ ہو دلبر سے دل زار جدا
مژدہ اے موت کہ عیسی سے ہی بیمار جدا

درپئے قتل زمین پر وہ ستمگار جدا
ماہ نو چرخ پہ کھینچے ہوے تلوار جدا

چشم سے چشم بنی ہی جو یہ دلدار جدا
چاہیے تھا اسے بیمار سے بیمار جدا

ہی یہ الفت مجھے سفاک نے جب وار کیا
شکل ابرو نہ جبین سے ہوئی تلوار جدا

اوسکو طاعت پہ غرور اسکو ہی آمرزش پہ
کبر زاہد ہی جدا اکبر گنہگار جدا

تیغ کہسار سے کیا کبک گلا کاٹ ہوا
ابھی سر کتنے کریگی تری رفتار جدا

جو خریدار گیا آپ بکا ای یوسف
تیرا بازار جدا یار کا بازار جدا

آگیا باغ مین کل ذکر جو اوس عیسی کا
ہم جدا اور وے لگے نرگس بیمار جدا

تیری باتون سی جو چھوڑ رہین تجھی کیا ہی عجب
لب سی لب کو ترے کردیتی ہی گفتار جدا

ایسا تیر اوسنے لگایا کہ صفت کرنے لگا
دہن زخم جدا اور لب سوفار جدا

اوٹھہ گیا کون کہ ہی گھر مرا ماتم خانہ
اور سیہ پوش ہی یہ سایۂ دیوار جدا

ہی یہ دلچسپ مکان اوسکا پڑی جسکی آنکھہ
صورتِ دیدۂ روزن نہو زنہار جدا

غل مچایا ہی جو زنجیرون نے ای زندان بان
آج زندان سے ہوا کون گرفتار جدا

وہ صنم چشم سے پتلی کیطرح دور نہین
آنکھہ کے ڈوریکی صورت نہین زنار جدا

کچھہ کشش تیغ نے کی اور کچھہ اوسنی جلدی
آخر کار ہوا تن سے سر اکبار جدا

یہ بلا وہ ہی کہ سایہ ہے اور ساتھہ رہے
دنکو بھی ہجر کی شب مجسے نہین یار جدا

میری آنکھون مین شب و روز پھرا کرتی ہو تم
چشم بد دور زمانے سے ہی رفتار جدا

وصل کا شوق یہ ہی پہنے مرے کپڑے جو تو
مثل پیراہن گل ہم نہون زنہار جدا

۲۴	ای وزیر اسپہ ہی اب تھمک تھمی شاہ کہ محمدؐ سے نہین حیدر کرار جدا	۱۸

مر ہی جائے جو ہو گیسوے دلدار جدا
یہ وہ شب ہی نہو اس سی کوئی بیمار جدا

یان جدا اشک رواں رقص مین ان یار جدا
تارے سیار جدا ماہ ہی سیار جدا

مژہ جنبش مین جدا ابروے خمدار جدا
نیزہ بازی ہی جدا چلتی ہی تلوار جدا

تازہ گل روز کھلا رکھتے ہین گل کھا کھا کر
یان خزان مین بھی نہین ہین گل گلزار جدا

کسی جانباز کی گردن پہ نظر آئیگی پھر — یار کے دوش سے جسدم ہوئی تلوار جدا

سایہ سان ہم بھی ترے ساتھ لپٹتے جاین — نہون قلمو نسے ترے کشتۂ رفتار جدا

تیغ ابرو ہے یہ کچھ زلف نہین ای شانے — اونگلیان چھوتی ہی ہو جائینگی دوچار جدا

حور کا کوئی طلبگار کوئی غلمان کا — یاران دونون سے ہین تیرے طلبگار جدا

ہون مین وہ ہجر نصیب آکے جو ڈھونڈھے کوئی دم — تیری دیوار سے ہو سایۂ دیوار جدا

بارھ بندوق کی ہے قلقل مینا مجکو — موج می ہجر مین دکھلاتی ہی تلوار جدا

ورد لب تذکرۂ خال رہا تا دم مرگ — استخوان سے نہین اب زاغ کی منقار جدا

ساتھ لیجاؤن گل داغ فراق گلشن — ہون وہ بلبل نہ پس مرگ ہو گلزار جدا

زخم آئینہ ہنین دیکھین جو وے قاتل — بولے طوطی کیطرح مرہم زنگار جدا

جذبۂ شوق شہادت مرا دیکھ ای قاتل — ہوگئی میانسے ازخود تری تلوار جدا

مار ڈالی یہ ہزارون کو نہوا اوس سے گریز — جنبش زلف جدا سانپ کی رفتار جدا

اوسکے گھر جاؤن تو حسد سے مجھے رہان گھورے — آنکھین دکھلانے لگین روزن دیوار جدا

ہی وہ دلچسپ تن یار کہ اوس تری ہی قبا — تار سے جیب تلک اوسکا نہلو تار جدا

۲۵ حشر کے دن بھی تری زلف ہی اور دست وزیر ۲۵
اس سلاسل سے نہوگا یہ گنہگار جدا

مرگیا لیکن نہ مین منت کش گردون ہوا — خاک سی پیدا ہوا اور خاک مین مدفون ہوا

ایک بھی مصرع نہ اوسکے وصف مین موزون ہوا — صورت عنقا دہان یار کا مضمون ہوا

اسقدر اوس زلف کا سودا ہمین افزون ہوا
حلقۂ زنجیر ہر اک دیدۂ مجنون ہوا

قد موزون سرو گل وہ عارض گلگون ہوا
اب تو قمری مرگئی بلبل کا اوسپر خون ہوا

دامن قاتل نہ چھوڑا جب تلک جیتا رہا
ہوگیا جب قتل دامنگیر میرا خون ہوا

سو جگہ کانٹا ہوی ہر اک مری انگشت پا
ای جنون خار بیابان کا نہ مین ممنون ہوا

چاندنی مین سایۂ قد دیکھکر بولا وہ شوخ
ایک مصرع تھا یہ مصرع دوسرا موزون ہوا

پنجۂ صیاد واہی لیکن اوڑ سکتا نہین
طائر رنگ حنا بھی طائر مضمون ہوا

صاف بندش ایسی وہی ہر بیت آئینہ ہی
دیکھتے ہی اوسکو گویا طوطی مضمون ہوا

موت سی پہلے ہی مرجا پھر تو بیڑا پار ہی
جسم جب بیجان ہوا کشتی اوسی جیحون ہوا

ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
دانۂ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا

اپنے گھر مین خوف رسوائی سی دفن اوسنی کیا
حور نے گاڑا مجھے فردوس مین مدفون ہوا

فاتحہ پڑھنے کو جب آیا وہ رشک آفتاب
گنبد مدفن ہمارا گنبد گردون ہوا

گرم رفتاری سی اپنی شمع سان جلتے ہین خار
دامن فانوس گویا دامن ہامون ہوا

ماہ نو مین بنگیا تو ماہ کامل ہوگیا
ضعف مین حسن ترا اون دن افزون ہوا

پاؤن جب رکھا ہمارے غیرت مہتاب نے
فرش با انداز رشک اطلس گردون ہوا

یاد قاتل مین فقط آنکھین لہو روتین نہین
جب اوڑا چہرے سے ہی رنگ سیل خون ہوا

قصر لیلی کا نشان پاتے نہین سنتا ہین ہم
سنگ و خشت خانہ کیا صرف سر مجنون ہوا

جانب ابروی قاتل ہی رخ مژگان مدام
یہ کمان وہ ہی کہ جسکا تیر بھی مفتون ہوا

دیکھتی ہی مجھکو بس بھر آگئی چشم رقیب
آج ای مجاتیر وحشت مین ترا ممنون ہوا

وصف ابرو مین مہینا بھر فلک نے فکر کی
ایک مصرع ماہ نو کا تب کہین موزون ہوا

ہم سے کاہیدونکو اوس سے اوٹھایا سلیم
آسمان تنکے لگا چننے مگر مجنون ہوا

جو سہی قد تھا جوانی مین ہوا پیری مین خم
یہ وہ مصرع ہی کہ موزون ہوکے ناموزون ہوا

عاشق و معشوق اک ہی خاک سے پیدا ہوے
یہ بھی قسمت ہی کوئی لیلی کوئی مجنون ہوا

۲۶ یہ ہمین ہین سیکڑون ہی بیتین کہ ڈالین وزیر
وصف قد مین ایک مصرع سرو سے موزون ہوا ۲۲

دم بھی نکلا ساتھ جب انکو نسی جا ہی خون ہوا
شہسوار رو چلو خون روان گلگون ہوا

جلوہ گاہ قد موزون دیدہ پر خون ہوا
بحر رنگین مین قیامت مصرع موزون ہوا

انگلی جب رکھی الف پر شرم سے وہ نون ہوا
تو وہ ہی شاگرد جو استاد سے افزون ہوا

وہ پری ہی دختر رز دیکھکر مجنون ہوا
محتسب کو ٹوٹنا شیشے کا بس افسون ہوا

ہو ہمین وہ مجنون نہ اس سے طی مراحل ہامون ہوا
پھرتے پھرتے صاف شکل آبلہ گردون ہوا

بعد مردن اپنی وحشت کا اثر افزون ہوا
استخوان کھائی سگ لیلی نے جب مجنون ہوا

اپنا ثانی دیکھکر شمشاد کو وہ سرو ناز
ہنسکے بولا کیا توارد مصرع موزون ہوا

اسقدر مین رحم دل ہون چبھکی ٹوٹی جب جو خار
آبلہ ہر ایک شکل دیدہ پر خون ہوا

واہ ری وحشت ہوا جب وحشت کا اپنی گذر
ماہ نو کا نٹا ہوا اور آسمان ہامون ہوا

ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتا ہی لیکن ساتھ ہی
مثل سایہ سرو قد یار کا مفتون ہوا

آسمان ہی واژگون خورشید بھی ہی واژگون
کسنی پھیری آنکھ جو بخت جہان واژون ہوا

نکلے ہین دو خال بالائے لب میگون یا
رتبۂ مس سے دو بالا رتبۂ افیون ہوا

وصف چشم مست سی ہی دائرہ ساغر بنا
ساقیا شکل بط می طائر مضمون ہوا

حال اپنی بیقراری کا نہ ٹھیرا بیت مین
طائر رنگ پریدہ طائر مضمون ہوا

سرخ موباف اوسنے ڈالا زلف مین ہم مر گئے
دیکھنا اوسکا ہمارے واسطے شبخون ہوا

مرکے ہم زیر زمین بھی ساتھ اپنے لے گئے
یہ زر داغ جنون گنجینۂ قارون ہوا

چشم و ابرو کو بنایا ایک جا استاد نے
صاد اوسکے قابل ہی یہ تحریر اوس سے نون ہوا

گل کھلائی ہین مری وحشت نے دیکھو عندلیب
سنگ [illegible] اگر لگا وہ خون سے گلگون ہوا

خوبرو محتاج ہرگز غیر کے ہوتے نہین
چادر مہتاب کو مہتاب ہی صابون ہوا

آگیا اوس مہروش کے رخ پہ گرمی سی عرق
چشمۂ خورشید مین ظاہر در مکنون ہوا

پاؤن پڑنے پر بھی ہرگز منہ وہ دکھلاتا نہین
گلشن شداد کافر کا رخ گلگون ہوا

۲۷ ہو گیا لبریز می اعجاز ساقی سے وزیر
جام خالی مین جو عکس افگن لب میگون ہوا ۱۵

خواب مین تجھسے ہمکنار رہا
مین غفلت مین ہوشیار رہا

خوش نگاہون سے مجکو کار رہا
تیر بیداد کا شکار رہا

طوق و زنجیر پہنی طفلی مین
عشق تب بھی گلے کا ہار رہا

سبکی نظرون مین ہو گیا مین سبک
خاطر یار رہی پہ بار رہا

۷۱۳۴۹

سن گئی جب کہ تو نہ آئیگا	موت کا ہمکو انتظار رہا
گل لالہ ہمارے مدفن پر	دل کے داغون کا یادگار رہا
ہون وہ گریان کہ میری تربت پر	مدتون ابر اشکبار رہا
سر جھکائے رہا سدا گردون	کیا کیا تھا جو شرمسار رہا
فوج طفلان سدا رہی ہمراہ	مین تو وحشت مین باوقار رہا
شعلہ رخسار آئے راتون کو	یون چراغان سر مزار رہا
صورت گرد باد گرد پھرا	ہو کے خاک اوسپہ مین نثار رہا
اوٹھ گیا یار میرے پہلو سے	درد پہلو مین یادگار رہا
چلے ٹھکرا کے میری تربت کو	خاک سے بھی مری غبار رہا
ناز نے دی نہ رخصت آگے اوسے	دو قدم جب مرا مزار رہا

۲۸ چشم میگون کا مست تھا جو وزیر
ایک مدت تلک خمار رہا ۲۰

صبح کا عالم ہی رخ مین گیسو مین شام کا	طور ہی پھرنے مین تیرے گردش ایام کا
وصف وہ کرنے لگا چشم بت گلفام کا	گر کبھی غنچہ کوئی چٹکا گل بادام کا
مین نہین گھر مین نشان باقی ہی میرے نام کا	اے جنون مثل نگین عالم ہی میرے بام کا
موت ہی زاہد کو پینا بادۂ گلفام کا	ٹوٹنا پانی سے ثابت ہی سبوی خام کا
روز فرقت نے ہمارے منہ کیا شام کا	یون پھری ہمسے بھلا ہو گردش ایام کا

قہر تھا محفل سے جانا ساقی گلفام کا
شیشے کیا اوڑا اوڑ گیا مینا بھی زیر جام کا

ساتھ اوسکے مین بھی کھنچ جاتا ہون فرط ضعف سے
سایۂ دیوار ہو جاتا ہون زینہ بام کا

بیقراری دل کی کیا جانے کدھر کو لیگئی
ڈھونڈھتا پھرتا ہی مجکو قافلہ آرام کا

ایکدم جا کر جو بیٹھا پاؤن میرے سو گئے
کوچۂ محبوب ہی کیا ہی مقام آرام کا

ہجر کی شب تھی نہ مجکو بسکہ امید سحر
صبح کے تارے پہ دہوکا تھا چراغ شام کا

زاہدا سب مبتلا ہین اپنے اپنے حال مین
مین مسخر جام کا تو نفس نافرجام کا

اپنا بادامی دوپٹا اک ذرا دکھلا دو تم
دیکھنا پتھر سے پہ سر پھوڑنا بادام کا

لائی ہی کس دشت مین یارب مجھے سرگشتگی
جستجو مین ہی بگولا گردش ایام کا

ایکدم مین بلبلین ساری تڑپ کر رہ گئین
باڑھ کا ڈورا تھا کیا صیاد ڈورا دام کا

دیکھ طفلی مین بھی گہوارہ تو کرتا ہی یاد
چاہیئے آغاز مین رکھنا خیال انجام کا

جب خیال میکشی مین گرتے ہین آنکھون سے اشک
یاد آجاتا ہی اے ساقی چھلکنا جام کا

مانگتا خلعت شہادت کا زبان حال سے
حرف جو لکھتا تو اپنے بسملون کے نام کا

پاس اپنے وہ ستمگر بیٹھنے دے کب مجھے
حرف کاغذ سے اوٹھاتا ہی جو میرے نام کا

قاصدا یہ حال ہی صورت ببین حالم مپرس
ضعف سے مشکل ہی آنا لب تلک پیغام کا

۲۶	اور بھی بدمست کرتا ہی وزیر مست کو قہقہہ شیشون کا ساقی اور چھلکنا جام کا	۲۵

ساغر بنا جو ہجر مین گردِ ملال کا
شیشہ بھی چاہیئے عرق انفعال کا

موے کمر ترا ہے پھندا جو بال کا
پھنس جائے مرغ جان دل نازک خیال کا

سایہ جو پڑ گیا ہی ہمائے جمال کا
لون سلطنت حبش کی ارادہ ہی خال کا

پھر منہ دکھائے مجکو نہ فرقت ملال کا
یارب ہو روز وصل مرادون وصال کا

تصویر کھنچ چکی تو لکھا حسن زیر پا
مانی سے جب کھنچا نہ وہ انداز چال کا

شوخی ہی یہ بھی اوسنے جو مسّی لگائی ہی
یعنی وہان تنگ پہ دھوکا ہو خال کا

تلوار کی سی آنچ ہی بتی کے شعلے مین
روغن ہی کیا چراغ مین قاتل کی ڈھال کا

مردے جیتے ہین سنکے یہ ہی طرز گفتگو
مرتی ہی جسپہ خلق وہ انداز چال کا

ازبسکہ ہین ترے دندان سی منفعل
تارون پہ ہی گمان عرق انفعال کا

ہم سب سے پوچھتے ہین نشان وہان یار
ہرگز نہین جواب ہمارے سوال کا

گذری جو کوہکن پہ وہی یان ہی سرگذشت
ہی ایک حال قصۂ ماضی و حال کا

وحشت مین یاد جیب دلا کر دیے ہین رنج
ٹکڑے کرونگا آج گریبان ہلال کا

آنکھین مجھے دکھا کے جو دیوانہ کر دیا
پہناؤ طوق حلقۂ چشم غزال کا

کھولی ہی رخ پہ زلف کہ بوسہ نلے کوئی
افعی کو اب کیا ہی نگہبان مال کا

روشن نہو فلک سے کسی شب چراغ ماہ
روغن نہ ہاتھ آئے اگر تیری ڈھال کا

تو ہمکنار رہو تو بنے یہ مہ تمام
آغوش مین ہمارے ہی عالم ہلال کا

رہتی ہی تیرے دانتونکی جانب نگہ مری
تار نگاہ بنگیا ڈورا خلال کا

ہر دنکو چاندنی کا ترے زخمیونکو خوف
پرتو فگن زمین پہ جو ہی چاند ڈھال کا

پونہچا ہین کیا ہی کہات سی دندان یار تک
کاہیدہ ہو کے بنگیا تنکا خلال کا

غنچے چمن مین چٹکے چلی ناز سی نسیم
انداز اوڑایا ہے نے تری بول چال کا

ماہ فلک زمین پہ وہ مشہور ہو گیا
شہرہ ہوا بلند جو تیرے جمال کا

برسون زمین شعر مین ہو نہال ہی ہا
مضمون بندھ گیا جو کبھی تیری چال کا

ہم منہ کو دیکھہ دیکھہ کے رہجائین یا نصیب
لوٹے او گالدان مزا اوس لب و گال کا

جراح میرے زخمون پہ ٹپکائیو ضرور
روغن اگر ملے تجھے قاتل کی ڈھال کا

۲

برپا ہوا ہی فتنۂ محشر جو ای وزیر
کچھہ ذکر آگیا ہی کہین اوسکی چال کا

۱۶

اپنے محبوب کا کوچہ ہے مسکن اپنا
بلبلو تمکو مبارک رہے گلشن اپنا

شمع سان بسکہ ہر اک داغ ہی روشن اپنا
مثل فانوس ہوا پیرہن تن اپنا

داغ دل گل ہین پریشانی دل ہی سنبل
ای گلو قابل گلگشت ہی گلشن اپنا

یار کو ایسا چھپائین کہ ہوا بھی نہ لگے
شکل فانوس ہوا اوس شمع کو دامن اپنا

کیون نہ صحرا ای قیامت ہو یہ دشت وحشت
کم نہین صور سرافیل سے شیون اپنا

ہمتو ای شمع رخو حسن پرست ایسے ہین
صرف فانوس ہو پھٹ جائے جو دامن اپنا

یار کو حال ہر اک طرح سنا دیتا ہی
دوست سے کم نہین اپنے لیے دشمن اپنا

اپنی تیغ اپنی ہی قاتل ہی جو ہو اوسکی ہاتھ
غیر کے پاس جو ہو دوست ہی دشمن اپنا

خاکسارونکو بھلا چاہیے کیا زینت تن
جامۂ خاک ہی بس پیرہن تن اپنا

کھینچی تیغ اوسنے کیا مین نے مقابل دلکو
دوست سے اپنے لڑاتا ہون دشمن اپنا

خشک آنسو ہوے ہیں وہ اب عشق نہین
مثل شبنم نہ رہا صبح کو خرمن اپنا

ہاتھ دکھلا کے یہ بولا وہ مسلمان زادہ
ہو گیا دست نگر اب تو برہمن اپنا

جب وہان جاتا ہون تو ضد سے مری صورت چشم
بند کر لیتی ہی دیوار بھی روزن اپنا

دیکھنا حسرت دیدار اسے کہتے ہین
پھر گیا منہ تری جانب دم مردن اپنا

پیش ازین پھٹتی تھے سن سنکے دلا پردۂ گوش
اب تو ہونٹون تلک آتا نہین شیون اپنا

٣١ آج تک نوح کا طوفان اوسے کہتے ہین وزیر
ایک دن ہمنے نچوڑا تھا جو دامن اپنا ٢٣

مری وحشت سے عالم محفل مین ہے صحرا کا
ٹپک گرمی کا قطرہ آبلہ ہو پاے مینا کا

ہمین ہے وہ ہی تیرے دیکھنے ہی کی تمنا کا
ہوا زنجیر کے حلقو نمین عالم چشم بینا کا

قد خم گشتہ نے پونہچا دیا ہی سر کو قدمون پر
گل دستار وحشت مین بنا گھٹا کف پا کا

ہو مستی مین جو بانا گنہ گلشن مین ایسا تی
ترے ہی دیکھنے والے تھے پہلے تاک کو تاکا

کسی مست چشم کا وحشی ہون نخچیر ہی پہ گراون
پیالہ ہو گئے حلقہ دیدۂ آہوے صحرا کا

گلے سے سرخی پان صورت مے جو نظر آئی
ہوا شک مےکشون کو گردن ساقی پہ مینا کا

پریشان صورت سنبل ہی حیران شکل آئینہ
کہون کیا حال تیرے گیسو و عارض شیدا کا

صراحی وار گردن دیکھ کر اوسکی یہ جلتا ہی
برنگ شمع سوزان بزم مین عالم ہی مینا کا

اوڑائین دھجیان ہمنے تو اپنے جیب و دامن کی
اجازت دی جنون ٹکڑے کرین دامن بھی صحرا کا

بجز بحر طویل آئی نہ ہرگز چھوٹی بحر و نہین
بڑا مضمون ہر ای چشم تر اشکون کی دریا کا

بہا ایسا ہی خون تلووسے اپنی خار چبھ کر
برنگ دامن گل اپنی خون دامن ہی صحرا کا

کیا کشتہ مجھے عشق دہان تنگ نے ایسا
دہان زخم تن ہر ایک سوزن کا بنا ناکا

بھلا کیا کوئی گل اپنا ہوا اس گلشن مین ای بلبل
نہین جب آشنا پاؤن سے کوئی خار صحرا کا

لڑائی بے سبب کرنا بہانا کرکے کچھ ملنا
اوٹھاتی ہین مزا وصلت بین بخش ہی بیجا کا

مرا صیاد دام زلف کو ہی تا کمر کھولے
شکار اوسکو ہی منظور شاید آج عنقا کا

اب آئی آفتاب اس بزم مین تیری ہی جا خالی
نمایان ہی پنبہ چرخ مین عالم ہی مینا کا

مری وحشت بھی زلف یار سی ہی سلسلہ رکھتی
دھوان زنجیر ہی میرے چراغ داغ سودا کا

کسیکی نرگس مخمور کی ہین ناتوان ساقی
ہماری ہاتھ مین جام عصا شیشہ ہو صہبا کا

پر عنقا مسین ہین اور دہان تنگ عنقا ہی
دہن کے پاس خط نکلا نہین سایہ ہی عنقا کا

ہوا مثل صدف صحرا ہماری دشت گردی سے
کہ اوسمین گوہر یکدانہ ہی ہر آبلہ پا کا

عجب یہ ابلہ ہمسے کیا ہی رنج و راحت نے
کہ گل تو آشنا سر کا ہی اور کانٹا کف پا کا

تو وہ معجز بیان ہی تجھسے عیسی کو نہین نسبت
کہ باتین لب دہن کرنا نہین ہی کام عیسی کا

۳۲ وزیر ایسا ہون مین وحشی کرون گر غسل دریا پر ۱۹
بنین زنجیر موجین طوق ہو گرداب دریا کا

شیفتہ زلف دوتا ہو گیا
خود مین گرفتار بلا ہو گیا

بیٹھے بٹھائے تمھین کیا ہو گیا
اوٹھ کے چلے حشر بپا ہو گیا

آنکھون سے طوفان بپا ہوگیا
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوگیا

ای قد خم گشتہ مرے مرحبا
ایک تھا کہنے کو دوتا ہوگیا

فرش آلہی ہی زمین ای جنون
جان کے مین برہنہ پا ہوگیا

خط مین جو مضمون خط سبز تھا
تیرا کبوتر بھی ہرا ہوگیا

چھوتے ہی وہ زلف مرے روبرو
تجکو جنون باصبا ہوگیا

ساتھ کسی نے نہ دیا بعد مرگ
ہاتھ جدا پاون جدا ہوگیا

پرتو رخسار بنا آفتاب
نقش قدم ماہ لقا ہوگیا

وصل ہوا جب تری شمشیر سے
بند سے بند اپنا جدا ہوگیا

بزم مین کس مست کی ہی آرزو
دست سبو دست دعا ہوگیا

لیکے پہنچ کشتی مے ساقیا
اشکون سے طوفان بپا ہوگیا

کھل گئے بس شکوون کے دفتر ہزار
ایک مرا نامہ جو وا ہوگیا

عشق ہوا اور فزون وصل مین
کی جو دوا درد سوا ہوگیا

کیا ہی حسینون کا تصور بندھا
سامنے پریون کا پرا ہوگیا

خوب ہوا تمنے جو چھڑکا نمک
زخم کے کھانے کا مزا ہوگیا

نامہ وہ بھیجا نہ کوئی پڑھ سکا
خط مری قسمت کا لکھا ہوگیا

دولت دیدار لٹاتا ہی یار
آج فقیرون کا بھلا ہوگیا

ہاتھ وزیر اوسکو لگا یا نہین

٣٣	صفت میں انگشت نما ہو گیا	٩

آنکھوں میں تیرے کیا میں سبکبار ہو گیا	نظروں میں تولنے کے سزاوار ہو گیا
ہو جب زلف کا میں گرفتار ہو گیا	ہر جرم بال بال گنہگار ہو گیا
ہر دم کی تاک جھانک سے بیمار ہو گیا	روزن کو دید کا ترے آزار ہو گیا
آنکھیں لڑائیں تو نے میں بیمار ہو گیا	اچھا ہوا کہ دید کا آزار ہو گیا
رہتی ہے دید چشم تصور سے ہجر میں	نزدیک دوربین سے دلدار ہو گیا
برسات کی دن آئے تو جگنو نکل پڑے	رویا جو میں تو نالہ شرربار ہو گیا
بیٹھی چھری سے تو نے بنایا اگر قلم	خامہ دم رقم جو شکربار ہو گیا
مستی میں بار ساقی بیہوش ہو گرا	بیہوش کیا ہوا کہ میں ہشیار ہو گیا
کرنے لگا ہے شکوہ جور و جفاے یار	دشمن ہمارے دوست سے بیزار ہو گیا

٣٤	ولہ	٩

ابر گیا گھر گھر کے آیا کھل گیا	بس ثبات بحر دنیا کھل گیا
راز دل کتنا چھپایا کھل گیا	حال اس دولت سرا کا کھل گیا
حسن عارض عارضی تھا کھل گیا	خط کے آتے ہی لفافا کھل گیا
آنکھ سے رومال سرکا بعد مرگ	چشم تر کا آج پردا کھل گیا
تم جو بولے ہو گیا ثابت دہن	یا تو نہیں یا تو نہیں عقدا کھل گیا
کٹ گیا سر حل ہوئی مشکل مری	ناخن خنجر سے عقدا کھل گیا

سب لے زبانی باتین سنوانے لگی
گالیون پر منہ ہمھارا کھل گیا

تھا قلمبند اپنی آزادی کا حال
خط کو جب اوسنے لپیٹا کھل گیا

خط پہ خط لائے جو مرغ نامہ بر
بولے ان مرغون کا ڈربا کھل گیا

۳۵	ولہ	۲۴

نیچے سر تک پونہچکر تیر تر ہونے لگا
دیکھ او قاتل فسان ویران سر ہونے لگا

حال بیتابی دل پیش نظر ہونے لگا
اشک جو نکلا وہ عینک آنکھ پر ہونے لگا

سوز عشق او نوجوان گرم سفر ہونے لگا
آئی پیری استخوان شمع سحر ہونے لگا

یار کا نخل عداوت بارور ہونے لگا
بڑھ چلی دل مین گرہ پیدا اثر ہونے لگا

سختی ایام دوڑی آتی ہے پتھر لیے
کیا مرا نخل تمنا بارور ہونے لگا

دیکھ او گلچین اسے کہتے ہین فرط اتحاد
تو نے توڑے پھول مین بے بال و پر ہونے لگا

ہو چلا پانی سے پتلا روئی تابان دیکھکر
آفتاب اک کاسۂ شیر سحر ہونے لگا

کیا چمن مین شاد ہو مین بلبل نازک مزاج
گر ہوا بھی چھو گئی بے بال و پر ہونے لگا

ہو گیا بے چین مین دشمن کی بھی فریاد سے
دل نے جب نالہ کیا ٹکڑے جگر ہونے لگا

جرم میخواری پہ جب اشک ندامت بہ چلے
ابر رحمت ساقیا دامان تر ہونے لگا

لن ترانی کی صدا زنجیر در سے آ گئی
گرتے گرتے لامکان بندے کا گھر ہونے لگا

آسمان سمجھا جو دیکھا شب ترا قصر بلند
چاند کا دھوکا چراغ بام پر ہونے لگا

او بت کافر خدائی کا تو اب دعوی نکر
ہو گئی قید مکان جب دل مین گھر ہونے لگا

سخت جانی ہی چھڑین چنگاریان ہنگام ذبح
سنگ و آہن ملگئے پیدا شرر ہونے لگا

وصل کی شب دیکھکر انگیا کی چڑیا اڑ گئے
صاف ہمکو شبہہ مرغ سحر ہونے لگا

کیون نہ ای شمشاد قد کہیے چمن آرا تجھے
سائے سے ہر ہر قدم پیدا شجر ہونے لگا

کاٹکر سر میرے قاتل کو ہوئی فرصت کہان
خون کا قطرہ جو نکلا بڑھکے سر ہونے لگا

زور عریان ہون گر دیکھے کوئی عریان نہین
لاغری سے پیرہن تار نظر ہونے لگا

دیکھہ ای بت کیا دیا اللہ نے نعم البدل
گھر سے باہر تو جو نکلا دلمین گھر ہونے لگا

خاک مین ملنی لگا دریا جو آنسو تھم گئے
سوکھکر گرد یتیمی گہر ہونے لگا

وصف کرنا ہی ہمین کسکے طلائی رنگ کا
کلیان کرنیکی خاطر آب زر ہونے لگا

چشم و ابرو کے اشارے کیسے ای ساقی کیے
نیمچہ دست سبو ساغر سپر ہونے لگا

بڑھہ گئی یاد دہن کم ہو چلا زلفونکا ذکر
آج کل درس مطول مختصر ہونے لگا

٣٦
جب لگا لکھنے لب جان بخش کی مدحت فریم
موج آب زندگی ہر شعر تر ہونے لگا
٢٠

خط سے پنہان عارض رشک قمر ہونے لگا
رات اب بڑھنے لگی دن مختصر ہونے لگا

کچھہ خبر ایسی سنی دل بیخبر ہونے لگا
خط کی پرزے دیکھکر ٹکڑے جگر ہونے لگا

کیا ہی لپٹا ہی میرے دست تمنا کیطرح
نون تیری ناف کا میم کمر ہونے لگا

بھر گیا جب خون مجھہ بسمل کا تڑپے اسقدر
تیغ سے جوہر جدا مثل شرر ہونے لگا

جسطرح پتا نکل آتا ہی شاخ سبز سے
ابرو اٹھکر تیغ قاتل سے سپر ہونے لگا

چاہیے نقل مکان کرنا بہت بیمار ہون | قبر کو کھدنے لگی تیار گھر ہونے لگا
حسرت ای پیری کہ اب چلنے کی تیاری ہوئی | جسم خاکی روح کو گرد سفر ہونے لگا
قد قیامت کا الف ہے میم محشر ہے دہن | اک جہان دو حرف سے زیر و زبر ہونے لگا
بڑھتے بڑھتے ماہ نو جسطرح ہو جاتا ہے بدر | نیمچہ ابرو ین دست قاتل مین سپر ہونے لگا
بلبلون نے آنکھ ڈالی ہے رگ گل جانکر | ٹپکا بلبل چشم کا زیب کمر ہونے لگا
دو ہی باتو نہین ہوئے بند دہن مین زبان | قصہ کوتہ رات جو ذکر کمر ہونے لگا
بیا کسکو تیری آنکھون پر بھلا آتا نہین | سرمے کا دنبالہ آغوش نظر ہونے لگا
ہر روان ہر ایک عنصر اپنے مرکز کیطرف | پہلی منزل مین جدا ہر ہمسفر ہونے لگا
خندۂ دندان نما سے دو ہلال آئے نظر | رات مجکو شبہۂ شق القمر ہونے لگا
تجسے لڑکر ہم جو آئے باغ مین ای جنگجو | شاخ پر خم تیغ ہر پتا تبر ہونے لگا
اب کوئی پتا بھٹکتے ہین ہم ای خضر اجل | جادۂ راہ عدم موے کمر ہونے لگا
کرتے ہین ہر روز گلگشت ریاض کوی یار | جیتے جی فردوس مین اپنا گذر ہونے لگا
تنگنائی دہر نے تاثیر سی تاثیر کی | روزن دیوار سے کوتاہ گھر ہونے لگا
جب پڑا وحشت مین عکس گوہر ہر آبلہ | ہر قدم نقش قدم درج گہر ہونے لگا

[illegible]

۳۷ ہوگئے تیمور پاسے حرص جب توڑا وزیر
ہاتھ اوٹھایا جاہ سے سر پہ چنور ہونے لگا ۲۳

ساقی سے آج نامہ و پیغام ہو گیا | ساغر چلا روانہ خط جام ہو گیا

افزون ہوا جو کفر تو اسلام ہو گیا
زنار بڑھ کے جامۂ احرام ہو گیا

گردش مین چشم یار کا اب جام ہو گیا
دور پیالۂ گل بادام ہو گیا

کیا بنگیا بگڑ کے مرا خانۂ خراب
اوٹھا جو گرد باد کبھی بام ہو گیا

شیشہ کہان ہے دل کا جو پتھر او کرتے ہو
مدت سے نذر سختی ایام ہو گیا

ہے آب و خاک و نار و ہوا مین بھی تفرقہ
اس درجہ اضطراب مین اندام ہو گیا

پونہچا یا تا بہ کعبۂ مقصود فقر نے
ترک لباس جامۂ احرام ہو گیا

ابتو رہائی ناخن خنجر کے ہاتھ ہے
لپٹا یہ مرغ دل گرہ دام ہو گیا

پتلا ہوا یہ حال اون آنکھون کا عشق مین
بادام کھل کے روغن بادام ہو گیا

ساغر یہ کسنے گردن مینا پہ رکھدیا
طوق گلوے شیشہ خط جام ہو گیا

دکھلایا جذب عشق نے کیا حسن انقلاب
لکھا کسی کا نام ترا نام ہو گیا

کیا بے نقط سنا تا ہے تیرا دہان تنگ
گویا یہ میم کلمۂ دشنام ہو گیا

کرتا ہے مچھلیون کی عوض تیونکو صید
دھاگا تری خلال کا بھی دام ہو گیا

سچ کہتے ہو کہ مین رگ جانسے قریب ہون
تم روح بنگئے تو مین اندام ہو گیا

طفلی مین بھی لکھی تو الف بے شراب کی
ابجد مرے سبق کو خط جام ہو گیا

کب ہین حریص بحر توکل کے آشنا
موتی کا ایک قطرے ہی مین کام ہو گیا

جب ہاتھ خالی آیا وہ صیاد رو دیے ہم
کچھ ایسا تار اشک بڑھا دام ہو گیا

سمجھا اشارہ آنکھ کا زاہد یون شراب
شیشہ نگاہ کم سے تری جام ہو گیا

گمنام مین ہوا جو ہوے آپ لپے دہن	گم اس نگین کے ساتھ مرا نام ہو گیا
راہ خدا مین ترک تعلق نہو سکا	درکار اب بھی جامۂ احرام ہو گیا
۳۸ کیا جلد آیا ہجر مین دون نقد جان و زر یر	
بیک اجل تو قابل انعام ہو گیا ۲۳	
سودائے عشق بادۂ گلفام ہو گیا	گردن مین طوق عکس خط جام ہو گیا
موقوف دور گردش ایام ہو گیا	روز سیاہ زلف سر شام ہو گیا
رحمت جو مجکو دی تو ہوا نیکنام یار	آرام دل بنا تو دل آرام ہو گیا
مژگان پہ آگئے ہین مگر اشک ہای گرم	خسخانۂ چشم تر کا جو حمام ہو گیا
ساقی نے دی شراب تو کوتاہی سنی کی	شکل دہان شیشہ لب جام ہو گیا
طاعت مری سبب ہی اطاعت کا یار کی	مین اوسکو پوجتا ہون جو بت رام ہو گیا
آنسو بہا تو رشتہ بپا مرغ دل ہوا	دانے نے کی جو نشو و نما دام ہو گیا
صیاد اوڑ سکے گا نہ اب عندلیب حسن	خط پھول سے عذار پہ گلدام ہو گیا
درد فراق نے ہمین ہارا تو کہتے ہین	کیا ہو گیا وصال جو آرام ہو گیا
رتبہ بڑھایہ آپ کے قصر بلند کا	جھککر فلک کلاہ سر بام ہو گیا
ہذیان تپ فراق سی بکنے لگا رقیب	نکلا مرا بخار اوسے سرسام ہو گیا
دل شاد ہی تری عرق آلود زلف مین	مچھلی کو موج آب مگر دام ہو گیا
ای روح دیکھ صنعت پروردگار کو	مشت غبار جامۂ اندام ہو گیا

دیکھی کمر کہ جو مستون کی زاہد بہک گیا
پانی بھر آیا منہ مین مری آشام ہوگیا

اوس گل نے منہ لگایا تو بوسی کیواسطے
شکل دہان غنچہ لب جام ہوگیا

کیا کیا غبار لیکے چلے سوی کعبہ ہم
اک گرد پوش جامہ احرام ہوگیا

آنسو جو پی گیا تری آنکھونکی یاد مین
لذت مین صاف شیرۂ بادام ہوگیا

دل ہی تو اونکی دور رہین بیٹھے ہین گو قریب
جو روبرو سخن ہوا پیغام ہوگیا

دلکو کیا گداز محبت کی آگ نے
پختہ ہوا سبو جو مرا خام ہوگیا

پیری مین او جوان ہوئی امید قطع
تار نگاہ ٹوٹ چلا خام ہوگیا

چلتی ہی کفر و دین کی شراب دو آتشہ
کیا جانے کون ساقی گلفام ہوگیا

سیکھہ آب و نار و خاک و ہوا سی ملاپ تو
اک دل جو چار ہو گئے اندام ہوگیا

٣٩	یا شاہ انبیا ترے در کا فقیر ہون مشہور گو وزیر مرا نام ہوگیا	٩

نہین کٹتا ہی یہ میدان بلا
مدد ای خضر بیابان بلا

مستعد زلف مری رنج پہ ہی
ہی مہیا سر و سامان بلا

مر گیا گیسوی پر پیچ مین دل
چھٹ گیا قید ہی زندان بلا

ہار پہولو نکلے ہین چوٹی مین عیان
کیا ہی پہولا ہی گلستان بلا

بولے بکھرا کے وہ زلفین اپنی
ہم ہوے سلسلہ جنبان بلا

اونچی چوٹی ہی غضب ای یم حسن
کیا ہی اوٹھا ہی یہ طوفان بلا

کان کی لو تری زلفون مین نہین | ہی چراغ تہِ دامان بلا
گرمی رخ سے عرق ریز ہی زلف | ہی گہربار یہ نیسان بلا
دل مرے سینے مین ہی محو مژہ | ہی یہی شیر نیستان بلا

۴۰ — وله — ۳۱

گردش مین ہی داغ دل بیتاب کا پھاہا | گرداب بنا چشمۂ سیماب کا پھاہا
چھٹ جاتا ہی زخم دل بیتاب کے پھاہا | رکھتا ہی اثر رات کو سرخاب کا پھاہا
تابندہ ہی داغ دل بیتاب کا پھاہا | ہمتاب ہی خورشید جہانتاب کا پھاہا
بیتاب ہی داغ دل بیتاب کا پھاہا | اک شعلۂ جوالہ ہی تیزاب کا پھاہا
چکر مین ہی زخم دل بیتاب کا پھاہا | کیا رکھدیا جراح نے گرداب کے پھاہا
خورشید جہان سوز قیامت نکل آیا | لوہٹ گیا داغ دل بیتاب کے پھاہا
گلکاریان کی ہین تہ زر داغ جنون نے | پھولام کا پھاہا ہی نہ کمخاب کے پھاہا
پرتو ترے عارض کا چمن مین گلگشت | ہی داغ دل لالۂ شاداب کا پھاہا
قاتل کی صفت کرتی ہینگے دہن زخم | کچھ مہر خموشی نہین تیزاب کا پھاہا
او چرخ ستمگر ہی بڑا داغ جدائی | چھوٹا ہی بہت چادر مہتاب کے پھاہا
پھوڑے کیطرح پھوٹ بہین اور بھی انکھین | رومال ہوا ہی انھین تیزاب کا پھاہا
ساقی تو مرے زخم کے انگور پہ رکھدے | اس پنبۂ مینای مئے ناب کا پھاہا
وہ زخم لگا ہی کہ دکھائی نہین دیتا | درکار ہوا مرہم نایاب کا پھاہا

جا آنکھیں ہوئیں زخم جدائی ہوا اچھا
پردہ ہی یہان دیدۂ احباب کا پھاہا

خورشید قیامت یہی مشہور ہوا ہی
اور ترا ہوا داغ دل بیتاب کا پھاہا

چھپ چھپ گیا خورشید گریبان سحر مین
جب ہٹ گیا داغ دل بیتاب کا پھاہا

دکھلاتا ہی رہ رہکی چمک داغ جگر پر
مہتاب ہی گیا کرکے شبتاب کا پھاہا

تیغا کیا ظالم نے در زخم جگر کو
جراح نے رکھا نہین تیزاب کا پھاہا

داغ دل سوزان ہی چراغ شب ہجران
رکھدو پر پروانۂ بیتاب کا پھاہا

قطعہ

اوتری جو مرے زخم سی تو لی اوڑ ہی بلبل
ہم رنگ ہی برگ گل شاداب کا پھاہا

دیکھا تھا یہ خواب اوسکی نگہ نے کیا زخمی
اور حلقہ ہوا گیسوے پرتاب کا پھاہا

حسرت ہی کہ پھر طالع بیدار سلادے
پھر زخم سے لگے پھر وہ سلے خواب کا پھاہا

گلتکیے کو اوسنے دل مجروح پہ رکھدو
خورشید نے بھیجا مجھے مہتاب کا پھاہا

ہر روزن در زخم ہوا تیغ نگہ سے
اب جھانکنے کے رکھدو تجیے جلباب کا پھاہا

تیار ہوا سینۂ مجروح کا محضر
لو مہر شہادت ہوا تیزاب کا پھاہا

کیا زخم کے کوچے مین یہی نقش قدم ہی
اوٹھتا نہین جراح سے تیزاب کا پھاہا

مجروح ہوا ہون طلب بوسۂ لب مین
رکھدے کوئی برگ گل عناب کا پھاہا

زخم دل وحشی پہ گریبان کیطرح سے
سو ٹکڑے ہوا رکھتی ہی تیزاب کا پھاہا

قاتل ترے مجروح کی نیند اوڑادی
پردا اوٹھا گر دیدۂ بیخواب کا پھاہا

جا پونہچے اگر سینۂ گردون پہ تڑپکر
سیارہ ہو داغ دل بیتاب کا پھاہا

۲۳	آئین نہ وزیر اوسکو نظر رحم دل زار بنجائے اگر آنکھہ بھی تیزاب کا پھاہا	۱۴

جو بہر صلح بھی وہ ترک جنگجو آیا
بڑھا یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا

بیان ابروے قاتل سے منہ پہ کھائی تیغ
جو پیٹھہ پیچھے کہا تھا وہ روبرو آیا

ہمیشہ گریۂ و زاری رہی کہ خونباری
جو اشک تھم گئے تو آنکھہ سے لہو آیا

نماز شکر پڑھی کعبے کو سلام کیا
جو حکم سجدیکا عاشق کو چارسو آیا

اگر زمین کی پوچھی فلک کی اونچی کہی
یہ اونکا آدمی اچھا فرشتہ خو آیا

سماگئی مرے سینے مین مثل دل شیشی
تمھارے محتسبو ہاتھہ کیا کدو آیا

وہ حال پوچھتے ہین مین خموش ہون دم نزع
زبان جو بند ہوی وقت گفتگو آیا

زبان کٹ گئی دانتون سے ملگئی تعزیر
کبھی جو لب پہ مرے حرف آرزو آیا

گمان ہوا یہ مجھے چاند دھوپ مین نکلا
جو زرد کپڑے پہن کر وہ ماہرو آیا

بلا کے شیر سلاتی ہے طفل کو دایہ
دلیل خواب اجل ہے سفید مو آیا

غضب سے دیکھا جو پھیلائے مینے پیار سے ہاتھ
خدنگ جانب آغوش آرزو آیا

جفائین کیسی وفاؤن کے ذکر پر بگڑے
غضب ہوا کہ عتاب بہانہ جو آیا

ہین احتیاج مین بے احتیاج عالی قدر
کہ چاک جیب سحر کب پئے رفو آیا

ہوے درختون مین گلبرگ سارے پتے سبز
چمن مین جب وہ گلستان رنگ و بو آیا

سفید ضعف سے کیا ہو گیا تن پر گرد
ہوا لباس جو میلا تو رخت شو آیا

جو شب کو خواب مین دیکھا رخ قیامت زا
سحر کو آئینہ حشر روبرو آیا

نہ تھی شراب کہ پیدا ہوا مرا دل مست
پیالہ بھی نہ بنا تھا کہ یہ سبو آیا

خدا نے جسمونکو جانین عطا جو کین ای بت
بجا ہی روح ہمارے بدنین تو آیا

جلایا طور کو جسنے وہی گری بجلی
کدھر سے شعلۂ آواز گفتگو آیا

دیے ہین چرخ نے چکر کہ چرخ پیما ہی
تماشا دیکھنے میرا و ماہ رو آیا

نہ ہمکو ہاتھ مین دل لو مرا پھر آنکھ دکھاؤ
مزا نہین ہی اگر جام بے سبو آیا

نہائی خون مین ہم ہاتھ جان سے دھوئے
یہ غسل آیا ہمین اور یہ وضو آیا

۴۲ برہمنو جو بھی کفر تازہ تازہ ہی
وزیر تا در بتخانہ قبلہ رو آیا ۹

خط سیہ ہی کانٹون کا اک ڈھیر ہو گیا
غمزہ یہ سمجھے سیب ذقن بیر ہو گیا

وہ چشم مجکو مار کے خونخوار بن گئی
آہو شکار کر کے مجھے شیر ہو گیا

زلفون نے دلکو چھین لیا رخ کی دید مین
لوٹا ہی دن دہاڑے یہ اندھیر ہو گیا

بڑھ جائیگی جفا بھی ہوا نوجوان وہ طفل
یہ نیمچہ ستم ہو اشمشیر ہو گیا

یہ کفر جو آستین سے پونہچا ہی کوس تک
ای اشک کوس بھر کا تجھے پھیر ہو گیا

آنسو نکل نکل کے جو مژگان پہ تھم رہے
دریا کنارے موتیون کا ڈھیر ہو گیا

جھک کر ملے جو سب سے تو مرنے لگا جہان
قد کو جو خم کیا خم شمشیر ہو گیا

بلبل چمن مین گل کی روش بس خموش ہی
مجھ بینوا فقیر کا یان ڈھیر ہو گیا

درگاہ خواجہ کی ہی یہ روضہ وزیر کا

کب دیا انگور نے شیشہ شراب پاک کا
نام ہے دھوکے کی ٹٹی دار بست تاک کا

ظلم ابھی تو دیکھنا ہے گردش افلاک کا
منتظر ہے شیشۂ ساعت ہماری خاک کا

قتل کو کافی ہے خنجر ناخن سفاک کا
جسم لاغر ہے مرا بس ایک چٹکی خاک کا

کب گوارا ہے پہننا ململی پوشاک کا
ہوگئے ڈھیلا ضعف سے اوسر یہ جامہ خاک کا

دور ہو دل سے الم اس ململی پوشاک کا
خوب ہو جاتی سفیدی ضعف جامہ خاک کا

اپنی خاطر شیشۂ انگور سے ٹپکی شراب
چاہیے بوتل بنے سایہ سمٹ کر تاک کا

آب خجلت میں نہائے دیکھکر تجکو حسین
ہاتھ میں دستانہ کیسہ بنگیا دلاک کا

آفتاب جام مے نکلا تو اوس مہ کے لیے
بنگیا سورج مکھی ہر ایک پتا تاک کا

یہ قبا ہاتھ آئے تو کر دیجیے ترک لباس
عیب پوشی سے کہیں بہتر ہے کم پوشاک کا

کون ساقی ہے مے غم سے جو ہوتا ہے سرور
ہاتھ میں کس کے ہے ساغر گردش افلاک کا

غیر سے ہنسکر جھکایا یار نے خجلت سے سر
زہر خندہ نے اثر پیدا کیا تریاک کا

دامن زین سے لپٹ کر ہمنے وہ فریاد کی
ہوگیا ٹکڑے گریبان حلقۂ فتراک کا

کہربا بنکر کریگا جذب میرا رنگ زرد
دیکھیے وان کسطرح ٹھہریگا تنکا تاک کا

پوچھ لینگے راہ وحشی کو خضر زنجیر کی
ہر بگولا خضر ہے صحرائے وحشتناک کا

جسم کو جنبش نہیں ہوتی ہے دی تحریک روح
پاؤں سے آگے چلتا ہے یہ مرکب خاک کا

زہر کھائیں گل چمن میں خال جانان دیکھکر
داغ میں لالے کی پیدا ہوا اثر تریاک کا

۴۴ اى وزيرا ونكا دہن ہے چشمۂ آب حيات
موج آب زندگانی نام ہے مسواک کا ۵

یہ روی بزم مین جام شراب ڈوب گیا
نہان مہ جو ہوا آفتاب ڈوب گیا

لگا یا غوطہ جو اوس مہروش نے دریا مین
تو لوگ کہنے لگے آفتاب ڈوب گیا

بڑھا یہ بارش ابر مژہ سے سیل سرشک
کہ خیمۂ فلک بے طناب ڈوب گیا

تمھاری آتش رخسار نے یہ گرمی کی
کہ مین پسینے مین اب ہی جناب ڈوب گیا

چھپایا جام جو ساقی نے گر پڑے مرے اشک
ستارے آئے نکل آفتاب ڈوب گیا

ولہ

صدمہ شب فرقت کا اوٹھانا نہین اچھا
اى بیخبری آپ مین آنا نہین اچھا

وحشی ہون نہ تصویر بھی لے راہ بیابان
مانی سے کہو پاؤن بنانا نہین اچھا

آمادہ نہون پھر کہین توبہ شکنی پر
قلقل کی صدا مجکو سنانا نہین اچھا

تعریف پہ شیرین کی عبث ہوتی ہو کڑوی
تم نیک سہی بار ز مانا نہین اچھا

ولہ

فہم کیا ادراک کا سمجھے جو شان مصطفی
ہے خداوند دو عالم رتبہ دان مصطفی

خضر و عیسی کو ابھی مرجانے کا ہو اشتیاق
گر کرے زندہ لب معجز بیان مصطفی

ہر سحر جاروب دیتا ہے یہ دن سے جبرئیل
سجدہ گاہ قدسیان ہے آستان مصطفی

ولہ

برنگ شمع ہوا کٹ کے میرا سر پیدا
وہ نخل ہون کہ خزان مین کیا ثمر پیدا

پلا ہون دامن صحرای بیقراری مین
ہوا ہون طائر بسمل کے زیر پر پیدا

وله

سیکشی پر مستعد ای بت جو تو ہو جای گا — سنگ بھی قالب تہی کر کے سبو ہو جای گا
وحشیو نکے زخم کا جراح کیا جانے علاج — زخم چاک جیب کو مرہم رفو ہو جای گا

وله
حسن یوسف سی فزون تر ہی رسول اللہ کا — ہی وہ نور چشم یعقوب اور یہ نور اللہ کا

وله
نہین غم زاہدان خشک کو خورشید محشر کا — سلامت ہی اگر سایہ ہمارے دامن تر کا

وله
خون میرا دیکھتے ہی سہم کر قاتل گرا — پیشتر گرنے سی اوسکے کیون نہ مین بسمل گرا

وله
چھپ گیا دوستی کے پردے مین — دشمن جان نے کیا حجاب کیا
جا لگے گور کے کنارے ہم — کوچ کی ٹھہری یا تراب کیا

وله
ہوا جب دل شکستہ پھر صفائی غیر ممکن ہی — گرہ پڑ جاتی ہی جسوقت دھاگا توڑ کر جوڑا

وله
جلا دیا نہو گلشن مین آتش گل نے — دھوان سا آج جو بلبل کے آشیانسے اوٹھا

۴۵ ردیف بای موحده ۱۴

بات کا اپنی نہ جب پایا جواب — ہم یہی سمجھے وہ دہن ہی لاجواب
باتین سنو آئین لب خاموش سے — ورنہ ہم دیتے اوسے کیا کیا جواب
بے نشان ہی وہ کمر شکل دہن — کون سی شی ہی نہین جسکا جواب
سادہ کاغذ بھیجا نامے کی عوض — وان سے آیا بھی تو صاف آیا جواب
پوچھتا گر اوس کمر کا مین نشان — غیب سے ملتا مجھے اسکا جواب
تم جو کچھ کہتے زبان تیغ سے — مین دہان زخم سے دیتا جواب

آج مجھ سے بات اگر کرتے نہین
دینگے یہ بت کل خدا کو کیا جواب

بے دہن وہ ہی تو مین ہون بیزبان
یار کی صورت ہون مین بھی لاجواب

کہکے اک مصرع سہ نورہ گیا
ہو سکا کب بیت ابرو کا جواب

بات سیدھی کی جو تھا مذکور قد
ذکر ابرو مین دیا ٹیڑھا جواب

کیجیے کیا بات اس کج طبع سے
دیگا چرخ واژگون اولٹا جواب

باتین کرتا ہی جو پردہ چھوڑکر
مجکو دیتا ہی وہ در پردا جواب

آگیا ای وای پیغام اجل
پر نہ قاصد لیکے کچھ آیا جواب

۴۶
سنکے بیتین میری حاسد چپ رہے
ای وزیر اپنا سخن ہی لاجواب
۱۲

آئے ہو ہمپہ کرنے کو بیداد یا نصیب
بھولے ہوونکو تو نہین کیا یاد یا نصیب

کتنے اسیر ذبح ہوئے کتنے چھٹ گئے
ہمسے رہا تغافل صیاد یا نصیب

تصویر بھی نہ کھینچ سکی مجھ ناتوان کی
گر گر پڑا ہی خامہ بہزاد یا نصیب

تڑپین چمن مین ہمتو کسی سرو کے بغیر
دیکھین وصال قمری وشمشاد یا نصیب

قسمت یہ اپنی اپنی تجھے خندہ لب کیا
ہمکو عطا کیے لب فریاد یا نصیب

ایذا ہین وقت ذبح بھی کیا کیا نہین ہوئین
رک رک گیا ہی خنجر فولاد یا نصیب

دیکھا جو تجکو کہتے ہین حسرت سے خوبرو
ہم آدمی ہون اور یہ پریزاد یا نصیب

باقی رہا تھا جیب سو ٹکڑے اوڑا دیا
دست جنون نے خوب کی امداد یا نصیب

تا مرتے دم بھی حسرت دیدار ہی رہی		کرتا ہی بند آنکھون کو جلاد یا نصیب
دل یار سے لگاتے ہی نظروں سے گر گئے		کیا اپنے عشق کی ہی یہ افتاد یا نصیب
بھولی نہین اجل کسی عاشق کو ہجر مین		پر اوسکو اک ہمین نہ ہے یاد یا نصیب
٤٧	واقف کیطرح ہجر مین تڑپے نہ کیون وزیر وصل تو اتفاق نہ افتاد یا نصیب	٩

کسکی شمع رخ سے ہی روشن چراغ آفتاب		اندنون کچھ آسمان پر ہی دماغ آفتاب
گر کہون مین راتکو کسے جا لوگے تو کہے		ہی وہ نادان اسکو جو پوچھے سراغ آفتاب
شمع رو ہی یار سے اوٹھے جو فانوس نقاب		مثل شمع صبح بجھ جائے چراغ آفتاب
ہون وہ میکش ساقی گردون سے لیتا ہون جام		ساغر مہ راتکو دن کو ایاغ آفتاب
چین گیسو سے ذرا دکھلا دے عارض کی جھلک		یہ وہ شب ہی جسمین روشن ہو چراغ آفتاب
سیر کرتا ہی دل پر داغ کی وہ رشک مہر		ہی بجا کہیے اگر اب اسکو باغ آفتاب
دانت تارے ہین مسی ہی رات پیشانی ہی صبح		قد ہی شمع ماہتاب اور رخ چراغ آفتاب
خط کے بننے سے نکل آئے ہین لعل رخسار صاف		ہو گہن کی قید سے جیسے فراغ آفتاب
	آسمان کو بھی ہی کیا عشق رخ جانان وزیر دل کے داغون کیطرح روشن ہی چراغ آفتاب	

کریگا دید سے قطع نظر خواب		تمنا وصل کی اور اسقدر خواب
شب فرقت کرے عزم سفر خواب		مری آنکھونسے لے پائی نظر خواب

۴٨	ردیف بای فارسی	١۴

عبث چھوا ترے گیسوی عنبرین کا سانپ ۔ ہوا ہی ہاتھ مرا میری آستین کا سانپ

چمن مین دیکھ کے زلف سیہ ہوا نادم ۔ سفید ہوگیا ایجان یاسمین کا سانپ

دل فگار جو نالے کرے دکھای وہ زلف ۔ صدای نے کیطرف آئے ہو کہین کا سانپ

کریگی پرورش زلف صبح عارض یار ۔ پیے کا شیر سحر میرے مہ جبین کا سانپ

نہین ہی روی عرقناک پر وہ مشکین زلف ۔ یہ اوس چاٹنے نکلا ہی ملک چین کا سانپ

خیال زلف مین ہر دو کر جو شک پوچھے ہین ۔ ہی آستین کا ہر اک تار آستین کا سانپ

تمھاری آینہ رخ پہ زلف مشکین ہی ۔ حلب مین رہنے لگا اب تو ملک چین کا سانپ

کہونگا دیکھ کے مین جب زلف مین دُر گوش ۔ اگل رہا ہی یہ من زلف عنبرین کا سانپ

جو کھل گیا کبھی ہو باف تھر آئے گا ۔ ابھی ہی کیچلی مین جعد عنبرین کا سانپ

دبا کے ہونٹون مین گیسو کو ناز سے کہ بولے ۔ بجای شیر یہ عادی ہی انگبین کا سانپ

کہا جو ہنسکے نہین دونگا بوسہ کاکل ۔ تو موج خندہ لب ہو گئے نہین کا سانپ

اوٹھا کے اب گل عارض سے زلف ہاتھ مین لو ۔ چڑھا دو شاخ گل تر پہ یاسمین کا سانپ

تمھارا گیسو انکار بڑھ کے نفی ہو ۔ طلسم حسن بنا دی نہین نہین کا سانپ

وزیر نیکو نکی صحبت سے بد بھی ہوتے ہین نیک
کسیکو کاٹے نہ زنہار یاسمین کا سانپ

افزون کہین ہین حسن مین شمس و قمر سے آپ ۔ آئینہ لیکے دیکھیے میری نظر سے آپ

۱۴	ردیف تای فوقانی	۴۹

دیکھین گر سرو قد یار درخت
گر پڑین قدمون پہ سایہ دار درخت

سنگ کھاتے ہین بار بار درخت
اپنے پھل سے ہین زیر بار درخت

کب ہین مانند قد یار درخت
ہین شگوفون سے داغدار درخت

عشق پیچان کیطرح لپٹو ہین
دیکھون گر مثل قد یار درخت

داغ کھا کر نہ ہم نے پھل پایا
گل کھلا کر نہ لایا بار درخت

زلف مشکین کو کھول دے او سرو
تا کہون ہو یہ مشکبار درخت

وہ شجر ہی ترے نگینے مین
سیکڑون جسپہ ہون نثار درخت

وہ غمین ہون کہ بعد مرگ بنے
نخل ماتم سر مزار درخت

پھل جو ہی مجکو پھل ہی برچھی کا
ہجر مین ہین مثال دار درخت

کیون یہ پتھر لگاتے ہین لڑکے
ای جنون کیا ہون بار دار درخت

سرو صدقے ہین ہو گیا آزاد
دیکھین اب کون ہو نثار درخت

چشم بد دور آنکھین ہین بادام
ہی قد یار میوہ دار درخت

شاخ شعلہ ہو پھول انگارے
جلین دیکھین جو قد یار درخت

۵	ولہ	۵۰

زبانکو وصل کی شب گفتگو کی کب ملی فرصت [صحبت]
ہجوم بوسہ لینے ندی اک باتکی فرصت [صحبت]

قد آدم تری تعظیم کرتی اوڑ کے خاک اپنی
پس مردن جو دیتی ناتوانی اسی پری فرصت [صحبت]

ہی غربال بھر بازی طفلان مری گل کی | فلک نے خاک چھنوائی نہ مرنے پر بھی دی فرصت
صدای کاروان ہوش گم ہون مثل یوسف عین | نہین دیتی ہی مجکو ایکدم بھی بیخودی فرصت
نہین ذوق گلوگیری گریبان پھٹ چکا اپنا | ہوی بیکار اب دست جنون کو ہو گئی فرصت

۵۱ **ولہ** ۵

تنگی دہن سے ہی اڑی بات | چھوٹا سا ہی منہ تیرا بڑی بات
کیا چرب زبان وہ شعلہ رو ہی | لب تک آکر پھسل پڑی بات
مطلب پر اگر زبان دو تم | ہو منہ سے ابھی نکل کھڑی بات
دل شیشۂ ساعت اپنا بن جائے | ساقی نکرے جو دو گھڑی بات
ہین پیٹ کے ہلکے وہ صدف سان | موتی کی طرح نکل پڑی بات

ولہ

فصد لے اپنی ہی زاہد کسکو سودای بہشت | ہم برنگ بلع دے ڈالین جو ہاتھ آئی بہشت
جاؤن دوزخ کو نہ لون احسان دربان بہشت | ولہ | کچھ جہنم کا نہین مالک ہی رضوان بہشت

۵۲ **ردیف ثای مثلثہ** ۱۹

بھولے تم حرف وفا کیا باعث | ہاے خط بھی نہ لکھا کیا باعث
زلف کو مشک کہا کیا باعث | ہوی ہمسے یہ خطا کیا باعث
کس مسلمان کو بتو قتل کیا | کرتے ہو شکر خدا کیا باعث
ہی خدا تو رگ جان سے بھی قریب | کیون وہ بت دور رہا کیا باعث

یار کیا تیغ بکف پھرتا ہی — سر مرا پھرنے لگا کیا باعث
یان تو پیغام اجل آ پونہچا — وان سے قاصد نہ پھرا کیا باعث
کھول دی زلف سیہ کیا اوسنے — دن شب تار ہوا کیا باعث
بوسہ خال ذقن مانگا تھا — داغ دل تونے دیا کیا باعث
کیا پڑھایا اوسے کچھ غیرون نے — خط ہمارا نہ پڑھا کیا باعث
عشق مین کیون ہی مجھے ننگ سے عار — اوٹھہ گئی شرم وحیا کیا باعث
کھل گئے ہنسنے مین کیا دانت اوسکے — گر پڑی برق بلا کیا باعث
سرمہ آسا ہون سیہ بختی سے — پھر مین نظرون سے گرا کیا باعث
الجھون وحشت مین کانٹون نے مجھے — پاون پڑ پڑ کے رکھا کیا باعث
کسکو اب پیسے گا نظرون مین — سرمہ آنکھون مین دیا کیا باعث
جب کیے نالے زمین کانپ اوٹھی — آسمان گر نہ پڑا کیا باعث

۵۴	ردیف جیم عربی	۲۰

ہو گیا دل مین خون آرزو آج — کہ خون آلودہ ہی اشک تو آج
ہوی قاتل سے بیڈھب گفتگو آج — کرون زخم دہن کو مین رفو آج
بتون کو امتحان اپنا ہی منظور — خدا رکھلے ہماری آبرو آج
مرا سر دار مین لٹکا کے خوش ہر — ثمر لایا ہی نخل آرزو آج
لہو مین اشک خون نہلا رہی ہین — لیا کیون نام قاتل بے وضو آج

جو کچھ ہونا ہی فردا سے قیامت ۔ دکھا دے دو قدم بس چلکے تو آج
دہان زخم کو سینا نہ تھا یارے ۔ ہوی قاتل سے قطع گفتگو آج
مرین ہم یار کے جانے سے پہلے ۔ اجل رکھلے ہماری آبرو آج
گلے کاٹے اٹھے ہزارون عاشقون نے ۔ ہوے نادم دکھا کر وہ گلو آج
جدائی ہو گئی ای دوست تجھسے ۔ بر آئی دشمنون کی آرزو آج
پونہچ جائے مرا سر پارے زخم تک ۔ ذرا کر دستگیری ای سبو آج
تڑپتا ہون مین درد استخوان سے ۔ خبر لینا سگ دلدار تو آج
تجھے دیکھا ہوے گل پانی پانی ۔ گلستان مین ہی طرفہ آبجو آج
یہ کس کافر نے ابرو کو دکھایا ۔ نہین قبلہ نما تک قبلہ رو آج
حنائی پاؤن سے کس گل نے روندا ۔ ہی اپنی خاک مین مہندی کی بو آج
زبان تیغ سے پوچھا تو ہوتا ۔ زیادہ گل سے ہی درد گلو آج
نہ دیکھون گا جو فردا سے قیامت ۔ دکھاتی ہی شب فرقت وہ تو آج
ترے کوچے کی شاید راہ بھولی ۔ صبا پھرتی ہی مضطر کو بکو آج
اوسے ای بیخودی کل ڈھونڈھ لینگے ۔ پڑی ہی ہمکو اپنی جستجو آج

۵۴	وزیر ایسے ہو کیون خاموش بیٹھے ہوی موقوف کس سے گفتگو آج	۸

دل اوٹھاتا ہی مزہ دید لب یار کا آج ۔ نشہ ہی اسکو می شربت دیدار کا آج

آمد آمد ہی مرے رشک قمر کی شاید
رنگ اوڑا جاتا ہی کیون روے شب تار کا آج

بیڑیان پاؤن پڑین طوق گلے سے لپٹا
ایجنون کچھہ تو بتا کیا ہی سبب پیار کا آج

باغ کو جایئے گا ابر سیہ مست اوٹھا
پیش خیمہ تو روانہ ہوا سرکار کا آج

ہین جوانان چمن باغ کی دیوار و پر
لے اوڑا حسن مگر شاہد گلزار کا آج

صاف ہم تاڑ گئے وصل کی ٹھہری ہی کی
خواب مشتاق ہوا دیدۂ بیدار کا آج

شب فرقت کے تو آنے کا نہین خوف نہ غم
کیون اوترتا نہین سایہ مری دیوار کا آج

سکہ ہر زخم بنا درہم دل پر ای ترک
ملک دل پر ہی ہو قبضہ تری تلوار کا آج

۵۵	ردیف حای مہملہ	۲۳

زندہ در گور ابتو ہی بے تیرے آرام روح
بنگیا ہی قالب خشت لحد اندام روح

کیا ہی حسن آیا ترے آنی سے ای آرام روح
اب نہین وہ رنج دل درد جگر آلام روح

کس مزے سے جاتی ہی یاد لب شیرین مین جان
میٹھی پوئی چل رہا ہی توسن خوش گام روح

یہ صفائی یہ لطافت ہی کہان آئینے مین
ہی عیان تیری لباس جسم سے اندام روح

غیر ساعد جسکو کہتے ہین وہ ہی عاشق کی جان
ہی نیام آستین یار مین صمصام روح

جسم انسان وہ بنا آفت ملک مرنے لگے
چار جو ہر ایک ہو کر بنگئے صمصام روح

رشتے کا آزار ہو گا گر اسیری کا ہی ذوق
جسم ہی کرلے گا ای صیاد پیدا دام روح

اب خطا صیاد کیون ہی کھلا رہا ہی باغ سبز
یہ تن پر داغ اپنا بنگیا گلدام روح

ہو گئی ہی آب جب تونے لگائی دل پہ تیغ
دیکھہ او سفاک نچوڑا بنا یہ جام روح

ردیف الحاء

جسم سے نکلی تو پونہچی کعبۂ مقصود تک	بے لباسی ننگی ہی جامۂ احرام روح
دو ہی دن مین نوجوانی رنگ پیری لا گئی	ای جہان جسم کدن صبح ہو گی شام روح
تیرے رہنے کے لیے جان نے کیا قالب تہی	ہی بہ رنگ سایہ باہر جسم سے اندام روح
جو نہی ہی جان پہ کروون اشارون سے بیان	بے دہن ہے بے زبان ہو کر کہون پیغام روح
لو تن خاکی کو آب خشک نے تر کر دیا	گر پڑا تلوار کے پانی سے قصر خام روح
بلبل گلزار جنت ہو رہا کب دیکھیے	موج بو ہی گل ہوی اس باغ مین گلفام روح
سوز غم سے آب و خاک و باد ہین آتش مزاج	چار عنصر کا بنا جو مثل چراغ خام روح
طائر جان صاف مرغ رشتہ برپا ہو گیا	جسم قطرہ لاغری سے بن گیا ہی دام روح
جسم سے حیرت نے پیدا کی نکلجانے کی راہ	ابتو ششدر ہی سراپا در و بام روح
کوی تو جان جہان مہمان سرائے دل مین ہی	دمبدم پونہچاتے ہین ہر یک نفس پیغام روح
ہی بگڑنا ان حسینان جہان کا اک بناؤ	پیچ و تاب موج ہی گیسوی عنبر فام روح
صدمۂ موج نفس سے ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا	کیون نہ یہ ہی گرد سکر جو بنایا جام روح
اب کہان وہ سیر جنت وہ فلک پروازیان	پا بگل ہی جسم خاکی سے اٹھے کیا گام روح

۵۶	مثل دل سینے سے میرے وہ لپٹ کر کہتے ہین ای وزیر اب تو نہین درد جگر آلام روح	۱۹

پھر گئی تیری جو چشم مست اور آرام روح	جام سان گردش مین ہی اب بخت نافرجام روح
پھر غم فرقت ہوا ہی باعث آلام روح	بیقراری دل کی پھر ہونے لگی آرام روح

ظاہر اس سے زیادہ کیا ہی لطف باطنی
نقد دل دیکر کہون تا صد یہ ہی انعام روح

خوبرویون کو صبر لو پہنچا سکے کیا انقلاب
حور ہوجائے جو لکھے کوئی اولٹا نام روح

آج سے روح الامین تجکو کہون پیغامبر
میری روح اللہ تک لو پہنچا دیا پیغام روح

اوبت کافر بتا دی ہین کیا کیا کچھ لکھا
دین و ایمان احسن و ل جان جان آرام روح

کیا مکان جسم ہی اپنے نگین کا شیفتہ
پھر رہا ہی ساتھ قصر بے در و بے بام روح

ایسے ہم قاتل پہ مرتے ہین کہ بے تایید دست
کھینچ لیتا ہی نیام جسم سے صمصام روح

شیشۂ تن سے پری آئی نظر کسطرح
دختر رز ہوگیا مشہور ساقی نام روح

لو خدا حافظ کہ آ لو پہنچا ہی عشق کفر زا
بھاگ جائے دل بغل ہین وا بکر اسلام روح

کیون غضب ہین آپکے ہم مر رکھتے ہو قبضے پہ ہاتھ
لو نکل آئی نیام جسم سے صمصام روح

بوسۂ لب لکو دیگا اک حسین سبزہ رنگ
خضر آب زندگانی سے بھریگا جام روح

سنکے ہم حور بے دیکھے ہوئے مرنے لگے
اولٹی سیفی بنکے نکلا منہ سے اولٹا نام روح

تھی سیر عرش یا اب ہی اسیر مشت خاک
واہ کیا آغاز تھا اور کیا ہوا انجام روح

پنبۂ گوش جوانی گر نہ ای پیری ہو تو
قامت پر خم و سن بنکے کہے پیغام روح

کھینچ سکا نقشہ نہ جب جسم لطیف یار کا
کاغذ تصویر پہ مانی نے لکھا نام روح

الامان ای رعب پیری ای جوانی الغیاث
پڑ گیا رعشہ بدن مین کانپ اوٹھا اندام روح

چار دیوار عناصر گر پڑی ٹوٹے پہ ہم
رفتہ رفتہ بنگیا چورا ہا قصر خام روح

جانکی کسکو خبر دل ہی نہین ہی ای وزیر
ہو گیا کم وہ نگین جسپر کھدا تھا نام روح

ردیف خاے معجمہ

فقط لہو سے ہر گیا پیکر شہیدان سرخ
ہر استخوان بھی ہی مانند شاخ مرجان سرخ

عذار و گیسو مشکین و لعل لب دیکھو
حلب سفید ختن ہی سیہ بدخشان سرخ

ہون سنر عجیب جو یاد عذار رنگین مین
قباے گل کیطرح ہو گیا گریبان سرخ

۵۷ ردیف دال مہملہ ۱۹

بے سبب شمع کا ہی گل نہین اندام سفید
ہو گئی دیکھ کے یہ ساعد گلفام سفید

ابھی ہر چند نہین زلف سیہ فام سفید
ہی مگر موے کمر اے بت خودکام سفید

ہو گئے رونے سے اب دیدۂ ناکام سفید
جوش باران سے ہوا ابر سیہ فام سفید

کس خرابی سے رہ عشق بسر کی ہی ضعیف
رنگ اک گام تھا زرد تو اک گام سفید

زاہدا مین ہون وہ میکش کہ مری محفل مین
سبز مینا ہی فلک ماہ ہی اک جام سفید

زلف و رخسار صنم دیکھ کے معلوم ہوا
چہرۂ کفر سیہ ہی رخ اسلام سفید

چشم میگون سے بہت دعوی ہمچشمی تھا
پوست کھینچا جو گیا ہو گئے بادام سفید

میکشی جام سے و مہر سے کرتا ہون مدام
صبح ہی زرد پیالہ تو سر شام سفید

ہجر مین حلقۂ ماتم ہی مجھے حلقۂ بزم
نظر آتے ہین سیہ مجھکو در و بام سفید

جلوہ گر یون ہی عرق سرمے کے دنبالے پہ
شاخ بادام مین جیسے گل بادام سفید

روبرو روشنی رخ کی ہی گر صبح سیاہ
بیش تاریکی گیسو سے ہی شام سفید

ہو چکی رات ہوئی صبح بس اے غافل چونک
چھوڑ غفلت کہ ہوئے مو سیہ فام سفید

دو دن جو تشبیہ نہین آنکھون سے جہی چھائی
ساق گلرنگ سے ہی شمع کا اندام سفید

اگر رنگ سے پیدا ہو تعجب کیا ہی
سایہ ہوتا ہی سیہ گو ہون در و بام سفید

مہ نو تجکو یہ دیتا ہی دعا پیر ہو تو
ہو مری طرح سے ابروے سیہ فام سفید

ہم اسیرون کی طبیعت مین ہی یہ رنگینی
کرین گلرنگ لہو سے ہو اگر دام سفید

کچھ تعجب یہ نہین میری سیہ بختی سے
ہون نہ پیری مین اگر موے سیہ فام سفید

اسقدر ضعف ترقی پہ ہی از روزون مین
لکھین ہم سرخی سے تو ہو جاے ارقام سفید

۵۸	چشم مخمور صنم دیکھے تو روے یہ وزیر چشم نرگس ہو برنگ گل بادام سفید	۲۵

دہن کسطرح کرین گوش سامعان فریاد
بتو خدا نکرے آئے تا زبان فریاد

فلک سے گذری گئی تا بہ لامکان فریاد
پہنچ گئی ہی کہان سے مری کہان فریاد

کرون مین پیر دم رخصت جوان فریاد
چلے جو تیر تو کرنے لگی کمان فریاد

شب فراق مین کیا کیا ملے انیس مجھے
رفیق درد شفیق آہ مہربان فریاد

فغان کرون کہ ہی سیب ذقن پہ طوطی خط
ثمر بچانے کو کرتے ہین باغبان فریاد

گئی زمین سے فلک تک فلک سے عرش تلک
پھری تلاش اثر مین کہان کہان فریاد

دکھاے یار کرامت تو مین کرون اعجاز
وہ بید ہن کہے باتین مین بزبان فریاد

چھپا ہی گیسوے مشکین مین رخ کرون نالے
ہوی ہی رات کرے کیون نہ پاسبان فریاد

کسیکے کوچہ کاکل مین دل ہی یون نالان
تمام رات کرے جیسے پاسبان فریاد

جہانین شور سے پھٹتے ہین کان کے پردے
ابھی تو آئی ہے سینے سے تا زبان فریاد

فغان وہ سنکے مری ہنستے ہنستے لوٹ گئے
نکل کے منہ سے بنی شاخ زعفران فریاد

نہو وہ گل تو دل عندلیب نالان ہو
کرے برائے گلستان نہ بوستان فریاد

ہوا وہ نہین مرخصت جو رنج تنہائی
تو میرے ساتھ کیے درد غم فغان فریاد

دلا قسم تجھے زلفون کی دو پہر تو ہو چپ
کہ آدھی رات سے کرتے ہین پاسبان فریاد

تمہاری تیغ نے کیا کیا زبان درازی کی
نکیون کرین دہن زخم کشتگان فریاد

لہو پیینگی نہ جب تک مرا بجھے گی نہ پیاس
کرینگی ہین یار کے بالے کی مچھلیان فریاد

دکھائے گا نہ کبھی آب تیغ وہ ظالم
کیا کرین مرے بازو کی مچھلیان فریاد

جو ابر زلف مرا نالہ گوش زد کو دے
برنگ برق کرین اونکی بجلیان فریاد

جو آتش گل تر سے جلی ہوی بلبل
کریگا صورت ناقوس آشیان فریاد

خموش نے کی طرح ہون مین وہ رہی کس لیے
جو منہ لگاو تو سن لو مری فغان فریاد

نہ رات دن تجھے دیکھین تو پھر جلا جل سا
کرین ہم یہ مہ و مہر آسمان فریاد

کسی کی خاطر نازک کا جب خیال آیا
زبان تک آکے ہوئی لب پہ نہان فریاد

برنگ نے ہوئے روزن جہنا جہنجہ کر
کرینگی سب مرے پاؤنکی انگلیان فریاد

ادا سے میری نہین انگلیان وہ چٹکاتے
یہ اونکے ہاتھون سے کرتی ہین انگلیان فریاد

۳۶	وزیر نالے صدائے شکست رنگ سے کر وہ بید ہون ہر کہ اب تو بھی ہے زبان فریاد	۵۹

ہمارے ساتھ کرے کیون نہ آسمان فریاد
صدا نکلتی ہی گنبد مین تو آمان فریاد

ٹھہر کے آتی ہی ہر استخوان پہلو پر
ہوی ہی ضعف سے محتاج نردبان فریاد

میان ارض و سما یون ہون آہ مین نالان
کہ جسطرح سے ہو دو لب کے درمیان فریاد

مثال نی ہوے سوراخ ناوک غم سے
تمام جسم کے کرتی ہین استخوان فریاد

دکھایا پھول سا رخ کسنے اور سرو سا قد
کہ نالے بلبلین کرتی ہین قمریان فریاد

ہما ہی آے سگ یار اگر نہین آتا
کہان تلک کرین مشت استخوان فریاد

کوی بھی دیر و حرم مین نہ داد کو پہنچا
دعائین مانگین بہت کی یہان وہان فریاد

تمہارے دل مین جگہ اجانے ہوا اثر کہ نہو
بتو کہو تو کرون پھر امتحان فریاد

کہے فلک وقنا ربنا عذاب النار
وہ دل جلا ہون کرون جب شرر فشان فریاد

جو ایک رات نہ دیکھے ہلال ابروے یار
کرے زبان مہ نو سے آسمان فریاد

چمن مین غنچے چٹک کر جو پھول بنتے ہین
زیادہ کرتی ہی کیا حسن گلرخان فریاد

ترے جلے بھنے کب سوز غم سے نالان ہون
کباب خام کرے آگ پر فغان فریاد

زبان تک آ نہین سکتا ہی ایک حرف خوشی
ہوی ہی اپنے در لب پہ پاسبان فریاد

شب وصال کے ساتھ آئیگی فراق کی صبح
کریگا شام سے مرغ سحر یہان فریاد

جو روون دیدہ روزن سے رو دین دیوارین
کرے فغان پہ لب بام سے مکان فریاد

ہی میرے قہقہے کے ساتھ ساتھ نالہ بھی
صداے خندہ سے رہتی ہی توامان فریاد

زمین پہ ہی دم رقص اونکے گھنگرو نکی صدا
کہ تارے کرتے ہین بالاے آسمان فریاد

گھٹا اگر مرے اس دود آہ کی چھائی — کریگا صورت طاؤس آسمان فریاد

عدو جو لاش پہ آئے نہ رنج ہو بس مرگ — چراغ مردہ کرے آپ سے کہان فریاد

مین انجمن مین ہون پروانہ باغ مین بلبل — کہین جلون کہین کرتا پھرون فغان فریاد

چھپی ہے کانٹے پڑے مین شرم کے مارے — جو بے اثر کبھی آئی ہے تا زبان فریاد

خیال لعل و رخ آتشین مین نالان ہون — عجب نہین ہے زبان شعلہ ہو دھوان فریاد

کہین خوشی سے زیادہ ہے غم مرا مشتاق — ہنسی سے بیشتر آئی ہے تا زبان فریاد

جفائین انکی بیان کیجیے وفاؤن کے ساتھ — ہنسی بھی لب پہ ہو آئی جو تا زبان فریاد

صدای پا سنی اوس سرو کی جو وقت خرام — گمان ہوا مجھے کرتی ہین قمریان فریاد

بس اک گھڑی مین بنا دیجیے اگھین گھڑیال — وہ کیجیے آہ کرین ساتون آسمان فریاد

برنگ غنچہ سوسن دہن کبود ہوا — لبون پر آئی جو یاد مسی ہین یان فریاد

فزون ہے نالون کے باعث سے قیمت بلبل — زیادہ کیون نہ کرے قدر عاشقان فریاد

نہ آئی اپنی قفس تک صدائے خندۂ گل — ہزار بار گئی تا بہ گلستان فریاد

بگوش دل سنے بلبل تو دم پھڑک جائے — ہے موج نکہت گل اپنی باغبان فریاد

سنا ہی کرتے ہین وہ درد گوش کا شکوہ — لو پہنچ گئی دل پر درد کی وہان فریاد

ترے خیال گلستان رخ مین ہم او طفل — چمن مین کرتے ہین پڑھ پڑھ کر بوستان فریاد

بیٹھے ہین کانٹے پڑے دم آیا ہونٹون تک — وبال گوش ہے نالہ بلائے جان فریاد

زبان پر آتی ہے اب بے صدا برنگ نفس — ہوئی ہے بر سو نہین اپنی مزاجدان فریاد

قطعہ

خیال قد مین ہی قد قامت الصلوٰۃ فغان — غشی نماز ہی تکبیر عاشقان فریاد
رکوع الفت ابرو مین ہی خم قامت — سجود سر کا پٹکنا ہی اور اذان فریاد

۸۰	ولہ	۱۷

خط نہ شبگون ہی یہ مثل صبح ہی چہرا سفید — ہین طلسم حسن سے موجین سیہ دریا سفید
ناتوانی سے ہرا ہی قاتل لہو میرا سفید — نیمچہ ہو جائے گا بھر کر ہلال آسا سفید
کیا لگائی ہی گلوری گورے گورے ہاتھ سے — ہوگیا چونے کی صورت پانمین کتھا سفید
یہ زحل مریخ زہرہ ہین فلک تو حسن کا — نشا ہی سے ہی آنکھہ سرخ اور تل سیہ مکھڑا سفید
گورے گورے اپنے گالونکو اگر دھو لیجیے — ہو حنائی ہاتھہ ابھی مثل ید بیضا سفید
گوش زد ہو جائے گر وہ شہرۂ حسن صبیح — ہو بیاض چشم سان ہر کان کا پردا سفید
تیری پیشانی سے او مہ وعرق ٹپکا نہین — آسمان حسن سے ٹوٹا کوئی تارا سفید
واہ کیا ہی جلد آئے تو بھی اے صبح وصال — ہوگیا مین پیر اور زلف شب یلدا سفید
تیرہ بختونکو نہو کچھہ فائدہ منعم سے بھی — جسم اگر چاندی کا تیرہو نہو سایا سفید
رنگ بدلے تھا جو خط مین وصف خط و زلف و رخ — ہوگیا اکثر کبھو تر بھی ہرا نیلا سفید
نازکی سے خاک پہ گر کے ہوا ہی یہ کبود — ورنہ تھا مہتاب سے بھی یار کا سایا سفید
روبرو خورشید کے ہو جاتے ہین کالے ہرن — تو اگر آنکھین دکھا دے ہو ہرن کالا سفید
دامن اوس مہ کا چھوے یارب جو غیر روسیہ — آستین کیطرح اوسکا ہاتھہ ہو سارا سفید
پرورش منظور ہی آنکھونسے طفل اشک کی — شیر بنجائے لہو اپنی ضعف ہوا لیا سفید

ہوگئیں کفنیں سفید اب ناریجا چھوڑ کے	صورت کافور عنبر ہو گیا سارا سفید
ہنسی منظور ہی اب اک گل رعنا کے ساتھ	ساقیا ہو سبز ساغر سرخ مے شیشا سفید

٦١	تار بستر ہو گیا میرا تن لاغر وزیر یا نظر آتا ہی بستر پر کوئی دھاگا سفید	٢٣

ہی بہار اک یہ بھی گر ہو خط سبز اوسکا سفید	خوشنما ہوتا ہی کیا گرد قمر ہالا سفید
ضعف سے اپنا تن لاغر ہوا ایسا سفید	بستر غم پر پڑا ہی ایک مو گویا سفید
تم جو کہتے ہو نہ ہوگا خط سبز اپنا سفید	واہ سچ کہیے کبھی دیکھا نہیں طوطا سفید
کیا چمکتا ہی پیالا ماہ تابان کا سفید	لائیو ساقی ذرا بلور کا شیشا سفید
چاند کی صورت ہی اوس مہر کا نقش پا سفید	چاندنی کیطرح آتا ہی نظر سایا سفید
شکل مرجان سرخ موتی پہ تو لب سے ہوا	مثل گوہر عکس دندان سے ہوا مونگا سفید
چشم اشک آلود پر دامن وہ رکھکر کہتے ہیں	کیون بہا دون تیرے طفل اشک کو کرتا سفید
اشک کیا دامن سے پوچھے ملگیا ملبوس خاص	برہنہ تھا طفل اشک اسکو دیا کرتا سفید
سرخ عارض ایسے ہیں گل جنکے آگے ہیں سیاہ	کیا سیہ ہی چشم جسکے آگے ہی سرما سفید
آگئی صبح اجل ساقی نہ آیا میکشو	ہوگئیں آنکھیں برنگ پنبۂ مینا سفید
روبرو اعلی کے ادنی کو نہیں ہوتا فروغ	مہر کے آگے ہی مہ اک ابر کا ٹکڑا سفید
سرخ ہو مثل قبا ہی گل بدن کے رنگ سے	پہنے شبنم کا اگر وہ رشک گل کرتا سفید
وہ جو انکا نہیں پھریں ہیں ہتا رنگ روپ	ہو کے خاکستر دلا ہوتا ہی انگارا سفید

یاد مین اک ماہ کے روتے تو چھٹکی چاندنی
ہجر کی شب کا ہوا اشکون سے منہ کالا سفید

پھاڑ کے پھینکے ہین او وحشت گریبان اسقدر
صورت جیب سحر ہی دامن صحرا سفید

دیدۂ خونبار سے دیکھون اگر اشک گلگون
سرخ ہو جائے ترے دالان کا پردا سفید

بزم مین اپنی وہ گل آیا ہی بہر میکشی
پھول بھر کر لائیو ساقی کوئی شیشا سفید

ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
گل جو اوسکے آگے خجلت سے ہوا سارا سفید

دیدۂ سوزان مین دیکھو اشکہای گرم کو
ہی یہ وہ مجمر کہ جسکا ہی ہر انگارا سفید

دید کا مانع ہوا ہی پرتو حسن صبیح
پڑ گیا آنکھون پہ او محجوب اک پردا سفید

٦٢

کی وزیر اشکون نے یونہین ہجر مین گریست و شو
دامن شب صورت جیب سحر ہوگا سفید

٢١

وصل مین رفتار معشوقانہ دکھلاتی ہی نیند
آج کن اٹکھیلیون سے آنکھون مین آتی ہی نیند

یاد چشم سرمگین مین شب کو گر آتی ہی نیند
صورت مرغ نگہ آنکھون سے اڑ جاتی ہی نیند

فرقت دلدار مین سہوًا اگر آتی ہی نیند
آنکھ سے باہر ہی باہر آکے پھر جاتی ہی نیند

عین بیہوشی ہی ہشیاری نہ سمجھا جاہیے
اہل غفلت کی تو بیداری بھی کہلاتی ہی نیند

کروٹین لے لیکے کہتے ہین شب فرقت مین ہم
کس طرح ای خفتگان خاک آجاتی ہی نیند

اونکی فرقت مین نہ پوچھو سرگذشت خواب چشم
آج کل راہی نگہ کی ٹھوکرین کھاتی ہی نیند

سبزۂ خوابیدۂ گلشن کا جب آتا ہی ذکر
تہ قفس مین کوی دم بلبل کو آجاتی ہی نیند

فرقت دلدار مین سونیکو مرنا کہتے ہین
عاشقون مین خواب مرگ ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

نیند کو بھی نیند آجاتی ہی ہجر یار مین ۔ چھوڑ کر ہی خواب مجکو آپ سوجاتی ہی نیند

کہتے ہین سونا اسے چونکا نہ روز حشر تک ۔ اہل سارے بخت خفتہ کی قسم کھاتی ہی نیند

کیا غلط سمجھے وہ آنکھ پھڑکتی ہی جو آنکھ ۔ آنکھ مین خوف شب فرقت سے تھراتی ہی نیند

فرقت دلدار مین جو رات بھر آئی نہ تھی ۔ وصل مین آتے ہوے آنکھون مین شرماتی ہی نیند

منتظر رکھتی ہی غمزے کرتی ہی آتی نہین ۔ او بت ترسا تری فرقت مین ترساتی ہی نیند

کوے جانان سے جو اوٹھتا ہون تو سو جاتے ہین پاون ۔ دفعتہ آنکھون سے نہین اوتر آتی ہی نیند

گرمی سوز جگر بیتاب کردیتی ہی جب ۔ ٹھنڈی سانسین ایسی بھرتا ہون کہ آجاتی ہی نیند

تیغ کا پھل کھایا آب تیغ پی کر سو رہے ۔ کثرت آب و غذا سے واقعی آتی ہی نیند

صورت زاہد نہ جاگو حضرت دل سو رہو ۔ قبلہ مین کعبہ مقصود دکھلاتی ہی نیند

اس مری دیوانگی پر اے جنون پتھر پڑین ۔ آنکھ کے ڈھیلے لگاتا ہون اگر آتی ہی نیند

واہ ری تاثیر الفت بلبے فرط اتحاد ۔ غش پہ غش آتے ہین مجکو جب اونھین آتی ہی نیند

سوتے ہو تو چشم بد دور آنکھین رہتی ہین کھلی ۔ فتنۂ بیدار کیا ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

ہجر مین سونے کی ایسی ہی تمنا ای وزیر
دیکھتا ہون اوسکو حسرت سے جسے آتی ہی نیند

اللہ رے حسن رخ نیکوے محمدؐ ۔ ہی چشم خداوند جہان سوے محمدؐ

نظرون مین شفاعت نے عمل تول لیے ہین ۔ پلے پہ ہی امت کی ترازوے محمدؐ

بخشش مین وہ مصروف ہیں گرم شفاعت ۔ اللہ سے ملتی ہوی ہی خوے محمدؐ

کرتی ہی گنہ خلق خدا کچھہ نہین کہتا		واقف ہی کہ نازک ہی بہت خوی محمد
۶۳	ردیف راے مہملہ	۱۳
ذرا تو دیکھہ لے وہ ہمکو آکر		کوی دم اور بھی اہ دم دہنا کر
اگر پوچھے وہ بربادی ہماری		صبا کہدیجیو کچھہ خاک اوڑا کر
ہزارون ہوگئے ٹکڑے گریبان		چلے اس ناز سے دامن اوٹھا کر
جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین		تو کیا کہتا ہی کچھہ اپنی دوا کر
مین وہ بیمار ہون برگشتہ طالع		اجل پھر جاے گی بالین تک آ کر
گریبان صبح محشر نے کیا چاک		قیامت کی ہی کیا قامت دکھا کر
جو وان کا چھپ کے جانا یاد آیا		تو کیا رونے لگے ہم منہ چھپا کر
یہ یاد آتی ہی کسکی اچپلاہٹ		جو گر پڑتی ہی بجلی تلملا کر
جو یاد آیا خم محراب ابرو		کیے سجدے کئی سر کو جھکا کر
نہین اوٹھنے کے قاتل کی گلی سے		کہ ہم بیٹھے ہین سر سے ہاتھہ اوٹھا کر
ترا گیسو بہت بل کر رہا ہی		بگاڑا تو نے ظالم سر چڑھا کر
مین یہ سمجھا دعا دیتا ہی مجھکو		لگا جب کوسنے وہ ہاتھہ اوٹھا کر
۶۴	وزیر اب تا بکجا یہ بت پرستی کسی دن تو بھلا یاد خدا کر	۲۳
کرتے ہو باتین رکھکے جو شمشیر دوش پر		سیکھے زبان تیغ نہ تقریر دوش پر

اے ماہ ہے یہ زلف گرہ گیر دوش پر | یا مجھہ سیاہ بخت کی تصویر دوش پر
قاتل نے کب رکھی ہے شمشیر دوش پر | ہے ابروے خمیدہ کی تصویر دوش پر
آنے کی بڑھ کے پاؤن تلک کاکل دراز | رہنے نہ دے گی اب اسے تقدیر دوش پر
طفلی کی باتین آتی ہین پیری مین ہمکو یاد | کیا دن تھے وہ جو کرتے تھے تقریر دوش پر
یان تک کھنچا ہے ضعف کہ ہاتھونکو ہے گران | پھرتا ہون رکھکے یار کی تصویر دوش پر
قاتل نے میرے بعد کیے ترک اپنے ظلم | خنجر نہ ہے کمر مین نہ شمشیر دوش پر
ساقی مرا بنا ہے مکان تو ہر ایک مست | لیجاے خشت خم کی تعمیر دوش پر
تمثیل دون جو یار کی زلف سیاہ سے مین | چڑھ جاے میرے پاؤن کی زنجیر دوش پر
دوش سحر پہ آے نظر آفتاب حشر | اوس طفل کو چڑھاے اگر پیر دوش پر
تاخیر میرے قتل مین ہوتی نہ اسقدر | کرتی نہ تیغ یار جو تاخیر دوش پر
کیا سر چڑھا کے اسکو بگاڑا ہے یار نے | بل کھا رہی ہے زلف گرہ گیر دوش پر
اوس شمع رو کی زلف سیہ فام دیکھکر | پھبتی کہون یہی کہ ہے گلگیر دوش پر
تو ہاتھ سے چھوے تو ابھی شمع بزم مین | رکھے اوٹھا کے پاؤن یہی گلگیر دوش پر
جائینگے اوڑ کے تیری طرف وہ ہدف ہین ہم | پر بنگیا جو آکے لگا تیر دوش پر
گھر کر کسیکے دل مین نہ بیہودہ خاک چھان | مٹی اوٹھا نہ تو پئے تعمیر دوش پر
بل کھا رہی ہے زلف جدا تیغ ہٹ جدا | ہوتی ہے میرے قتل کی تدبیر دوش پر
اس شان سے کیا نہ کبھی مین نے ذکر یار | کرلین کہین فرشتے نہ تحریر دوش پر

کاندھے پہ اوسکے زلف شب ماہ پنکھی
پرتو فگن ہی رخ کی جو تنویر دوش پر

مشہور ہو نہ یار کہین یوسف اسیر
رہنے لگی ہی زلف کی زنجیر دوش پر

قاتل مرے گلے پہ تو رکھہ دیجیو اوسے
گر نازکی سے بار ہو شمشیر دوش پر

وہ مجکو قتل کرکے ہوے ایسے بیحواس
ترکش مین تیغ رکھنے لگے تیر دوش پر

٦٥ کاندھا دیا جنازے کو قاتل نے ای وزیر
کیا میری لاش کی ہوی توقیر دوش پر ١٧

تیغ رکھدی مرے قاتل نے جو عریان سر پر
جو ہرن کے ہوے پیدا چمنستان سر پر

ہی جو ٹوپی کے ستارون سے چراغان سر پر
نظر آتی ہی دھوان کاکل پیچان سر پر

جاتے ہو باغکو پہنے ہو گلابی ٹوپی
بلبل بے ادب آ بیٹھے نہ ایجان سر پر

رات صیاد نے یہ لٹکے سرافراز کیا
رہین اٹکے قفس مرغ خوش الحان سر پر

ناوک غم سے ہی غربال مرا کاسۂ سر
خاک چھانون جو پڑے گرد بیابان سر پر

ای جنون نالے کرون دشت تہ و بالا ہو
زیر پا ہی ابھی آجاے بیابان سر پر

جاکے دل بھول گیا راہ نہ آیا پھر کر
کوچۂ زلف ہی یا بھول بھلیان سر پر

نہو گر شمع سر گور غریبان تو نہو
ہی ہر اک رات ستارون سے چراغان سر پر

اک پری کے اثر نقش قدم سے بھاگی
آگئی تھی جو بلا سے شب ہجران سر پر

ہم ترے پانون پہ سر رکھنے نہ پائین ای سرو
دین جگہ قمریون کو سرو گلستان سر پر

گردش بخت کی تاثیر اسے کہتے ہین
سر کی دستار ہوئی گنبد گردان سر پر

بال بال اپنا گرفتار بلا رہتا ہے
روز لائی تھی بلا زلف پریشان سر پہ

سر بجیب آج کل اے جوشِ جنون بیٹھا ہون
ہاتھ دوڑائیو پہنچا ہے گریبان سر پہ

قد ترا صاف ہے سانچے مین ڈھلا شمع صفت
شعلہ رخسار دھوان کاکل پیچان سر پہ

آ بیٹھینگے وقت خزان چھوڑ دے آئی ہے بہار
لے لے صیاد قسم رکھدے گلستان سر پہ

ہون وہ مزدور کہ مر کر نہوا چھٹکارا
لیچلا بار غم فرقت یاران سر پہ

٦٦ یاد ابرو مین ہوا سر بگریبان جو وزیر
آ گیا کھینچ کے تلوار گریبان سر پہ ١٦

داغ سودا سے ہوئی چشم نمایان سر پہ
تیر پر تیر لگے بنگئے مژگان سر پہ

سرخ دستار ہے اے قاتل دوران سر پہ
سچ کہو یا ہے چڑھا خون شہیدان سر پہ

سر جھکا کر تجھے اے رشک پری دیکھینگے
حشر کو ہونگے جب دیدۂ انسان سر پہ

قید یوسف تھا جہان چاہ کے زلیخا نے کہا
اوٹھہ سکے تو مین اوٹھالون ابھی زندان سر پہ

گل جو ہین کفش مین تو پھول ہین ٹوپی مین تری
بوستان زیر قدم ہے تو گلستان سر پہ

ذکر رخ کرتے ہین آ کر سر بالین مزار
روز پڑھ جاتے ہین کس لطف سے قرآن سر پہ

اے جنون نوچ نہین پیرہن نیکون سے سفید
صاف دہوکا ہے کہ ہین تار گریبان سر پہ

پھر جنون ہوگا ہمین پہنینگے پھر زنجیرین
پھر تری زلف ہوئی سلسلہ جنبان سر پہ

مدت قید اسیران کہن کیا کہیے
گل کے سو بار گرے تختہ زندان سر پہ

دام کا گل ہین نہ مچھلی کف رنگین کی پھنسے
ہاتھ یون رکھکے نہ بیٹھا کرو جانان سر پہ

صاف ہی مثل حنا رنگ کف پا سے عیان
دل عشاق بہت گیسو وٴنمین نالان ہین
جسطرح ٹوکری مٹی کی اوٹھالے کوئی دو
غیرت تخت ہی ہم خاک نشینونکو زمین
دامن دشت مین جب پہاڑ کے اوٹھے پھینکا ہمنے

سرخ دستار جو تم باندھے ہو جانان سر پر
کردو آزاد کہ ہی شور اسیران سر پر
ای جنون تو نہین اوٹھالو نہین بیابان سر پر
صورت چتر ہی یہ گنبد گردان سر پر
جو ہم کر قیس نے رکھا وہ گریبان سر پر

نالہ

٦٧ ناتوانی نے خمیدہ یہ کیا مجھکو وزیر
زیر پا چاک گریبان ہی تو دامان سر پر ٢٥

چلا ہی اوس کا دل راحت طلب کیا شادمان ہو کر
کیا ویران چمن کو آے ہو کیا تو باغبان ہو کر
اہی خاطر تو قتل عاشقان سے منع کر دیتے
جواب نامہ کیا لایا تن بیجان مین جان آئی
غضب ہی روح سے ہی جلا تن کا جدا ہونا
اگر آہستہ بولون ناتوانی کہتی ہی بس بس
عذار آتشین خط سیہ اکدن نکالے گا
مکدر ہو اگر تو مجھکو گاڑو اسطرف دیکھو
کیا غیرونکو قتل اوسنے ہوی ہم رشک کے مارے
پھر اصد چاک ہو کر غنچہ کا کل نے دل اپنا

زمین کو بھی جانان رنج دیگی آسمان ہو کر
ہوے گل پانی پانی یہ چلے آب روان ہو کر
اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کاروان ہو کر
گیا یا نسے کبوتر وانسے آیا مرغ جان ہو کر
لباس تنگ ہی اوتریگا آخر دھجیان ہو کر
صدا ے جنبش لب دیتی ہی صد فغان ہو کر
رولائیگا یہ شعلہ میری آنکھونکو دھوان ہو کر
کہ زیر خاک ہون گردنگہ سے ناتوان ہو کر
اجل بھی دوستو آئی نصیب دشمنان ہو کر
عزیزو یوسف گم گشتہ آیا کاروان ہو کر

کمان ابرو کی ایسی نرم ہی آئیگا جو ناوک
رہیگا استخوان مین اپنے مغز استخوان ہوکر

چھوڑائی جو سکر ہمنے مسی تو کیا ہی ثمر پایا
لب اوس محبوب کا چھپنے لگا منہ مین پان ہوکر

فلک میری طرح آخر تجھے بھی پیس ڈالیگا
اوڑیگا ہی ہما اک روز گرد استخوان ہوکر

ہما سے ہو کر اپنی سگ جانان جو کھائے
ملائم استخوان ہوجائین مغز استخوان ہوکر

جہان جو چاہیے ویسے ہنے دکھلائی نیرنگی
بصر آنکھو مین گویائی زبان مین دل مین جان ہوکر

ستم کو اوسکے کہیے تو خونریزی ہی آتی ہو
کرے سنگ ملامت تیز خنجر کو فسان ہوکر

نہائے مین جو لہراتی ہی زلف یار دریا مین
تڑپنے لگتی ہین پانی پہ جین مچھلیان ہوکر

ادا سے جھک کے ملتے ہونگے سے قتل کرتے ہو
ستم ایجاد ہو ناوک لگاتے ہو کمان ہوکر

اوٹھائیگی جو ہمکو وحشت دل یار کے در سے
گرینگے پاے زنجیرے پاؤن پہ اپنے بیڑیان ہوکر

کہا جو اوسنے چاہا ضعف سے یان لب نہین ہلتے
سبک کر دیتے ہین حرف سخن بار گران ہوکر

اثر باقی رہا بلبے شب فرقت کی تاریکی
چراغ روز سے شعلہ نکل آیا دھوان ہوکر

خط نوخیز مین عارض جو تیرے چھپتے جاتے ہین
پری بنجائینگے اس سبز شیشے مین نہان ہوکر

گرا قدمون پہ صید ناتوان تھا ہاتھ سے چھٹکر
جگہ دے ہاتھ تو نقش پا ہی صیاد آشیان ہوکر

ترے وحشی کو برسون ہی پری کب نیند آتی ہی
اگر خواب گران آیا بھی تو سنگ گران ہوکر

٦٨	وزیر اوسکا ہون مین شاگرد جسکو کہتے ہین منصف لیا ملک معانی پادشاہ شاعران ہوکر	۱۲

گذر جا عالم امکان سے ای دل نوجوان ہوکر
گرا دے چار دیوار عناصر لامکان ہوکر

بناوٹ نے بگاڑا باتین سنوا تین خموشی نے
نہ پوچھ ہمنے کیا ہی منہ کی کھائی بزبان ہو کر

کھلے کار از الفت گریہ چھپنے کے چرچے ہین
گرہ کی مجکو رسوا میری خاموشی بیان ہو کر

نہین ہی گو دہن باتین کرو چشم سخنگو سے
مسیحا ہوتے ہو مشہور ابھی معجز بیان ہو کر

در غلطان نکل آیا صدف سی عشق دندان مین
نگر گرد یتیمی سے چلی ریگ روان ہو کر

یہی کہ کھلکے شب بھر یار کو پیش نظر رکھا
دکھائین گی تماشا تمکو آنکھین پتلیان ہو کر

دہان حلقہ در سے مکان یار کہتا ہی
نکالون تجکو آدم کیطرح باغ جنان ہو کر

ہماری تیغ قاتل کی جو کشتی بنکے آ پہنچی
اڑا لائی نگر باد مخالف بادبان ہو کر

نہ توڑے پھول کوئی ٹوٹ جائیگا دل بلبل
پھرے گا طائر رنگ چمن بے آشیان ہو کر

سفر مین میری آنکھون سے یوسف دیکھنے کو آیا
غبار دامن نظارہ گرد کاروان ہو کر

رخ گلگون کا نقشہ اور کر دی ہیبت ابرو کی
بہار نظم دکھلائے گلستان بوستان ہو کر

تری آنکھون کے نظارے کا سودا ایسا ہو جائے
رہین پا نگہ مین انکے حلقے بیڑیان ہو کر

وہ پیاسا ہون لگا کر تیغ پر اب سینے کھینچی
نکل آئی دہان زخم سے سوکھی زبان ہو کر

زمین پر نقش پا سے خط پہ خط تحریر ہین قاصد
جو تو پہنچا ہے نامہ صورت خامہ روان ہو کر

لب بام آگئے گر دیکھو تماشا تمکو دکھلاؤن
کمند آسا چڑھون تار نگہ پر ناتوان ہو کر

٦٩	کہین گر زندہ در گور اہی وزیر اب وہ تو زیبا ہی کیا ہی مینے پیدا سنگ مرقد سخت جان ہو کر	٣٣

وصال مین تو کرو رحم مجھسے لاغر پہ
کہو تو لیٹ رہون ایک تار بستر پر

دہان زخم گلو سے اگر ذرا چوسون
سمٹ کے آب ہو قطرہ زبان خنجر پر

قفیر خانے مین جب آئے بس یہین بیٹھے
گلیم سایۂ دیوار ہی بچھی در پر

تمھارے یوسف رخسار کو اگر دیکھے
درود آینہ پڑھنے لگے پیمبر پر

ادھر اودھر ہے گھر سے ترے کبھی نہ گئے
برنگ سایہ ہین دیوار پر کبھی در پر

پری کیطرح جو شیشے سے نکلی دختر رز
گمان بد سے رکھا ہاتھ چشم ساغر پر

وہ گرم خون ہی میرا اگر ذرا ابھر جاے
پسینا بن کے نکل آے آب خنجر پر

جو آیا جا نہ سکا ہی یہ گھر ترا دلچسپ
پڑی ہی سائے کے مانند چاندنی در پر

کیا یہ صرف تواضع قد خمیدہ نے
کہ اپنے پاؤن کو جا دی ہی آنکھون پر سر پر

خطاب شاہ شہیدان عطا کرا و ظالم
ہما سے تیغ کا سایہ پڑا مرے سر پر

کسی نے آنکھین بچھائی ہین کیا تمھارے لئے
گمان تار نگہ ہی جو تار بستر پر

تری مژہ کی صفت لکھکے خط مین چھپائے
پھری اجل کی چھری گردن کبوتر پر

وہ بدگمان ہون کہ خط دیکھکے بند کین آنکھین
پنہا ہی باز کی ٹوپی سر کبوتر پر

اوٹھی جو موج دم خندہ آب دندان سے
بنی ہی چادر آب اوس رخ منور پر

عیان جبین سے رگ گل ہو مثل چین جبین
جو پاؤن رکھو تم اے جان جان گل تر پر

غضب ہوا کہ بت سنگدل پہ دل آیا
خدا بچاے کہ شیشہ گرا ہی پتھر پر

نگاہ قہر ہی اے جان نامہ بر پہ کرو
کبھی تو باز کو چھوڑو مرے کبوتر پر

خدا پرست سے کہدو ہوا ہین سنگ پرست
نشان ہاے نبی پڑ گئے ہین پتھر پر

یہی سمجھ کے گلے کاٹو سخت جانون کے
ہم اپنی تیغ کو کرتے ہین تیز پتھر پہ

نتوڑ پاؤن سے مینا ے مے کو اے زاہد
فلک کو دیکھ کہ شیشہ ہی کاسۂ سر پہ

گلوری کھاؤ کہ ہوجائین سرخ دانت سفید
دکھاؤ آتش یاقوت آب گوہر پہ

نثار کرتے ہین آدیکھو جان نثار کر پاس
گلے کو آپ کے خنجر پہ سر کو ٹھوکر پہ

نمود خط پہ وہی ہی صفائی عارض یار
غبار آئنہ ہی خاطر سکندر پہ

بنا ہی خواب اجل انکو نام سونے کا
ہمیشہ طالب زر جان دیتے ہین زر پہ

لگے گا موذیون کے ہاتھ مال موذی کا
کہ سانپ بیٹھتے ہین دولت تونگر پہ

لڑین نہ پھر خدا مجھسے منکر دیدار
یہ فیصلہ تو ہی موقوف روز محشر پہ

حباب وار ہی آمادہ فنا دریا
صدف کو ناز عبث ہی طلسم گوہر پہ

نہ پوچھو وحشیون سے کیون کھلی ہی فصد یہ
یہ خون چکان ہی حکایت زبان نشتر پہ

تمھارے قصر صفا کی واہ کیا ہی صفا
پھسل کے سایہ دیوار گر پڑا در پہ

نیاز نامہ چلا لیکے نازپروردہ
کہ منتون کی ہی چوٹی سر کبوتر پہ

زمین پہ دوڑ کے آتا بھی آدمی نہ چلے
یہ شوخیان نہین اچھی ہین دوش بادر پہ

لگائی دانت پہ محبوب سبزہ رنگ نے تیغ
خضر نے ناؤ چڑھائی ہی آب گوہر پہ

۷۰	وزیر بعد نبی مرتضی نبی ہوتے نہوتی ختم نبوت اگر پیمبر پہ	۲۵

ہون وہ بلبل جو کرے ذبح خفا تو ہو کر
روح میری گل عارض مین رہے بو ہو کر

عاشق زار ہون ہین صبح ہوی تو نذر دو
چھپ رہونگا گل قالین مین ابھی بو ہوکر

شیشۂ دل مین ترے تیغ اوتر آئے کہین
میان سے نکلی ہے محبوب پریرو ہوکر

شوق سے حکم کرے سجدیکا پیغمبر حسن
آیتین سجدیکی نازل ہوئین ابرو ہوکر

ہم بھی تنجانے سے جا نکلین کبھی بہر طواف
حضرت کعبہ کشش کیجیے ابرو ہوکر

ساغر چشم کی ہم فکر مین یہ محو ہوئے
سر بھی زانو پہ رہا کاسۂ زانو ہوکر

اسقدر پس گئی تجہپر کہ نظر آتے نہین
اپنے گلزار مین گل رہنے لگے بو ہوکر

ناتوانی سے ہوا خون کا بھی رنگ سفید
کیا بہانہ ہے جو بہ جائے اب آنسو ہوکر

جسم سے روح نکل آئے پے استقبال
چلتے ہی تیغ قضا جنبش ابرو ہوکر

جان پڑ جاتی ہے زیور مین پہننے سے ترے
کہین اوڑ جائے نہ جگنی ترے جگنو ہوکر

چشم لیلی کو یہ لپکا تھا نظر بازے کا
نجد مین قیس کو دیکھ آتی تھی آہو ہوکر

جنس دل جانچ بھی لے تول بھی حاضر ہے
رہ گیا سینے مین کیون تیر ترازو ہوکر

ناک بھون ایسی چڑھائی کہ ہوا ناموزون
یار موزون یہ ترا مطلع ابرو ہوکر

آدمیت یہ خدا داد ہے اللہ اللہ
الانس انسان سے کرتے ہو پریرو ہوکر

رشک سنبل ہوی بلبل کی پریشان نظری
زینت چہرۂ گل ہو گئی گیسو ہوکر

ٹھہرا ہے جوشش گریہ کہ گلا کٹ جائے
آب شمشیر نکل جائے نہ اچھو ہوکر

نہ ہٹی باغ سے آمد جو مرے گل کی کسی
رہ گئی صبح بہاری گل شببو ہوکر

تم نہا کر جو چلے غم سے سمٹکر دریا
آگیا دیدۂ گرداب مین آنسو ہوکر

مو شگافی سے ہی فرسودہ ہوا ناخن فکر	نہ کھلا عقدۂ کمر کا گرہ مو ہو کر
پا ے نازک مین نظر آتے ہین سونکے نشان	آئے ہو کیا چمنستان سے لب جو ہو کر
ساقیا ہمنے شب وصل ہین پی تھی جو شراب	روز فرقت نکل آتی ہے وہ آنسو ہو کر
ہم تو اس شرم رہائی سے ہین پانی پانی	دیدۂ چاک قفس سے چلے آنسو ہو کر
دیکھکر چہرۂ بت بہتے ہین ہادی اشک	پانی سورج کو دیا کرتے ہین ہندو ہو کر
یار کی گرمی رفتار نے اعجاز کیا	اوڑ گئی فندق یارات کو جگنو ہو کر

۷۱	ہون وہ عمدیدہ کہ گر انظر وسنے اک پل مین وزیر کی جسکہ بھی جو کسی آنکھہ مین آنسو ہو کر	۵

قبر کا ساتھہ پس مرگ نچھوڑے پتھر	تھے انسانسے فراقت مین ہین روڑے پتھر
قبر مین بھی سر شوریدہ کو پھوڑے پتھر	قل کے ڈھیلونکی عوض چاہیئین روڑے پتھر
لاے اب تیشۂ فرہاد عوض نشتر کے	کہدو جراح سے یان سر کے ہین توڑے پتھر
ابکی کچھہ فصل بہاری مین یہ ہے جوش جنون	سر نگالے جو ثمر شاخ سے پھوڑے پتھر
اتبو عاشق ہوئے ہم تجبہ لگا جو چاہے	تیر تلوار تبر برچھیان کوڑے پتھر

ولہ

منہ آئے نظر صاف وہ ہے یار کی تلوار	آئینے کا آئینہ ہے تلوار کی تلوار

ردیف زاے معجمہ

جانے نہیں دیتا مجھے دربان درانداز	ہان لیجیو اے اشک مرے خانہ برانداز

ولہ

کیونکر وہ ملین ہمسے جب اتنے ہون انداز — جور و ستم و ناز و ادا شور و شر انداز
قامت سوزنسے کیون ہی رشتۂ سوزن دراز — بدنما ہوتا ہی قد سے ہو جو پیراہن دراز

ردیف ضاد معجمہ

۷۲ — ۱۷

سبزۂ خط سے بڑھا اور وقار عارض — خضر آباد ہوا نام دیار عارض
نہ رہا حسن گئی صبح بہار عارض — خط شبرنگ ابھی ہی شب تار عارض
او جوان خط سیہ ہوگا یہ پیری مین سفید — صبح ہو جاے گی اک دن شب تار عارض
اے گلو کرتے ہو کیا حسن دو روزہ پہ غرور — عارضی ہی چمن رخ مین بہار عارض
دولت حسن پہ یہ خاک اڑا رکھی ہی — غازہ عارض پہ ہی اے واے غبار عارض
اوس رخ صاف پہ کیا سوے مخطط رکھون — پھول سے گالو مین چبھ جائینگے خار عارض
دولت حسن کا کوئی تو نگہبان ہوتا — زلف او سیم بدن کیون نہو مار عارض
صاف ہو آئنہ سان پھر خط مشکین منڈ جاے — پھر جلب ہو مرے اللہ تتار عارض
ہی کہان خط سیہ صدمے سے اسکے ہی کبود — سایۂ زلف نزاکت سے ہی بار عارض
ہی تری زلف سیہ دود رخ آتش رنگ — رونگٹے ہوتے ہین عارض پہ شرار عارض
موجۂ نکہت گل ہی پے بلبل گلدام — عندلیب دل نالان ہی شکار عارض

قطعہ

گال پر گال فرا رکھ کے تماشا دیکھو — اپنا رخسار ہی یہ عاشق زار عارض
کرے قالب کو تہی شوق ہم آغوشی مین — وا ابھی شکل مہ نو ہو کنار عارض
گل کھلاتے ہین پسینے سے رخ رنگین پر — بھر دیا پھولونسے دامان بہار عارض

کیونکر ای حسرت دیدار تجھے سمجھاؤن
پاس نظارہ نزاکت سے ہی یار عارض

ناز بیجا نکرے خط سیہ تک صبیح
دیکھ ڈالے ہین بہت لیل و نہار عارض

۴۳
کیا تجھے دے وہ بھلا رخصت نظارہ وزیر
رنگ رخسار نزاکت سے ہی یار عارض
۱۵

کیا ہی دلچسپ ہی ای یار بہار عارض
کہ نگہ بیٹھ رہے جا کے کنار عارض

تیغ ابرو کھنچی تیر مژہ بھی نکلے
گھر گیا مورچہ خط سے حصار عارض

آتی ہی کوچہ گیسو سے پریشان ہوا
نہ بھڑک جائے کہین اور بھی نار عارض

آیا پیشانی گردون پہ ستارون سے عرق
دیکھیے آپ ذرا گرمی نار عارض

رات کو چاند ہوا دن کو بنا مہر منیر
رنگ بدلا کیا وہ شعلہ نار عارض

خال رخسار دکھائے تمھین اعجاز خلیل
نخل گل ہو جو بڑھے شعلہ نار عارض

کوچہ زلف سے کیا آئی صفا بیز ہوا
اوڑ گیا تھا جو خط یار غبار عارض

یاد رخسار مین بوسے لیے منہ ڈھکر
رات گل تکیے سے لیتے رہے کار عارض

شست و شو اشکون سے کرون ٹھہری حسرت دید
گرد دامان نگہ ہو نہ غبار عارض

قطعہ
اونکے ہر عضو پہ شیدا تھا ملی ویسی سزا
تھا فقط ایک نہ مین عاشق زار عارض

ٹکڑے ہو ہو کے گرے ہاتھ کہین پاؤن کہین
آنکھین ہین کسی جا ہی مزار عارض

قطعہ
گرچہ اکڑتے ہو ہر عضو صنم بھی سلو
عاشق چشم ہون اور عاشق زار عارض

نخل نرگس کے تلے آنکھین مری دفن کرو
کیجیے سایۂ گلبن مین مزار عارض

رم کرے جلد یہ آہوے سیاہ شب ہجر		جلوہ افروز ہوا ہی شیر سوار عارض
۴۴	خط شبرنگ وہ آغوش زلیخا ہی وزیر یوسف روز سے افزون ہی وقار عارض	۱۷

آب شمشیر پلا دو مے احمر کے عوض	بھر دو بے قبضے کی کٹوری کبھی ساغر کے عوض
آبلے پھوٹ بہے دل کے بھر آئین آنکھین	سیپ مین آب گہر اتنا ہی گوہر کے عوض
دست نازک جو ترا دیکھے تو فصاد کہے	رگ گل فصد کو درکار ہی نشتر کے عوض
جانب باغ کمان کیون مین اوڑا جاتا ہون	تیر کے پر مرے بازو مین ہین پیکان کے عوض
ساقیا بھول گیا کیا مری دریا نوشی	خم لگا دے مرے منہ سے کوئی ساغر کے عوض
گل رخسار کا دیوانہ ہون نازک ہی مزاج	پھول کیون مجکو لگاتے نہین پتھر کے عوض
وحشی چشم سیہ عین عنایت سمجھین	سنگ سرمہ جو لگاو انھین پتھر کے عوض
رشک کی جا نہین پھر کچھ مجھے وسواس نہین	مرغ دل نامہ جو لیجاے کبوتر کے عوض
کشور حسن ملا پر تو رخ سے تیرے	سلطنت آینہ کرتا ہی سکندر کے عوض
مثل شبنم عرق آجاے رخ گلگون پہ	غنچۂ گل جو انگیٹھی مین ہون اخگر کے عوض
سنگ رہ ہوگئے بت کعبے چلے تھے اخی خضر	ملکئے راہ مین ہرن ہین رہبر کے عوض
سوے دریا نگہ گرم سے دیکھا کس نے	آبلے سیپ مین پیدا ہوے گوہر کے عوض
دختر رز عوض روح بدن مین ہوتی	کاش ہوتا مری گردن پہ سبو سر کے عوض
اوسنے خط دست حنائی سے لکھا ہی مجکو	مرغ یاقوت پہ آئے گا کبوتر کے عوض

مر گئے ہم تو یہ اوس بت نے کہا دربانسے	گر گئے اللہ کے گھر آج مرے گھر کے عوض
مجکو موسی کیا فرعون بنایا اوسکو	زر تو نگر کو دیا صبر مجھے زر کے عوض

۷۵ جنکو بے بستر گل نیند نہ آتی تھی وزیر
سوتے ہین خاک پہ وہ پھولون کے بستر کے عوض ۱۶

ساقیا آب جو انگور مے احمر کے عوض	کاسۂ عمر کو بھر دیجیو ساغر کے عوض
سر مرا کاٹ کے تلوار گلے پر رکھدی	دی ہی شمشیر دو سر یار نے اک سر کے عوض
تیغ ابرو کی شکایت ورق دل پہ لکھی	او چھپے زخمونکے جو خط پڑ گئے مسطر کے عوض
ناتوان ہین جو اوٹھے وانسے تو یان آ بیٹھے	دی جگہ روزن دیوار نے لو در کے عوض
فارغ البال کیا مجکو پریشانی نے	رہتی ہی پیش نظر زلف معنبر کے عوض
زر کو لکھے کوئی اولٹا تو وہ رز ہو جائے	زر ملے طالع واژونکی سبب رز کے عوض
میرے نالونسے شب ہجر زمین کانپ اوٹھی	آسمان ٹوٹ پڑے آج نہ اختر کے عوض
ابر دیار پہ قطرے یہ پسینے کے نہین	گوہر اس تیغ مین پیدا ہو جوہر کے عوض
یادگار گل نو خیز خزان مین ہی یہی	شاخ گل مین دل بلبل ہی گل تر کے عوض
کچھ گھٹا جسم مرا کچھ یہ بڑھا اشک کا تار	عیب پوش تن عریان ہوا چادر کے عوض
ساقیا مژدہ کہ آ پہنچی ہی مستانہ بہار	شاخ مین اب تو گلابی ہی گل تر کے عوض
آج اسواسطے روتے ہین یہ طفل نادان	دامن خاک ہی کل دامن مادر کے عوض
خواہش اسبابکی بس عالم اسباب مین تھی	سو رہے بعد فنا خاک پہ بستر کے عوض

دے کے خط حال زبانی کہے اوس لوح خط سے — جائے طوطی سخنگو جو کبوتر کے عوض

مرے کہتے ہین لب گو سیہ ہم حسن پہ بیت — آئینہ لوح کو درکار ہی پتھر کے عوض

یاد پستان جنھے مجھے کرتی ہی دیوانہ فرنگ — سنگ ترسے پڑتے ہین گلزار مین تپھر کے عوض

۷۶	ردیف ظاے معجمہ	۱۰

سے چلے بتخانے لو خدا حافظ — تم بھی زاہد کہو خدا حافظ

تیرے کوچے سے ہیچ اوٹھا کے چلے — گیسوے مشکبو خدا حافظ

دم عیسی سے بھی شفا نہوی — لو بس ای ہمدمو خدا حافظ

ہی بہت زود رنج دل میرا — یار ہی تند خو خدا حافظ

اوس صنم کو خدا کہون نہ کہون — ہی سخن گو مگو خدا حافظ

دل کو بتخانہ کر کے کعبے سے چلے — زاہد و راہد و خدا حافظ

ہی فرنگن کے گورے ہاتھ مین دل — جان کا صاحبو خدا حافظ

دیر سے مثل نالۂ ناقوس — جاتے ہین ای بتو خدا حافظ

بات بھی کی تو یہ کہا شب وصل — جائین ہم تم کہو خدا حافظ

شہ خوبان کے غم مین جان چلی — ای وزیر اب کہو خدا حافظ

۷۷	ردیف عین مہملہ	۲۸

شعلۂ رخسار اگر دیکھے بنے پروانہ شمع — دود سان پھرنے لگے گرد سر جانانہ شمع

آتش رخ سے اگر روشن کرے جانانہ شمع — کرمک شب تاب سان بنجاے پھر پروانہ شمع

پھینک دوں گل کرکے میں ہے شرح جانانہ شمع
بلغ بزم یار میں ہے سبزۂ بیگانہ شمع

ایک عالم شکل فانوس خیالی گرد ہے
ہے بجا کہیے سراپا ہے قد جانانہ شمع

کس بھبھوکے سے اوٹھائی رخ سے محفل میں نقاب
گر پڑی ہے برق کی صورت جو بیتابانہ شمع

ہے دھواں چھار اوسکی زلفین قد ہے سانچے میں ڈھلا
غنچۂ گلگوں ہے شعلہ ساعد جانانہ شمع

رنگ تیرے شعلے سے گل ہوئے میں قلقل کی صدا
پھونک کر منہ سے بجھائیگا جو وہ مستانہ شمع

آگ تیرے آنے سے اے ساقی ہے بزم آراستہ
ہیں گلو و چشم و عارض شیشہ و پیمانہ شمع

جلوہ گر ہے یار بزم آشنا و غیر میں
ایک ہے روشن ہے میان کعبہ و بتخانہ شمع

بزم میں گر تیرے روشن سے اوٹھائی تو نقاب
شرم سے چھپنے لگے زیر پر پروانہ شمع

بیٹھی ہے پر نور چشم مست ساقی دیکھکر
کہتے ہیں ہم جلتی ہے پیش در میخانہ شمع

کاٹتا ہے سر کو کیوں الٹی یہاں تعزیر ہے
تیری محفل میں قدم رکھتی ہے گستاخانہ شمع

کٹ گیا سر بزم میں لیکن ہے ثابت قدم
ہے تو زن کہتی ہے لیکن ہمت مردانہ شمع

ہو فلک پیدا دھوئیں سے شعلے سے آل آفتاب
آتش رخ سے اگر روشن کرے جانانہ شمع

کرتی ہے تیار بالش فکر خواب صبح ہے
بھرتی ہے فانوس میں شب بھر پر پروانہ شمع

اے جنوں سوز غم کا ہے اثر مرنے کے بعد
جانتا ہے ہڈیوں کو ہر سگ دیوانہ شمع

گو کرے احسان ظالم پر ہو کیا اوسکا کوئی
کب کرے روشن بھلا زنبور کا کاشانہ شمع

ہو گیا روشن حسینوں کی ہے بس بنیاد ظلم
گر نہو زنبور اے شماع ہو پیدا نہ شمع

شانہ جب اوسنے لیا اپنے حنائی ہاتھ میں
ہو کے روشن بن گیا کنگھی کا ہر دندانہ شمع

بے ترے پڑ لے نے بھاگین مرغ وحشی کی طرح — گو دکھائے آنسوؤن نے اپنے آب و دانہ شمع
اوس بھبھوکے کو اگر دیکھے قبا پہنے ہوے — جامہ فانوس پھاڑے صورت دیوانہ شمع
دلکو کر خالی خدا تا بخشے اپنا داغ عشق — جب نہو کوئی جلائے آپ صاحب خانہ شمع
مثل فانوس خیالی وہ بھی گردش مین رہے — ہون وہ سرگردان سنے میرا اگر افسانہ شمع
ہون کسیکی چشم مست و روے روشن کا شہید — میری تربت پر چڑھانا چاہیے پیمانہ شمع
کیون نہ مین دیوانہ ہون اسکی نفاست دیکھکر — جاے مشعل نہ مین رکھتا ہی سگ جانانہ شمع
ایسی تاریکی شب فرقت کی ہی ملتا نہین — ڈھونڈتی پھرتی ہی کاشانہ مرا کورانہ شمع
گر نہ موج اشک کی زنجیر سے پابند ہو — بے ترے محفل سے بھاگے صورت دیوانہ شمع

۷۸ آتش غم بعد مردن اپنے کام آئے وزیر — استخوان میرے جلائے جان کر جانانہ شمع ۱۲

ہی یہ دو دن بزم مین ساقی و مطرب چنگ و شمع — ایکدن چھاتی ہی اور بالین ہی اور ہی سنگ و شمع
ہون کسیکی فندق و ساعد کا مین یارو شہید — قبر پر بہر نشان رکھنا گل اورنگ و شمع
روشنی خط سے ہوی زائل نہ روے یار کی — اب تلک یکسان ہی وہ آئینہ پر زنگ و شمع
شمع کا مثل چراغ صبح تھا کافور رنگ — رات یکجا تھا جو وہ آتش عذار شنگ و شمع
اشک کا قطرہ کبھی گرتا نہین کیا ضبط ہو — گرچہ سوز عشق سے یکسان ہین دل تنگ و شمع
چشم پر خون و دل نالان و داغ یاس ہین — پھر ہین ساقی ہین جام شراب و چنگ و شمع
مثل پروانہ جلین کیون دل نہ اہل بزم کے — ہی مشابہ اوس نگار کے آتش رنگ و شمع

تھا ہمنذ کو جو سوز و گداز عشق کا
شام سے روتا رہا تا صبح مین دلتنگ شمع

جامۂ سبز و تن پر نور وہ یاد آگیا
روئے شبکو دیکھکر فانوس ہینا رنگ و شمع

ہجر کی شب کاروان اشک کے ہمراہ تھے
نالہ و لخت دل سوزان برنگ زنگ و شمع

لڑکے ہاتھہ اوسکا چھڑانا شمع گل کرنا مرا
وصل کی وہ رات یاد آتی ہے اور وہ جنگ و شمع

۷۹ کھینچتا تصویر اگر مجھہ دل جلے کی اے وزیر
سوز مین پھر ایک ہوتا خامۂ ارژنگ و شمع ۲۰

ہو مثل شمع طور جو تنویر پاے شمع
اون پاؤن کے نہ آگے ہو توقیر پاے شمع

ثابت ہوئی ہے کون سی تقصیر پاے شمع
جو موج اشک بنگئی زنجیر پاے شمع

کیونکر ہو تیری ساق بلورین کا ہمسے وصف
کب ہو سکے پتنگ سے تقریر پاے شمع

رتبہ ہے آگے شمع کے یون پاے یار کا
پروانون مین ہے جیسے کہ توقیر پاے شمع

پہنچا ہے اب تو شعلۂ سر اوسکے پاؤن تک
اے اشک شمع کیجیو تدبیر پاے شمع

لغزش قدم کو کچھہ نہوئی سر کٹا دیا
رکھتے ہین اپنے پاؤن بھی تاثیر پاے شمع

رکھنا قدم جو بزم مین تیری گناہ ہے
سر کو نہ کاٹ چاہیے تعزیر پاے شمع

ہم تو قدم نہ رکھہ سکین اور وہ ہو بزم مین
بہتر ہے اپنے پاؤن سے تقدیر پاے شمع

یہ آرزو ہے پاؤن ترا کر کے روبرو
کچھہ کرتے ہم پتنگ سے تقریر پاے شمع

دیتا ہے اپنی جان عبث جلکے اے پتنگ
لے سیکھہ شمعدان سے تسخیر پاے شمع

دل جلتے جلتے سینے مین کچھہ بچ رہا جو ہے
کھینچی ہے سوز عشق نے تصویر پاے شمع

ثابت قدم ہی بسکہ رہ سوز عشق مین
سب عاشقون مین چاہیے توقیر پاے شمع

زنہار بزم مین نہ ٹھہرتی ترے حضور
ہوتا نہ شمعدان جو زنجیر پاے شمع

دیکھے اگر وہ روشنی نقش پاے یار
کرنے لگے پتنگ بھی تحقیر پاے شمع

کچھ ساق یار سے جو کرے ہمسری تو دو
ہر لطمۂ صبا سے ہو زنجیر پاے شمع

شب عذر لنگ کرکے نہ اوس نم سے ہٹا
اللہ ری عقل و فطرت و تزویر پاے شمع

ہی گرم وصف پاے نگارین جو بزم مین
منظور کیا ہی یار کو تحقیر پاے شمع

پروانہ رات مر کے لگن مین جو رہ گیا
لوح مزار بنگیا گلگیر پاے شمع

زلف دراز چلنے مین لپٹی ہی ساق سے
ایماہ یا کہ شب ہوی زنجیر پاے شمع

ثابت قدم وہ ہون کہ لکھا ہی جو وصف پا
ہر سطر مین ہی عالم تصویر پاے شمع

ولہ

روبرو تیرے کہان وہ رونق رخسار شمع
ہوگئی کافور اے مہ گرمی بازار شمع

۸۰ ردیف غین معجمہ ۱۹

سوز غم سے یان جلا کرتے ہین بنکے روغن چراغ
بنگئے ہین مو فتیلے داغہاے تن چراغ

یاد عارض مین ہوا ہی جان کا دشمن چراغ
آنکھ دکھلاتا ہی شب بھر صورت رہزن چراغ

چین گیسو سے نمایان یون ہی عارض کا فروغ
شام کو جسطرح سے کر دے کوئی روشن چراغ

کیا سیہ خانہ مرا پر ہول و آفت خیز ہی
افعی شام جدائی کا بنا ہی من چراغ

ہو جنون دیکھے جو اوسکے آتشین رخ کا فروغ
چاک کر ڈالے حریر شعلہ کا دامن چراغ

کیا فروغ عارض پر نور ہی نام خدا — داغ چیچک کے بنے ہین ای بت پرفن چراغ

دانت مسی ملنے مین چمکے دہان تنگ سے — یا شبستان عدم مین ہوگئے روشن چراغ

کیا حرارت ہی ترے مجروح مین ای شعلہ رو — زخم کی بتی بنی ہی شعلہ زخم تن چراغ

کوچۂ زخم سیہ بختان مین کھاتا ٹھوکرین — جوہرون سے گر نہ رکھتا خنجر آہن چراغ

کیا ترقی پر فروغ حسن ہی ای شعلہ رو — جل بجھے غیرت سے گر دیکھے ترا جوبن چراغ

لائی ہی پروانہ دلسوختہ کی کیا خبر — کیون صبا کی آتے ہی کرنے لگا شیون چراغ

یون مرے مژے سپید سر مین ہین داغ جنون — چاندنی مین جسطرح بے نور ہو روشن چراغ

گوشہ گیری دشمن جانی سے دیتی ہی نجات — خوف صرصر کا نہین گر ہو تہ دامن چراغ

گرم وصف شعلہ رویان ہو جو بعد مرگ بھی — بن گیا ہی صاف ہر اک رخنہ مدفن چراغ

ہو تجلی طور کی شعلے مین اوسکے ای کلال — گر بنا تو لیکے خاک وادی ایمن چراغ

عشق لف خانہ برباد آیا کھینچون آہ گرم — کالی آندھی آگئی جلدی کرو روشن چراغ

سبزۂ خط مین نہان ہی وہ عذار آتشین — یا لیے ہین خضر پیغمبر تہ دامن چراغ

چھپ گیا جب پھول تو نہین کوئی ای عندلیب — ہم یہ سمجھے ہی حفاظت کو تہ دامن چراغ

۸۱

داغ عشق شعلہ رویان پھونک دیگا ای وزیر
اک نہ اک دن ہوگا قصر تن مین آتش زن چراغ

۱۱

اشتعال آتش غم سے ہین داغ تن چراغ — چار دیوار عناصر مین ہین یا روشن چراغ

دیکھتا ہون سارے عالم کا تماشا آپ مین — جسم فانوس خیالی ہی دل روشن چراغ

تیرہ باطن کو بھی ہوتا ہی فروغ عارضی
چاہ مین رخسار یوسف سے ہوا روشن چراغ

سوز غم سے بیکسی کا دل جلا چالیس دن
ہم غریبونکی لحد پر یون ہوا روشن چراغ

ذرہ افشان کا خم ابرو مین رکھتا ہی فروغ
طاق کعبہ مین نظر آتا ہی یار روشن چراغ

اژدہا بتی ہی شعلہ ہی دم آتش فشان
کفچۂ مار سیہ فرقت مین ہی روشن چراغ

گرمیان کرتا ہی پروانوسے جب وہ شمع رو
مثل شعلہ رشک سے سر دھنتے ہین روشن چراغ

حلقۂ گیسو سے افشان رخ کی دیکھی روز وصل
دنکو ملک شام مین آئے نظر روشن چراغ

تم جو بے پردہ دکھاؤ گے عذار آتشین
پردۂ فانوس مین چھپ جائیگا روشن چراغ

اوس لب شیرین کے تل کا تھا مجھے جانسوز عشق
ہون سر مدفن بھی میٹھی تیل سے روشن چراغ

سوز عشق شمع رو سے جلگیا ہون اے وزیر
اس سے میرے عرس مین کرتے ہین سب روشن چراغ

پھولون سے تیرے ہجر مین ہی داغدار باغ
طاؤس بن کے نالے کریگا ہزار باغ

ہی داغ و آبلہ سے یہ رشک ہزار باغ
پھولا پھلا ہی زور عناصر کا چار باغ

تیغ دو سر دکھاؤ اگر ابروون کی تم
شاخ دوتا کے صدقے کرے ذوالفقار باغ

۸۲	ردیف فا	۱۲

دیکھ ادب آ کر مرا گور غریبان کی طرف
قبلہ رو ہین پاؤن سر ہی کوی جانان کیطرف

دونون ہاتھ اپنے نہین بیکار ہی دست جنون
ایک دامن کیطرف ہی اک گریبان کیطرف

قید یوسف کو کیا پر تھا زلیخا کو نہ چین
نالے کرتی تھی وہ جا جا کے زندان کیطرف

ہم بھی لپٹے جاتے ہین دامن سے مثل گرد راہ
ناز سے دیکھا تو ہوتا پھر کے دامان کیطرف

بعد مردن ہی وصیت بس یہی ای دوستو
قبر مین منہ پھیر دینا کوی جانان کیطرف

آئیو دامن اوٹھائے مدفن عشاق پر
ہاتھہ لیجائے نہ کوئی تیرے امان کیطرف

میری جانب یون وہ کرتا ہی حقارت سے نگاہ
کوی ہندو جسطرح دیکھے مسلمان کیطرف

سبزہ بیگانہ مین پاتے ہین کچھ اپنا سا حال
آنکلتے ہین جو ای بلبل گلستان کیطرف

دیکھنا تاثیر گریہ کردیا البرز آب
رو کے جب دیکھا کسی چاہ زنخدان کیطرف

ہی اگر منظور لطف برق و باران دیکھنا
دیکھیے ہنس ہنس کے میری چشم گریان کیطرف

غمزدہ جیسے کنوین مین گرنیکا رکھتا ہو عزم
دیکھتا ہون یون مین اوس چاہ زنخدان کیطرف

ہو کے غافل اہل ادب سے ہم نہ سوتے ای وزیر
پاؤن ہو جائین نہ اپنے کوی جانان کیطرف

۸۳ ردیف قاف ۴۶

خدا نما ہی بت سنگ آستانہ عشق
چلو نگاہ سے نگہ بن کے سوے خانہ عشق

نہ کم ہون سکۂ داغ دل یگانہ عشق
بھرا پڑا رہے یارب سدا خزانہ عشق

جبین قیس سے ہے سنگ آستانہ عشق
جنون ہی خیمہ لیلی سیاہ خانہ عشق

مدام دل مین رہے داغ الفت ساقی
نہ بیچراغ ہو یارب شرابخانہ عشق

یہ محفل طرب حسن ہی نہین مقتل
صدا گلوے بریدہ کی ہی ترانہ عشق

یہ کہکے پھرتی ہی دن رات آسیا فلک
ملے تو خرمن مہ دے کے لون مین دانہ عشق

ہی آفتاب پیالہ فرشتہ خو ساقی
خم فلک ہی سبوے شرابخانہ عشق

بس ایک ہاتھ مین دو ہو کے مین مین یہ گرا
قضا جو آئی ادا ہو گیا دوگانہ عشق

ہر ایک گام پہ دل پیستا ہی ابلق چشم
مگر ہی سرمے کا دنبالہ تازیانہ عشق

جلایا طور کو اکدم مین صاعقہ بنکر
شرر فشان جو ہوا سنگ آستانہ عشق

ہو خانہ صدف دل نہ کسطرح پر نور
کہ آپ ہی گہر شب چراغ دانہ عشق

ہتو خدا نے کہا فی السماء رزقکم آپ
ملا ہی مجکو یہ ہفت آسیا سے دانہ عشق

یہ سچ مثل ہی ہتو سبکا ہی خدا رزاق
نصیب طائر دل ہی ازل سے دانہ عشق

جو خال بنکے خط رخ مین دل رہے میرا
کہو نہین خرمن مہ مین ملا یا دانہ عشق

صدائے ماتم دل سنکے خوش وہ ہوتے ہین
نوائے سینہ زنی ہی کہ شادیانہ عشق

جو شوق دید ہی موسی کیطرح ایک نہ سن
کہ لن ترانی محبوب ہی ترانہ عشق

نقاب اودھر وہ اوٹھائین ادھر یہ آہ کرون
سمند حسن پہ پڑ جائے تازیانہ عشق

جو تولیے اسے کونین کی ترازو مین
گران ہو وزن مین نہ آسیائے دانہ عشق

فروغ بزم تصور ہی یاد بستان کی
حباب حسن بنے ہین چراغ خانہ عشق

خیال گو ہی زندان مین ہم جو روتے ہین
سرشک دیدہ تر ہی دریگانہ عشق

ہی میرے دل کیطرح اس سے یہ پریشان حال
ملا ہی زلف کو حسن سیاہ خانہ عشق

چڑھا جو دار پہ عاشق کا سر ہوا سردار
جدا ہی خانہ عالم سے کارخانہ عشق

خدا کا گھر ہو جو ٹوٹے جہاد نفس سے دل
خراب ہو تو بنے لامکان خیانہ عشق

کسیکی ابرو پر خم کا دھیان رہتا ہی
ہمارا کعبہ دل ہی سیاہ خانہ عشق

وہ دل لگا کے سنین داستان کہ صورت — بیان کیجیے اس حسن سے فسانۂ عشق
وزیر تخم محبت کو دل مین بو لیجیے — زمین وہ شور ہی جسمین اوگے نہ دانۂ عشق

۸۴	ردیف کاف عربی	۱۰

پیش عاشق چشم گریان و لب خندان ہی ایک — جل گیا جو نخل اوسکو برق اور باران ہی ایک
دیکھنے دیتا نہین اوسکو حجاب عشق ہائے — ہو نہین وہ محروم جسکو وصل اور ہجران ہی ایک
ناتوانی سے ترے بیمار کے رخسار پر — سیلی دست ستم اور سایۂ مژگان ہی ایک
پیرہن مین یون بدن ہی جس طرح تنمین روح — چشم بد دور اب لطافت مین وہ جسم و جان ہی ایک
ماہ سے تشبیہ پھر تجکو نکیونکر دیجیے — چاندنی اور سایہ تیرا ای مہ تابان ہی ایک
آپ سے بہتر کے آگے خودنمائی ہی زبون — روبروے مہر ماہ و ابر بے باران ہی ایک
چاہیے ہنسکر چھڑکنا ای لب جانان نمک — آتش غم سے کباب اور یہ دل سوزان ہی ایک
عاشقون کے آگے مشرک ای بت یکتا ہون نہین — گر کہون مین حسن مین تو اور مہ کنعان ہی ایک
سیکڑون طوطی زبان ہین یان اسیر دام غم — خانۂ صیاد اور یہ گنبد گردان ہی ایک
ایک ہی یہ نور ہی دلمین ہر اک کے جلوہ گر — شیشے ہین لاکھون پری ہی سب مین ولے پنہان ہی ایک

ولہ

گذرا فلک کے پار گیا لامکان تلک — او تیر آہ بے ادبی اب کہان تلک

۸۵	ردیف کاف فارسی	۱۳

ظاہر ترے گلے سے ہی رنگین سخن کا رنگ — کیا صاف پیرہن سے عیان ہی بدن کا رنگ

سیلا ہوا نگاہ سے تیرے بدن کا رنگ
ایسا لطیف کب ہی گل و یاسمن کا رنگ

کون آفتاب چہرہ ہی محفل مین جلوہ گر
کافور ہو گیا ہی جو شمع لگن کا رنگ

آسیب سے نگاہ کے اللہ رے نازکی
نیلوفری ہی اوس صنم گلبدن کا رنگ

ہوتا ہی یہ سفید کبھی زرد ضعف سے
لاتا ہی رنگ روز ہمارے بدن کا رنگ

جاتا ہون بعد مرگ جو خورشید کیطرح
کیا ہی ہر ایک تار کفن مین کرن کا رنگ

پوشیدہ آفتاب ردا سے شفق مین ہی
یا ہی حجاب تن تیرے پیرہن کا رنگ

ہووے حنائی رکھے برہنہ جو کوی پاؤن
فصل بہار مین ہی یہ خاک چمن کا رنگ

کن حسرتون سے دیکھتے ہین ہم سہیل کو
آتا ہی یاد جبکہ کسی کے ذقن کا رنگ

اگی گل جو اوسکی قبر پہ ہی شور بلبلان
گلگون ترے شہید کے کیا ہی کفن کا رنگ

چہرے پہ تیرے آنکھین تری کیون نہو سیاہ
ہوتا ہی آفتاب سے کالا ہرن کا رنگ

اوترا نہ زہر افعی گیسوے عنبرین
نیلا ہی گور مین جو مری خاک تن کا رنگ

عنقا کا رنگ کیا مین بتاؤن بھلا وزیر
وہ شوخ پوچھتا ہی جو اپنے دہن کا رنگ

دیکھ بے بادہ کیا ہی اپنا رنگ
رحم ای آسمان مینا رنگ

زور دکھلا رہا ہی کیا کیا رنگ
واہ وا ای جہان رنگا رنگ

ہوگئے ضعف سے سبک ایسے
لے اوڑا ہمکو بھی ہمارا رنگ

کیونکر نہ جھڑین منہ سے ترے وقت سخن پھول — چپ رہنے مین غنچہ ہی تو ہنسنے مین ہین پھول

مستانہ بہار آئی ہی لا مشفق من پھول — ساقی ہین گلابی کی طرح توبہ شکن پھول

نظرون سے گرون مین تو وہ آنکھونسی اٹھائین — کیا ضعف سے مثل گل بازی ہی بدن پھول

پڑتی ہی تری چشم سیہ باغ مین گل پر — توڑے گا مگر آنکھ کے ڈھیلے سے ہرن پھول

شاخونسے گلستان مین ہین کیا پاؤن نکالے — چلدین نہ کہین کود کے دیوار چمن پھول

آئے جو صبا کوچۂ گیسو سے چمن مین — بنجائین ابھی نافۂ آہوے ختن پھول

ہے لو سے گل رخ کے ہوا روغن گل تیل — جھڑتے ہین چراغونسے ابھی سیکڑون من پھول

کیا ٹکر کبھی تھی آنکھ کسی گل پہ تمھاری — کیون سونگھتے ہین باغ مین آکے ہرن پھول

دیکھا ہی جو بلبل نے ترے نقش قدم کو — نظرونسے گرے جاتے ہین اے رشک چمن پھول

چھبتی ہی نئی رخ کو کہون پھولونکی ڈالی — گل عارض گلگون ہی دہن پھول ذقن پھول

جسطرح کنوئین مین کوئی گر کے کرے غم — یون دیکھتے ہین یار سوے چاہ ذقن پھول

سودے نے تری زلف کے کس پیچ مین ڈالا — دھاگے سے چھٹے تو ہوے مشتاق رسن پھول

آہو اگر آنکھین ہین تو کیون کہتے ہو نرگس — کیا سحر سے بنجاتے ہین اے جان ہرن پھول

آتی ہی جنون خیز دلا فصل بہاری — اب دشت مین شاخونسے نکالینگے ہرن پھول

گر دی جو تری برق نگہ خرمن گل پر — جلتے دل بلبل کیطرح سیکڑون من پھول

پڑجائے ترے رخ پہ خط کا اگر عکس — پیدا کرین مثل گل خورشید کرن پھول

اے حب وطن کہتے ہین غربت مین یہ دلگیر — نظرون مین ہین خار چمنستان وطن پھول

کیا ہم رسن چاہ گلستان سے بندھے تھے
بوٹا سا ہی قد یار کا نخل چمن حسن
ہوتے ہین خجالت سے سفید آپ کے آگے
کیا دیکھون بہار شفق شام غریبان
برسون گل خورشید و گل ماہ کو دیکھا
بلبل کے لبھانے کو نیا راگ ہین لائے
کوچے مین رگ گل کے کرو شوق سے گلگشت
جو تجھی کو سموم سمجھین اگر پھول اوڑھین یا دیا تین
پیاری ہو سبک وزن مین قیمت مین گران ہو
ہین صبح شہادت کی گریبان کیطرح چاک
ارباب تعلق کا تعلق نہین جاتا

جب فصل بہار آئی ہوئی زخم رسن پھول
پتے ہین اگر برگ تو ہین پھول کرن پھول
چاندی کے ہوے جاتے ہین سونے کی کرن پھول
یہ غنچۂ دل ہوگا نہ بے صبح وطن پھول
تازہ کوئی پھول کھلائے ہین چرخ کہن پھول
لو رام کلی گانے لگے بنکے دہن پھول
بالیدہ ہین ایسے کہ فضا مین ہین چمن پھول
مرجائین مگر پہنین نہ دولہا نہ دلہن پھول
نظروں مین تمہین تول لیا ہی یہ بدن پھول
کیا مانگ کے لائے ہین شہیدونکی کفن پھول
مرنے پہ بھی درکار ہی کافور کفن پھول

۸۷
گلریز ہر کیا کلک وزیر اب دم تحریر
پیدا تو کرے ایسی بھلا شاخ سمن پھول
۱۷

نہ کیا ذبح گیا چھوڑ کے بسمل قاتل
کیون نہ انگشت شہادت سے ہو بسمل قاتل
دست نازک کی نزاکت جو سیہ نے دیکھی
جی مین آتا ہی تری تیغ کو دل مین رکھ لون

دہن زخم پکار اٹھے قاتل قاتل
تیر دستی ہین نہین تیرے انامل قاتل
ایسی سمٹی کہ ہتیلی کا بنی تل قاتل
ایسی لیلی کو بھی چاہیے محمل قاتل

جان دین کیون نہ مرین عاشق جانباز ان پر	تیغ خونریز پہ ہی جو رشمائل قاتل
ضعف ہی جا ئینگی کیا خون کی چھینٹین اڑکر	آستین کا ہی ترے ہی کوس انھین منزل قاتل
پاؤن رکھا جو حنائی تو یہ تھوکے کا لہو	دہن زخم بنے گا لب ساحل قاتل
پھیر دے گردن عشاق پہ مقتل مین چھری	رقص بسمل ہی کے قابل ہی یہ محفل قاتل
تو نے زلف عرق آلو دکھائی جو مجھے	مار آبی نظر آئی یہ سلاسل قاتل
جا کے کوچے مین گر گل ہی پھینکو کسی سمت	ناوک نمین ہون جو پہ ہاے عنادل قاتل
اثر ظلم سے تیار ہو شمشیر گلی	خاک ہو جاے ستمگر تو بنے گل قاتل
دانت پر تو نے لگائی نہین تیغ پر آب	آب مین گھول دیا زہر ہلاہل قاتل
پی گیا مین دہن زخم سے پانی ایسا	ہو زبان تیغ کے مثل لب ساحل قاتل
کیا تری تیغ نے جوہر کا چمن دکھلایا	آشیانون سے نکل آے عنادل قاتل
سخت جان ہون مری گردن پہ چھری پھیر آکر	تیز کرنے کے لیے خوب ہی یہ سل قاتل
نیک ساعت سے چلی تھی یہ تری تیغ دو سر	سر تک آئی مرے لو پہنچی سر منزل قاتل

۸۸	بعد مردن بھی وہی شوق شہادت ہی **وزیر** دہن زخم سے ہم کہتے ہین قاتل قاتل	۱۶

دل ترا قتل پہ کیونکر نہو مائل قاتل	آب شمشیر عناصر مین ہی داخل قاتل
ہی بہت سہل شہیدان وفا سے ملنا	خون لگا لے تو شہیدونمین ہو داخل قاتل
عید قربان ہی یہی دن تو ہی قربانی کا	آج تلوار کے مانند گلے مل قاتل

ہوں جو شاعر دل گم گشتہ کا یوں حال کہا / پڑھ دیا آگے ترے مصرع بیدل قاتل
صدمۂ عاشق سے ہی گلزار مین پھولوں کی عوض / توڑے گا غنچۂ منقار عنادل قاتل
دل مین ہی عشق ترا یاد تری غم ترا / رہزنوں سے ہوئی آباد یہ منزل قاتل
رقص بسمل پہ پھڑک جاتا ہی تلوار کا دم / ڈھال سے آتی ہی آواز جلاجل قاتل
کسی کروٹ کسی پہلو نہیں دیتا مجھے چین / دشمن جان ہی تری طرح جگر دل قاتل
جوہر تیغ کی زنجیر جو تو پہنا دے / بیڑیاں پاؤں کی کاٹے یہ سلاسل قاتل
کھینچے تلوار تو ہو جاسے دو چنداں جوبن / تیغ خم گشتہ ہلالی مہ کامل قاتل
سر سے سینے مین اوتر آئے جگر سے دل مین / تیری تلوار کرے قطع منازل قاتل
پاؤں گر خانۂ زنجیر سے باہر رکھوں / رگ پا بن کے لپٹ جاسے سلاسل قاتل
کب پھڑکتا تھا ترا دست حنائی ایسا / طائر رنگ حنا ہو گیا بسمل قاتل
چار آئینہ عناصر کا اوتاروں پھیکوں / زخم کھانا مجھے ہو جائیگا مشکل قاتل
یہ پیالہ ہی بنا گرد سبکروحی سے / دم شمشیر سے اوڑ جاے مراد دل قاتل

٨٩ زار ایسا غم بیتابی دل سے ہی وزیر
بنگیا ہی نگہ دیدۂ بسمل قاتل ١٧

نالاں فراق دل مین ہی ماتم سرائے دل / سینے سے آرہی ہی صدا ہائے ہائے دل
ایسا کیا ہی تذکرۂ نالہاے دل / آنے لگی زبان سے ہماری صداے دل
حاضر ہی سب لیجیے یہ اگر کام آئے دل / کچھ اور پاس ہم نہیں رکھتے سواے دل

مقصد بر آئے میا لینے لی تیغ یار نے
او ترا غلاف کعبۂ حاجت رواے دل

آتی ہی اونکے کوچۂ گیسو سے یہ صدا
آؤ مسافرو کہ یہان ہی سرائے دل

جز یاد دوست غیر کا خطرہ نہ آسکا
وسعت نثار تجھپہ ہوا تنگنائے دل

بو ہو کے گل مین کیا دل بلبل سما گیا
توڑا کسینے پھول تو آئی صدائے دل

جانا پری رخون مین بلا کا ہی سامنا
قاصد ٹھہر کہ ساتھ کرون مین دعائے دل

مانند ریگ شیشۂ ساعت عیان ہو صاف
آئے غبار اگر نہ چھپائے صفائے دل

دنیا کو چھوڑ بیٹھے سگ دنیا کیواسطے
یہ استخوان پسند کرے کب ہمائے دل

بنکر پیالہ ہو لب میگون سے آشنا
ساقی ملا کے خاک مین دیکھے صفائے دل

جگر مین ایک آہ سے ہی گردباد جسم
اللہ رے زور شور ترے اے ہوائے دل

رہتے ہین گرد اونکے ہوادار کے رقیب
اب شمع زندگی کو بجھا دے ہوائے دل

اے جان جسکو نقطۂ موہوم کہتے ہین
تیرا دہان تنگ ہی یا تنگنائے دل

مین سبز بخت دل کے تڑپنے سے مر گیا
چھاتی پہ مونگ دلنے لگی آسیائے دل

کاہیدہ ہو ریاضت باطن سے جسم اگر
لیجائے سوے خلد اوڑا کر ہوائے دل

۹۰ عزلت پسند کیون نہو صائب صفت وزیر
با خلق آشنا نشود آشنائے دل ۲۱

ہی عرش آستانۂ دولتسرائے دل
اللہ رے رتبۂ حرم کبریائے دل

بھنتا ہی کیا کباب کے مانند ہائے دل
خونبار ہی جو نالۂ درد آشنائے دل

پہلو مین میرے دیکھے جو پیکان بجاے دل | میری طرح کہے لب سوفار ہاے دل
ہر عضو تن کو درد محبت بناے دل | وہ نی ہون بند بند سے آئے صداے دل
ای حور اپنا جذب جو تجکو دکھاے دل | جنت سے جا رباغ عناصر مین لاے دل
پاے نگاہ یار پھسلتا ہی بار بار | پیدا کرے نہ گرد کدورت صفاے دل
دکھلا رہی ہی شعلۂ آواز برق طور | کیا لن ترانیون پہ ہی بانگ دراے دل
جوبن ہی آج کر لو جگہ دل مین کہتے ہین | کل ڈھونڈتے پھروگے کدھر ہی سراے دل
کیونکر کہون نہ قبلۂ حاجت روا اوسے | کعبے کا ہو غلاف جو اوترے قباے دل
یہ سات آسمان جو دن رات پھرتے ہین | ہین گرد باد وادی بے انتہاے دل
جاناہی سہل کوچۂ گیسوے یار مین | دست دعاے عاشق مضطر ہی پاے دل
اک تار آستین ہین یہ نہ اطلس سپہر | دامان حشر سایۂ جیب قباے دل
گلشن مین یہ ہوا دل بلبل کی بندھ گئی | آئی شکست رنگ چمن سے صداے دل
ساقی یہ جام آپ چلے سوے میکدہ | دست سبو کی طرح سے پیدا ہو پاے دل
بہنے لگے ہین چشم دل مضطرب سے اشک | دلنے او گل ہی ہری آبیاے دل
بیتابیون سے رات پھرا جو ادھر ادھر | داغ درون سینہ بنے نقش پاے دل
آنکھین لہو بہاتین جو ساغر سے می گرے | شیشہ جو گر پڑے تو مرا ٹوٹ جاے دل
کشتے کو میری تیغ کے لائی ہی گھاٹ تک | ای دوستو ہی باد مخالف ہواے دل
پیسی اب اسقدر نہ رہی گرد استخوان | گردش فلک کی سیکھ گئی آسیاے دل

کہتے ہین لامکان جسے ہی فنائے ذات	دونون جہان ہین حلقۂ زلف دوتا دل

راحت گئی اگر تو کیا رنج سے گذر
خالی رہے وزیر نہ مہمان سے اے دل

جسکا کھٹکا تھا وہی آیا ہی غارتگر گل	ہوکے غش گرنے لگے خاک پہ گل سر گل

۹۱	ردیف نون	۲۱

ای بتو شیفتۂ کاکل پیچان ہون مین	آج سر حلقۂ زنار پرستان ہون مین
مین جو کافر ہوا تو ضد سے مسلمان ہوا	اب تو کافر ہو تو پھر ضد سے مسلمان ہون مین
جلد یارب کہین پھر جائے گلے پر خنجر	دیر سے منتظر جنبش مژگان ہون مین
کیا محبت ہی جو چھیڑے اوسے ضد ہو مجھے	وان جو ہو زلف مین کنگھی تو پریشان ہون مین
دوسرے تیسرے تلوار کا پانی دینا	ہر گل زخم سے قاتل چمنستان ہون مین
ناتوانی سے نہ آیا کبھی لب تک نالہ	ای اجل آکہ لب گور سے نالان ہون مین
کیا خالق نے قد عاشق و معشوق مین فرق	یار ہی سرو روان سرو چراغان ہون مین
کب یہ کہتا ہون کہ گل کیطرح ہون گلشن مین	کاش خار سر دیوار گلستان ہون مین
شکل سوفار جدا لب سے ہے لب یارب	پاؤن تعز سر جدائی ہین جو خندان ہون مین
شور محشر ہوا بنام فغان ہین بیکی	باعث برہمی بزم خموشان ہون مین
چاہیے تھا ہی یوسف سے زلیخا کہتی	تو رہا قید سے ہم قابل زندان ہون مین
آدمیت تری دیکھے تو ٹھہر کے جائے دم	یہ تمنا ہو پری کو بھی کہ انسان ہون مین

بس ولا ضبط فغان کر کہ بہت بخ دیے
کوئی دم شاد کن خاطر یاران ہون مین

اپنے جامے سے ہون باہر مرجوش گریہ
یہ نہو مجسے کہ منت کش و امان ہون مین

ہند مین ہوئے نہ برباد مرا مشت غبار
ای خدا خاک در شاہ شہیدان ہونین

ای فلک اتنو شب وصل کا ہونا معلوم
صبح محشر کیطرح چاک گریبان ہونین

استخوان کا مرے سوفار بنایا اوس نے
جاے گریہ ہی کہ اسطرح سے خندان ہونین

کیا ہی برگشتہ وہ بت مجسے ہی اللہ اللہ
اتنی تقصیر ہوی ہی کہ مسلمان ہونین

کیون ہوا ہونہین تیرے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے
نہ تو دامن ہوئے ان مین قاتل نہ گریبان ہونین

کیا اک بات مین تسخیر پریزادون کو
زیب دیتا ہی کہون آج سلیمان ہونین

۹۲

میرے شاگرد تلک صاحب دیوان ہین وزیر
کیا ہی پروا نہ اگر صاحب دیوان ہونین

۱۹

وصف اک گل کا کیا کرتے ہین
منہ سے یان پھول جھڑا کرتے ہین

ذبح کرنا تو ہمین ای صیاد
یہ نکہنا کہ رہا کرتے ہین

اپنے گلزار محبت مین صبا
ہوش بلبل کے اوڑا کرتے ہین

کھول دیتا ہی تصور در یار
آنکھ جب بند کیا کرتے ہین

یہ ترے عہد مین ہی ظلم کی رسم
نیچے خون مین بجھا کرتے ہین

سن لین کافر جو ہون گوش شنوا
سارے بت حمد خدا کرتے ہین

کبھی ہوتی ہی جو اون سے رنجش
آپ ہم اپنا گلا کرتے ہین

ہو غنی بوسہ لب دے ڈالو	قطعہ	ہم فقیرانہ صدا کرتے ہین
جنس دل جانچ کے لیتے ہین یہ شوخ		نظرون ہین تول لیا کرتے ہین
عاشق اوس سرو کے ہین کیا صوفی		ذکر قمری جو کیا کرتے ہین
کوے قاتل کا یہ قاصد ہی پتا		نامہ بر قتل ہوا کرتے ہین
پڑے رہتے ہین خطوط اون کے پرے		پر کبوتر کے اوڑا کرتے ہین
تیری زلفون سے اوسے کیا نسبت		مشک کہتے ہین خطا کرتے ہین
نامہ بر ہین جو کبوتر اوسکے		چاہ یوسف ہین رہا کرتے ہین
مرہم سبز لگاتے ہین جو وہ		میرے زخمون کو ہرا کرتے ہین
اوسکا خط دیکھتے ہین جب صیاد		طوطے ہاتھون کے اوڑا کرتے ہین
ہی وہ بازار مرے یوسف کا		مشتری جس ہین بکا کرتے ہین
صبح کو ہم عوض آئینہ		منہ ترا دیکھ لیا کرتے ہین

٩٢	کشتۂ تیغ تبسم ہون وزیر دہن زخم ہنسا کرتے ہین	١۵

ستم ایجاد جفا کرتے ہین		ستم ایجاد کیا کرتے ہین
جو ترے کوچے سے آجاتا ہی		پاؤن ہم چوم لیا کرتے ہین
دو زبانون سے سدا مار سیاہ		صفت زلف دوتا کرتے ہین
زلف کو کالی بلا کہتے ہین غیر		ہم بلائین جو لیا کرتے ہین

آسیا ہی ہمین وہ گردش چشم — یعنی ہم اوسپہ پسا کرتے ہین

جستجو مین تری او صیاد فگن — طائر رنگ اوڑا کرتے ہین

صدقے ہونے کو تری ابرو کے — صورت چشم پھرا کرتے ہین

نقد دل دے کے لڑتے ہین ہم آنکھ — قبضے یون مول لیا کرتے ہین

سب اونھین کہتے ہین رشک ادریس — تیرے کپڑے جو سیا کرتے ہین

کوی زنار پہنتے ہین ہم — بت عبث دھاگے دیا کرتے ہین

سنکے بیتین مری ہوتا ہی جنون — نکتہ چین تنکے چنا کرتے ہین

ذکر یوسف جو کرون تو وہ کہے — ایسے ہم مول لیا کرتے ہین

کسی دل سوختہ کو ٹھکرایا — کہتے ہو تلوے جلا کرتے ہین

رشک ہی بات نہ قاتل سے کرے — دہن زخم سیا کرتے ہین

٩۴	دیکھنے پاتے نہ تھے جنکو وزیر اب وہ آنکھون مین رہا کرتے ہین	۴٢

کسقدر ہی فرق یوسف مین اور اپنے یار مین — گھر خریدار اسکے آتے ہین وہ بکے بازار مین

آنکھ اوٹھا کر جسنے دیکھا مجکو وہ نالان ہوا — تار مطرب کا ہوا عالم نگہ کے تار مین

تھی جو یاد زلف و رخ تو خط مین بھی مین نے لکھین — خط سنبل مین کئی سطرین کئی گلزار مین

سنگ طفلان کھاتے چلتے لیچل سو صحرا جنون — سیکڑون پتھر پڑے ہین دامن کہسار مین

عشق گلرویان ہمین بلبل نہین ہی عارضی — ہی خط تقدیر بھی لکھا خط گلزار مین

پاؤن پر منہدی کرے گر تو گرے جانیکا عزم
خوبرو بیقدر ہوجائین اگر ہون ہر زہ گرد
اوس نے دروازہ کیا تھا بند اگر اے تیر آہ
سلسلہ رکھتا ہی میرا کفر کچھ اسلام سے
یاد مین اک بت کے جب بہنے لگا دریا ئے اشک
اے صنم کیون ہو نہ زاہد کو گمان تسبیح کا
ہاتھ منہ پر رکھ کے وہ بت کھل کھلا کر ہنس پڑا
اور قاصد سے نہ خط مجھ دل جلے کا جا سکا
شمع کشتہ جنبش دامن سے روشن ہو گئی
رات تو ہوتی ہی بھاری مردم بیمار کو
جو ہر رون پر وسکے ہوجاتا ہی موج بنگا گمان
کیا ہی الٹا ہی دل صد چاک تیری زلف سے
چشم کی گردش مین ہی اب دشت پیمائی کا رنج
کیون نہ ٹانکی فصل گل مین ٹوٹ ہین اے دشت گیر
چبھ گیا کانٹا فلک کے آہ تو اوسکو نہ جان
غیر کے دلمین بھی اب رہنے لگی ہی یاد دوست
میری گردنمین گریبان طوق قمری بنگیا

گل کہین نالے شکست رنگ سے گلزار مین
پھول وہ کو ریلے ہون جائین اگر بازار مین
سیکڑون روزن بنانے تھے تجھے دیوار مین
ہین کہی تسبیح کے دانے مری زنار مین
موج کا عالم نظر آیا مری زنار مین
دین مین سو گرہین جنون نے توڑ کر زنار مین
مل گئے موتی سے دندان معتیا کے ہار مین
نامہ باندھا ہین نے بال مرغ آتشخوار مین
کسقدر اے جان گرمی ہی تری رفتار مین
کیون سبک ہو نمین بے بختی ہی چشم یار مین
کسقدر ہی آب اے قاتل تری تلوار مین
عشق ہی جان تنگیِ کنگھی ترے گلزار مین
اشک گویا آبلے ہین ہر مژہ کے خار مین
جیب کے تار و نسے بخیہ زخم دامندار مین
یہ بھی ساتھ اپنے پھرا تھا وادی پر خار مین
کیون نہ کھاؤن خار ہین ہی نکہت گل خار مین
سر جھکا یا ہی جو یاد سرو خوش رفتار مین

روے روشن سرخ رو ہی زلف پیچان ہو سیاہ
منہ یہ کہدون فرق جو ہی کافر و دیندار مین

مژدہ ای بلبل کہ آ پونچا ہی صیاد بہار
بجھ گئے گلدام موج بوے گل گلزار مین

پھرتے ہین مستی مین مئکش گرد پیمانونکی طرح
ہی خم می شمع روشن خانۂ خمّار مین

ہو جواب تخت سلیمان تختۂ تابوت ہی
سو رہا ہون اک پری کے سایۂ دیوار مین

جسمین ہین پر پاؤن رکھون وہ زمین شعر ہو
مثل خامہ نقش پا میرے ملین اشعار مین

یار کی جانب جو دیکھین یہ صیت ہی صبا
خاک میری ڈال دینا دیدۂ اغیار مین

دیکھ لے گلزار عالم مین ہی کم ظالم کو عیش
پھول کیتنے ہین سپر مین ایک پھل تلوار مین

کردیا زندان کو گلشن مین وہ ہون رنگین خیال
آشیان بلبل نے باندھا روزن دیوار مین

اپنے پاؤن کے بھی ہم ای ضعف شرمندہ نہین
جب خود رفتہ ہوے جا پونچے کوے یار مین

۹۵

وہ پریرو حور سے بہتر کہین ہی ای وزیر
نازنین انداز مین رفتار مین گفتار مین

۲۹

اوٹھا اوٹھا کے جو پردہ نگاہ کرتے ہین
ہمارے دلمین وہ در پردہ راہ کرتے ہین

ثواب جانکے زاہد گناہ کرتے ہین
ہی دل بھی کعبہ ہم اسکو سیاہ کرتے ہین

تو وہ ہی گل کہ جو تجھپر نگاہ کرتے ہین
شکست رنگ سے گل آہ واہ کرتے ہین

حسین غسل مین جسدم نگاہ کرتے ہین
ہر ایک داغ کو ماہی کے ماہ کرتے ہین

اگر ہلال کی جانب نگاہ کرتے ہین
تجھی کو یاد ہم ای کج کلاہ کرتے ہین

لگا کے سرمہ وہ جسدم نگاہ کرتے ہین
فلک پہ برق کو ابر سیاہ کرتے ہین

دکھاتا ہی جو ہمین کاٹ تیغ قاتل کا	دہان زخم سے ہم واہ واہ کرتے ہین
بنایا مثل صبا ہمکو ناتوانی نے	کنار باغ سے روزن کی راہ کرتے ہین
نکیون ہو سر سے یہ گرد سپاہ کا دھوکا	مژہ یہ فوج کا سب اشتباہ کرتے ہین
چمک رہا ہی ستارہ سا کیا یہ ای دربان	مگر وہ روزن در سے نگاہ کرتے ہین
یہ کسکے منہ سے جھڑے پھول باتین کیسے نہین	چمن کا غنچے یہ سب اشتباہ کرتے ہین
نہ آؤ خوش رہو جسجا رہو مرے صاحب	ملو ویا نہ ملو ہم نباہ کرتے ہین
لکھی ہی حسن نے فارغخطی یہ خط نہ سمجھ	جو تل نکلتے ہین مہرین گواہ کرتے ہین
برنگ اشک نہین خوف دوری منزل	کہ ایک گام مین ہم قطع راہ کرتے ہین
دلا دلا کے کسی بت کی یاد کرتے ہین قتل	مدام راہ زنی سنگ راہ کرتے ہین
وہ عندلیب ہون فریاد میری سن سنکر	چٹک کے غنچہ گل آہ آہ کرتے ہین
ہمارے خون کی گواہی کو جاتے ہین جو وہان	قبول اپنی شہادت گواہ کرتے ہین
جو دیکھے سرو تو ای گل ہوا مجھے ثابت	ترے فراق مین گلشن بھی آہ کرتے ہین
مزا فرشتون سے پوچھے آدمی کے چاہنے کا	کنوین مین آج تلک چاہ چاہ کرتے ہین
نہین ہی تجھسے ہمین کچھ بھی ای فلک شکوہ	ستم جو کرتے ہین یہ سنگ راہ کرتے ہین
ذرا سے جرم پہ جھانکے کنوین فرشتون نے	یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتے ہین
جنون ہی سینے سے انکھو مین آمد دل	مژہ کے خار کو اب فرش راہ کرتے ہین
وہ عندلیب مین گلشن قفس کو ہم کردین	کہ پھول جھڑتے ہین جسوقت آہ کرتے ہین

کسی پری کی جدائی مین ہون یہ کاہیدہ
کہ لوگ شبہہ مردم گیاہ کرتے ہین

سیاہ کار وہ ہین مثل خامہ چلتے ہین جب
زمین کو نقش قدم سے سیاہ کرتے ہین

جو کعبے جاتے ہین بتخانے سے کبھی اُٹھکر
تو سنگسار ہمین سنگ راہ کرتے ہین

لکھین سمجھ کے گناہونکو کاتب اعمال
بشر تو کیا ہین فرشتے گناہ کرتے ہین

ذرا ہماری وفا دن یہ بیوفا تو نہ بھول
کہ ہفتہ دوست سے دو دنکی چاہ کرتے ہین

٩٦
بجاے تاج تو رکھ اپنے سر پہ داغ جنون
وزیر آج تجھے بادشاہ کرتے ہین
٤٠

تماشا دیکھنا ہی وہ اثر اوس چشم جادو مین
اشارے سے کرے گی رقص پتلی چشم آہو مین

اسیرونکے لیے دانے تو ہین زنجیر گیسو مین
ارے بیدادگر کچھ آب بھی ہی تیغ ابرو مین

بجا ہی رہتے ہین تیوری سے بل جو اوسکی ابرو مین
ہی آہو چشم کیونکر بل نہو ہین شاخ آہو مین

وضو کرنا ہی مجکو آج آب تیغ بران سے
کرونگا سجدے اے قاتل تری محراب ابرو مین

تجھے کیا طعن سے زاہد یہ اپنی اپنی قسمت ہی
کوئی سجدے کرے محراب مین اور کوئی ابرو مین

نہ سمجھو ماہ نو مضمون نیا جو ہاتھ آتا ہی
مہینے مین کہا کرتا ہون مصرع صفت ابرو مین

اولجھنے سے مرے تو پیچتاب اتنا نہ کھایا کر
کرون کیا دل مرا اولجھا ہی تیرے گیسو مین

حنائی ہاتھ سے شانہ نکیجیے پیچ ہی اسمین
کف رنگین کی مچھلی پھنس نجائے دام گیسو مین

تجھے جب دیکھتے تھے شانہ بین چھپتے ہین کیسے
دل صد چاک سے ہوگیا شانہ اسکے گیسو مین

گرے قدمون پہ مہندی لو دکھائی شبنم آئینہ
کرے کنگھی چمن سے لیکے سنبل تیرے گیسو مین

بغل مین یار ہی او جام ہی بھر بھر کے پیتے ہین
ہمارے ہاتھ مین ہی آفتاب او ماہ پہلو مین

مین وہ ہون وحشت ہمادز کر سیر اگر کرے کوئی
پڑین کانٹے زبان مین آبلے پڑجائین تالو مین

سمجھ کر دام تڑپے کیون نہ مچھلی میرے بازو کی
کئی ہین بال زلف یار کے تعویذ بازو مین

تو وہ خوش چشم ہی طفلی مین تیرا دل لبھانے کو
کیا کرتی تھی اکثر رقص پتلی چشم آہو مین

تسلسل اشک کا ہو جاوے تسبیح سلیمانی
اگر رو دون مین یاد سرمہ چشم پریرو مین

اگر کعبہ بھی تم ہوتے کبھی سجدہ نکرتے ہم
ہتو واللہ دل ہوتا جو اپنا اپنے قابو مین

جو خال چشم جانان دیدہ انصاف سے دیکھے
ندامت کش تہ ہو ٹھہرے نہ پتلی چشم آہو مین

صفائی جسقدر اسمین ہی اوتنے پیچ ہین اوسمین
پھسل کر تیرے چہرے سے نگہ پھنستی ہی گیسو مین

جبین والفجر ہی والیل گیسوے معنبر ہی
خط رخ سورہ یوسف ہی اونکے مصحف رو مین

تلین اعمال جسدم ای خدا ہم بت پرستو نکے
برابر وزن ہو سنگ صنم اک سو ترازو مین

یہ سمجھا ہر منجم برج میزان مین قسم آیا
جو تل کیواسطے بیٹھا کبھی وہ مہ ترازو مین

مین وہ ہون آبلہ پا روز محشر بھی تو خواہش ہی
مرے اعمال کانٹے مین تلین سبکے ترازو مین

زمین جو بین نکالون آسمان سمجھین اوسے شاعر
کہین سب ماہ نو مصرع کہون جب وصف ابرو مین

تری پابوس گلگشت چمن کو ای صنم جائے
کہ تیری کفش کے گل ہین فزون پھولونسے خوشبو مین

جھڑی پھولونکی ہی تلوار اوس دست نگار سے نکلے
ہر اک گل سے زیادہ ہین سپر کے پھول خوشبو مین

کہین مکتوب میرا اوس بت مغرور تک پہونچے
خدا کا نام لیکر نامہ باندھا بال آہو مین

جو ہین خوش چشم اونھین کیا احتیاج زیب و زینت ہی
کوئی سرمہ لگاتا ہی بھلا کب چشم آہو مین

دکھاؤن دیدہ حیران کا اوس خودبین کو آئینہ
مرے تار کفن نالان رہینگے بعد مرنے کے

دل صد چاک سے شانہ کرونمین واسطے گیسو
کہ بیتابی سے ہی مضطر کا عالم ہرک مو مین

٩٧

وزیر آغوش یار فرقت مین بھی خالی نہین رہتی
نہین ہی یار اگر تو درد ہی مدت سے پہلو مین

١٥

ہاتھ مین سلسلۂ زلف گرہ گیر نہین
زور دیوانہ ہون مین بستۂ زنجیر نہین

فاختہ کی ترے دیوانون مین توقیر نہین
طوق گردن مین ہی یہ پاؤن مین زنجیر نہین

قتل ہونگا مین تری تیغ سے لکھا ہی
خط تقدیر ہی یہ جوہر شمشیر نہین

دیکھ اے چشم مرے نقش تصور کا اثر
کون ہے اشک مین اوس طفل کے تصویر نہین

دہن یار کو دیکھا ہی یہ کس منہ سے کہون
ہی یہ وہ خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہین

ہون وہ دیوانہ کہ گردن مثل گریبان کٹے
صورت فاختہ یان طوق گلوگیر نہین

سیکڑون سلسلۂ زلف مین ہین جسکی مرید
نوجوان ہی وہ ابھی جان جہان پیر نہین

قتل کو شمع صفت مین ہون بڑھا کر گردن
پر وہ کہتا ہی مری تیغ تو گلگیر نہین

گالیان دیکے وہ قائل ہوئے مین چپ جو رہا
خامشی سے کبھی بہتر کوئی تقریر نہین

سامنا کیا کرے دل اوس مژہ و ابرو کا
صاحب فوج نہین صاحب شمشیر نہین

تو جو ہو گرم سخن کیون نہ تکے منہ بلبل
دہن غنچۂ گل قابل تقریر نہین

کونسا طائر مضمون ہی نہین ہی جو ہدف
اپنا ہر مصرع برجستہ کم از تیر نہین

استخوان کام سے چوکا نہ نشانہ اک بار
اے کماندار رہا ہی یہ ترا تیر نہین

خط عاشق سے جو نفرت تھی نکل آیا خط		کونسا جرم ہی جسکے لیے تعزیر نہین

٩٨	برش تیغ کا کچھ وصف بیان کرتے وزیر دہن زخم مگر قابل تقریر نہین	١٤

اسقدر ہم ناتوان و زار ہین — بازو اپنے مچھلیون کے خار ہین

چاک چاک اپنا گریبان ہو چکا — اندنون دست جنون بیکار ہین

روتے ہین اشکون کے بدلے خون کو ہم — ابر ہین ہم لیکن آتشبار ہین

جاتے ہین گلشن سے لے او باغبان — ہم اگر تیری نظر مین خار ہین

آستین سے پوچھیے کاہے کو اشک — اب تو منہ پر زخم دامن دار ہین

دیکھ کر تجھکو مگر حیران ہوئے — آئینے جو پشت بر دیوار ہین

لے اوڑی وحشت کہ اپنے پاؤن کے — منتظر خار سر دیوار ہین

آنکھین ہین خونخوار تیری اے مسیح — کیا ہی بے پرہیز یہ بیمار ہین

خود بخود اپنا جنازہ ہی روان — ہم یہ کسکے کشتۂ رفتار ہین

سایۂ خنجر مین آیا خواب مرگ — واہ کیا طالع مرے بیدار ہین

ہم ہین رنجور اپنے اشک و آہ سے — ہی بری آب و ہوا بیمار ہین

اب تو ہی منہ کا برسنا اپنے ہاتھ — آستینین ابر دریا بار ہین

سرو و شمشاد و صنوبر باغ مین — نقشہ ہاے قامت دلدار ہین

٩٩	کیون ہی بیزار ان سے وزیر		ہم جو اپنی زیست سے بیزار ہین	٢٤

خواب مین دست تصور بھی کبھی محرم نہین
ای پری عنقا سے کچھ انگیا کی چڑیا کم نہین

بیدماغ ایسا ہون بزم مے مین بھی خرم نہین
دور ساغر ساقیا دوران ہم سے کم نہین

ہاتھ مین اب اک پری کے کاکل پرخم نہین
وہ سلیمان ہون کہ جسکے قبضے مین خاتم نہین

ہو چکی تم سے مسیحائی دل بیمار کی
دیکھو تو بالے کی مچھلی کو کہ ہمین دم نہین

اوسکی صورت کو سلیمان دیکھکر کہنے لگا
سچ تو یہ ہے آدمی بھی کچھ پری سے کم نہین

کیا کرون گلگشت گلشن ایکے فرقت مین مین
خار ہے گل نہین ہے آبلہ شبنم نہین

ہے مری بزم عزا مین وہ مہ تابان شریک
ہالۂ مہتاب ہے یہ حلقۂ ماتم نہین

مثل گوہر ہے مہیا آب و دانہ غیب سے
مین قناعت پیشہ ہون منت کش حاتم نہین

اپنے آگے سرفرازی ہے دلا سرگشتگی
گر زمین پھرنے لگے تو آسمان سے کم نہین

تب مزا ہے یار ہر اک زخم پر چھڑکے نمک
لطف کیا ہو پھول تو ہین قطرۂ شبنم نہین

سیل بھی آئے تو آئینہ سے بے دیوار کا
گھر مرا معمورۂ حیرت ہے مجھے کچھ غم نہین

منعمو اپنے صرف کی تعمیر مین عمر عزیز
یہ نسمجھے خانۂ تن کی بنا محکم نہین

گل جو ہنستے ہین تو کیون روتی ہے شبنم باغ مین
گلشن عالم مین گر شادی نہین غم تو ہم نہین

طور سنگ آستان ہے ہر شرر ہے برق طور
لن ترانی سے صدا زنجیر در کی کم نہین

آب خنجر بھی گوارا ہے پلا اے خود جو
یار قاتل ہو تو زخم ایدل کم از مرہم نہین

اک پری پیکر کی گردن مین پڑے رہتے ہین ہاتھ
دست حسرت گشتہ ہین خاتم کب سلیمان ہم نہین

دیدۂ تر سے نہ دیکھون سوے آب زندگی
سامنے مجھ خشک لب کے قدر جام جم نہین

رہتی ہے میری کیا کیا دم مین کٹتی ہین عدو
ورنہ کاٹ اوس تیغ مین کم ہی کہ جسمین خم نہین

ہون وہ سرگشتہ کہ میرے نام کی تاثیر سے
مہر مین سنگ فلاخن سے نگین کچھ کم نہین

خشک آنسو ہوگئے گرنے لگے لخت جگر
نکلے ہین جگنو مگر برسات ای ہمدم نہین

ہمکو اس حیرت سرا مین کم نگریان ای فلک
گلشن تصویر کو آتش سے کم شبنم نہین

بوٹی بوٹی ہی پھڑکتی واہ ری شوخی تری
دست رنگین کی بھی مچھلی کو قرار اک دم نہین

تیری آنکھون کے تصور کا ہجوم ایسا ہوا
آہوونکو بھی مرے صحرا مین جا رم نہین

۱۰۰

کھاتے کھاتے غم بھی ہو جائے گا راحت ای وزیر
سم اگر کھانے کی عادت ہو گئی تو سم نہین

۲۸

ای پری مرنے کا مجھ وحشی کے کسکو غم نہین
حلقہ ماتم سے زنجیر رسن کے حلقے کم نہین

یار تنہا گھر مین ہی افسوس لیکن ہم نہین
حور تو ہی گلشن فردوس مین آدم نہین

کب ہمیشہ دیو کے قبضے مین انگشتر رہی
حلقۂ گیسو جو دست غیر مین ہی غم نہین

گردش چشم سیہ نے یہ بھلائی چوکڑی
آہوونکو ورنہ تیرے مجال رم نہین

شور قلقل ساقیا ہی صاف نالہ صور کا
گریہ ہی بیدماغی دیکھنا پھر ہم نہین

آتش حسن اور بھڑکی منہ پہ جب آیا عرق
منہ چراغ برق کو روغن سے ہرگز کم نہین

بے زبانی سے ہین دعوائے سلیمانی کرون
مہر خاموشی لب ہرگز کم از خاتم نہین

اون بھبھوکے نے چمن مین جاکے کین مستیان
آگیا ہی عارض گل پر عرق شبنم نہین

اودھر چلی ساقی بط مے یہ نئی موج شراب
بزم مے سے ہجر مین کسکو خیال رم نہین

خاک کر دا اوسکی رہا کرتی ہی بنکر گردباد
بعد مردن بھی ہماری بدگمانی کم نہین

دیکھکر تیرے گل عارض کو ایسے ہین خجل
پانی پانی ہین گل تر آپ پری شبنم نہین

ہر تو افگن ہی جو تیرا خندۂ دندان نما
ہین صدف یہ گل نہین گوہر ہین یہ شبنم نہین

ہون وہ مشتاق شہادت ہو گا پیدا ایک کے سر
تیغ اگر گلگیر ہی تو شمع سے ہین کم نہین

آتی ہی اوس مہروش کے یہ ہوا رنگ چمن
ہی گل تصویر ہر گل نام کو شبنم نہین

چہرہ ہی ملک سلیمان سو وہ ہی زیر نگین
اوس پری کا حلقۂ گیسو کم از خاتم نہین

دیکھہ او سرکش نہین کستی ہی تیغ خانہ ساز
فرق اصالت مین ہی جوہر تواضع خم نہین

جام کو گردش فراق یار مین دشوار ہی
ساقیا یہ مے کے قطرے آبلے سے کم نہین

تیغ رہتی ہی گلے پر فرقت دلدار مین
جز دم شمشیر ہجران اب کوی ہمدم نہین

دیکھتا ہون جسکو مین دلگیر آتا ہی نظر
گلشن تصویر ہی یہ گلشن عالم نہین

وہ گلابی ہی کٹوری جیب گل جسکی ہی چاک
دیکھکر انگیا کی چڑیا بلبلون مین دم نہین

اہی گلو شادی زیادہ مورد اندوہ ہی
نکلے ہین آنسو بہت ہنسنے سے یہ شبنم نہین

تو نہ آیا ہو گئین فرقت مین یان آنکھین سفید
صبح تو ظاہر ہوی پر نیر اعظم نہین

اوسکے گلتکیے کو رکھہ دو سینۂ مجروح پر
مرہم کافور کے پھاہے سے مجکو کم نہین

کانکے پردے مین آواز اوسکی گر چھپ گئی
یار سے شرم و حیا کی گفتگو بھی کم نہین

کشتۂ تیغ تبسم ہون کہو جراح سے
میرے زخمون کے لیے غیر از نمک مرہم نہین

شرم سے ہی پانی پانی رخ گلگون دیکھکر
آینہ بھی روبرو تیرے کم از شبنم نہین

دونو آنکھون کا تری شاید پڑا ہی آئینہ عکس		مغز بادام ای پری ہو بے سبب توام نہین
۱۰۱	بوسۂ شمشیر قاتل کی تمنا مین وزیر عمر گذری ہی لب زخم جگر باسم نہین	۱۵

تیغ وہ آبدار لاتے ہین | دیکھیے پیاس کب بجھاتے ہین
پاؤن پڑتی ہی اپنے جب زنجیر | طوق کو ہم گلے لگاتے ہین
زخم پر میرے کیون نہ چھڑکین نمک | عشق کا وہ مزا چکھاتے ہین
زلف پر خم کو کب چھوا مین نے | آپ کیون پیچ تاب کھاتے ہین
شکل آئینہ اونسے صاف ہین ہم | جو ہمین خاک مین ملاتے ہین
حشر برپا ہوا خرام نکر | مردے قبرون سے نکلے آتے ہین
ہی کبوتر جو نامہ بر میرا | چٹکیون مین اوسے اوڑاتے ہین
عشق چاہ ذقن کیا تو ہی دل | دیکھنا کیا کنوین جھنکاتے ہین
خنجر آبدار سے قاتل | میرے دل کی لگی بجھاتے ہین
ہم خریدار تو ہین مژگان کے | کیون وہ خنجر گلے لگاتے ہین
گل زخم اب کھِلین گے تیر سے کب | بلبلون کے وہ پر لگاتے ہین
وعدہ دیدار کا کیا ہی اگر | لن ترانی کسے سناتے ہین
تو بھی دکھلا دے کعبۂ ابرو | ہم بھی دست دعا اوٹھاتے ہین
جو کبوتر گیا ہوا وہ گلی | اوس پہ گل نامہ بر بھی کھاتے ہین

۱۰۲	خط مین لکھتے ہین شوق دید و زیر آج ہم قسمت آزماتے ہین	۲۵

قوت بازو ہوئی ہین اے سیمین بر انگلیان
طائر رنگ حنا کو ہنگئین پر انگلیان

پارگذرین دل کے جب کھدین جگر پر انگلیان
تیر دستی ہنگئی ہین اے ستمگر انگلیان

کیا ہی وردن پہ چڑھی ہین اے ستمگر انگلیان
پھیرتی ہین پنجۂ خورشید محشر انگلیان

کر تواضع غم جو ہو پست و بلند دہر کا
جب ہین جھک کر ہوئین پانچون برابر انگلیان

لون بلائین مین تو وہ گل کھل کھلا کر ہنس پڑے
گل کھلاتی ہین صورت غنچہ چٹک کر انگلیان

او جوانی آمد پیری کی ہیبت دیکھنا
کانپتی ہین کسقدر رعشے سے تھر تھر انگلیان

ہاتھ مین لیجا تن لاغر مرا نامے کے ساتھ
ڈر نہ اے قاصد کہ چبھتی ہین اکثر انگلیان

بل بے مستی مے ٹپکتی ہے پسینے کی طرح
گردن مینا سے اے ساقی ہین بہتر انگلیان

دست وحشت نے کیا ٹکڑے گریبان قرار
جھانکنے مین کسکی تھین دیسے باہر انگلیان

ہوگا صحبت کا اثر دزد حنا سے ربط ہے
دل چرا لیجائینگی اب چور بنکر انگلیان

جام خالی پر رکھا کیون دست گلگون ساقیا
کیا گلابی کیطرح بھر دینگی ساغر انگلیان

طوق قمری کا گمان ہوتا ہے چھلون پر ترے
کیا ہین اے شمشاد قد شاخ صنوبر انگلیان

رکھ دیے کیا پاؤن گستاخی سے دست سرخ پر
لال ہے ہدرجہ کہان تھین اے کبوتر انگلیان

واہ یا استاد کیا لکھا مخمس آپ نے
دست و پا مین پانچ پانچ اک جا بنا کر انگلیان

کم کسے سمجھین ترے دست حنائی کے شہید
سب مین انگشت شہادت کی برابر انگلیان

ہو نہ ذوق میکشی یا ساقی کوثر اوسے
شیشے نازک ہین بہت زاہد کی تھہرا ونگلیان

آینہ عارض نہین یوسف ہی دکھلاتین نہ آپ
کاٹ ڈالینگے ابھی حضرت سکندر اونگلیان

خط نہین انپر قیامت کا ہی کچھہ تحریر حال
پاس رکھتے ہین بیاض صبح محشر اونگلیان

کون پھاڑیگا گریبان آئی گر فصل بہار
تل ہتیلی کے بنین ای ضعف کھلکر اونگلیان

شورت کچھہ تھا تلون مین ہی ہمارے قتل کی
بیطرح اوٹھنے لگین ہین جانب سر اونگلیان

ہر رگ تار گریبان سے ہوا جاری لہو
کرتی ہین ای دست وحشت کار نشتر اونگلیان

چل رہے ہین پاؤن نکلے بچھوے جی ہنگام رقص
کرتی ہین خنجر زبان ہر ہر قدم پر اونگلیان

ایک ہو تو کہیے ہین یہ سب کے سب مشتاق قتل
ہاتھہ بازو پاؤن سینہ دل جگر سر اونگلیان

اپنے یوسف کو مرے یوسف سے تو نسبت نہ دے
ای زلیخا اسپہ سر کٹتے ہین وہ سر اونگلیان

۱۰۳ شعر تر لکھے ہین وصف ساقی کوثر مین آج
ای وزیر اب تو ہین موج آب کوثر اونگلیان ۱۰

بھری ہی تونے جو ساقی شراب شیشے مین
پری اوتاری ہی اپنے حساب شیشے مین

نہین نمود یہ درد شراب شیشے مین
ہوا ہی صرف کسوف آفتاب شیشے مین

ہی پاس ساقی مہوش شراب شیشے مین
بغل مین ماہ ہی اور آفتاب شیشے مین

سوائے شیش محل وہ کہین نہین سوتا
پری کیطرح سے کرتا ہی خواب شیشے مین

نہ دستیاب سپہر آفتاب رہتا ہی
نہان ہی آٹھہ پہر کیون شراب شیشے مین

گر آدمی ہی نہ ہو زیر آسمان غافل
پری کیطرح نہ ہو مست خواب شیشے مین

کسیکے آتے ہی ساقی کے یہ حواس گئے — شراب سیخ پہ ڈالی کباب شیشے مین

مرون تو شیشۂ ساعت مین میری خاک بھرے — فلک دکھائے مجھے انقلاب شیشے مین

وہ مست ہین کہ دم مرگ بھی دعا ہی یہی — ہماری روح پہ ہووے عذاب شیشے مین

سوا سے روز مرے میکدے مین رات کہان — فلک کیطرح سے ہی آفتاب شیشے مین

۱۰۴	ولہ	۹

میرے نالون سے تہ و بالا ہوئی اکثر زمین — زیر پا آیا فلک اور بار ہا سر پر زمین

ہی دیار ماہ رو کا بس یہی قاصد نشان — آسمان تجکو نظر آئیگی وا انکی سر زمین

کسطرف جاؤن کہ ہیان دو بلاؤن سے نجات — آسمان گھر گھر یہی ہی اور یہی گھر گھر زمین

باری باری یہ مجھے پیسین برنگ آسیا — آسمان دن بھر رہے گردش مین تو شب بھر زمین

مثل خورشید آسمان جلتا ہی آہ گرم سے — کانپتی ہی ٹھنڈی سانسون سے مری تھر تھر زمین

جس جگہ ہین دفن قاتل تیرے مژگان کے شہید — وان عوض سبزے کے پیدا کر لی ہی نشتر زمین

سیکڑون اس مین گئے محبوب جاے رشک ہی — رکھتی ہی آغوش مین کیا کیا پری پیکر زمین

آتش فرقت سے عالم کورۂ آتش ہوا — آسمان ہی دود ہم اخگر ہین اور مجمر زمین

عشق خال یار نے ایسا کیا زار و نحیف — بیٹھ رہنے کو مرے کافی ہی اب تل بھر زمین

۱۰۵	ولہ	۸

مین سراپا مظہر اسم خدا و اللہ ہون — ہمصفیر و اس چمن مین مرغ بسم اللہ ہون

کس طرف جاؤن دکھا دو یا محمد راہ حق — یان ہر اک گمراہ کہتا ہی مین خضر راہ ہون

اے مسیحا تیری زلفون کی درازی دیکھکر
کہتی ہی عمر خضر مین گیسو کوتاہ ہون

آسمان پر بھی سیہ بختی مین ہی میرا دماغ
خال روے مہر ہون داغ جبین ماہ ہون

کہ رہی ہی آسمان سے یار کے گھر کی زمین
طور ہون صحراے ایمن ہون تجلی گاہ ہون

بیٹھنا کیسا ادھر آیا ادھر راہی ہوا
دن جو ہون تو مختصر ہون شب جو ہون کوتاہ ہون

اللہ اللہ کیا ہی اوسکے پاؤنکی ٹھوکر کا لطف
ہی ہر اک بت کی تمنا کاش سنگ راہ ہون

١٠٦	روز محشر سے **وزیر** افزون ہی اس کافر کا طول اب بھی کہتی ہی شب فرقت بہت کوتاہ ہون	٨

گوہر اشک سے لبریز ہی سارا دامن
آج کل دامن دولت ہی ہمارا دامن

اے جنون باد بہاری ہی نہین جنبش مین
کچھ گریبان سے کرتا ہی اشارا دامن

وصل کی رات ہی بگڑو نہ برابر تو رہے
پھٹ گیا میرا گریبان تمھارا دامن

جامہ چین نے نہین یہ پھول چنے نرگس کے
سیکڑون آنکھون سے کرتا ہی نظارا دامن

بہت اے دست جنون تنگ نظر آتا ہی
باندھو رے دامن صحرا سے ہمارا دامن

خوب پہنچا دیا اے دست جنون ہاتھون ہاتھ
مل گیا آج گریبان سے سارا دامن

آمد آمد مرے اشکونکی مگر سن لی ہی
جھاڑ کر گرد جو صحرا نے سنوارا دامن

١٠٧	**ولہ**	٩

مثل اشک اک روز دل ہوگا نثار آستین
تیر دستی ہی ترا ہر ایک تار آستین

اے صبا لو پہنچا دے ہاتھون ہاتھ دست یار تک
خاک دامنگیر میری ہو غبار آستین

ہاتھ میرا ہی گل تر سو کھلر کاٹا ہوا
ضعف نے ایسا گھلایا فاصلہ جاتا رہا

دونو اپنے کام مین ایجان جانبین مصروف ہین
دوش پر رکھا اولٹکر کسنے دامان قبا

تھک گئے آنکھو نمین آنسو آتے ہی بلدے داغ
اونکی لفون کیطرح ہر عضو دشمن ہوگیا

ہی ترے دامن لئے چھٹ جانے سے خار ستیز
خار دامنگیر اثر وزرون ہی خار آستین

روح دامن کے تصدق دل نثار آستین
ہوگئی دامن کی کلیونسے بہار آستین

دیکھنا کیا کر رہے ہین انتظار آستین
بنگیا ہی آستین مین ہاتھ مار آستین

١٦	دامن گلزار ہاتھ آیا ہی اپنے اے وزیر اشک گلگون سے ہی اثر وزرون بہار آستین	١٠٨

جو خاص بندے ہین وہ بندۂ عوام نہین
بھلا ہو کیا دل زاہد مین سوز الفت حق

گلا ہی چشم سخن گو سے خامشی کا نہین
تو آفتاب ہی زلف سیہ نہین تو نہو

عزیز عاشق گمنام کا ہی دل اوسکو
بس ایک ہاتھ مین دو ہوگی پڑھو دوگانۂ عشق

یہ سر جھکانا یہ منھ پھیرنا ہی بالغ دید
وہ مجھپہ مرنے لگے جو ہی میرے درپئے قتل

فراق یار مین دست سبو اڑاتی ہین خاک

ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہین
کبھی جلانے کے قابل چراغ خانہ نہین

دہن کے ہونے نہونے مین کچھ کلام نہین
چراغ روز کو کچھ احتیاج شام نہین

نگین وہ ہاتھ مین کھتا ہی جسمین نام نہین
جو بے نماز ہی وہ قابل سلام نہین

مری نماز مین سجدہ نہین سلام نہین
الٰہی اسکے سوا اور انتقام نہین

یہ گرد باد ہی گردش مین اپنا جام نہین

نہ ہنس رولائے گا تجکو خمار بادۂ عیش
مئے نشاط تو اس بزم مین مدام نہین

پھنسے نہ قید تعلق مین جو کہ ہی آزاد
چمن مین طائر نکہت اسیر دام نہین

وہ دل ہی چاک نہین عشق کا نشان جسمین
نگین وہ ٹوٹے محبت کا جسمین نام نہین

رہیگا ہجر کا دن کب کٹی اگر شب وصل
مدام روز قیامت کو بھی قیام نہین

بنے جو بال کا پھندا تمھاری تیغ کا بال
تو مرغ جان کے لیے بہتر اس سے دام نہین

مئے دو آتشۂ کفر و دین سے خلق ہی مست
مگر شراب یہ ہم مشرب حرام نہین

۱۰۹
پکار اپنا گدا کہکے مجکو ای شہ حسن
فقیر ہون ترے در کا **وزیر** نام نہین
۱۸

عذار یار یہ زلف سیاہ فام نہین
مگر یہ حشر کا دن ہی کہ جسکی شام نہین

فراق یار مین دونو سے ہمکو کام نہین
ہوس سحر کی نہین آرزوے شام نہین

ولاے کعبۂ ابرو سے منہ کو کیا پھیرون
نماز ختم نہو جب تلک سلام نہین

یہ سیف آپ کی مثل پری سہی قد ہی
مگر یہ عیب ہی چلتی نہین خرام نہین

کہو نہ سرو کو اک زر خرید ہی اپنا
کیا جو بندے کو آزاد پھر غلام نہین

نہین اعادۂ طاعت کو پیشوا درکار
قضا نماز کو کچھ حاجت امام نہین

کسی طرح شب فرقت بسر نہین ہوتی
کچھ اسکو گردش ایام سے بھی کام نہین

جو اوسنے بات نکی ہو گیا مجھے اثبات
دہن وہ تنگ ہی گنجایش کلام نہین

بجھی ہی آب سے کیا تیری تیغ تیز کی آنچ
کہ خونفشان مرے دل کا کباب خام نہین

پھری ہی فرقت جانان مین چشم دختر رز
یہ گردش آنکھ کی ساقی ہی دور جام نہین

ندیکھا نقش قدم کا صدا آیا نہ سنے
سمند عمر سا کوئی سبک خرام نہین

برہنہ رہتی ہی شمشیر ابروی قاتل
مثال تیغ اجل حاجت نیام نہین

بندھین وہ ہاتھ حنا سے کیا ہی جن سے شہید
کچھ اور یار سے منظور انتقام نہین

نہ داغ دو شب فرقت کا دنکو نام نہ لو
ابھی چراغ نہ روشن کرو کہ شام نہین

جگر سے سینے سے دل سے گذر گئی دم مین
تری طرح تری تلوار کو قیام نہین

ستارہ فلک حسن کہیے کم سن ہی
ابھی وہ چاند کا ٹکڑا مہ تمام نہین

پھرے طلب مین جو دنیا کی وہ نہین پندار
مثال ماہ جو گردش مین ہی امام نہین

۱۱۰	نہ خط مصحف عارض کا معتقد ہو وزیر حروف جس مین ہون اللہ کا کلام نہین	۱۶

ہی غلط گر ترے دانتونکو کہون تارے ہین
کہ دہن مصحف ناطق ہی یہ سیپارے ہین

اپنی ہستی مین تو آثار فنا سارے ہین
شام کو ذرے ہین اور صبح کو ہم تارے ہین

کیا ہی ہرجائی حسینان جہان سارے ہین
یہ وہ اختر ہین کہ ثابت نہین سیارے ہین

ذائقہ ہونٹون کا بدلے گا نہ مسّی ملیے
ہونگے یہ قند سیہ تو شکر پارے ہین

بادشاہونکی طرح پھرتے ہین ڈنکے دیتے
خار پا چوب ہین اور آبلے نقارے ہین

چھپ چلے ہین خط شبرنگ سے رخسار صبیح
دن ہی کم شام کے آثار عیان سارے ہین

ساغر چشم کے سو دینے پڑینگے بوسے
شیشۂ دل کبھی توڑا تو یہ کفارے ہین

خط پہ خط روز ہوا کرا دسے پونہچاتی ہین
اشک کا ہیکو ہین ڈیہ اک کی کیاری ہین

آب جاری کیا اعجاز سے ای بحر کرم
اونگلیاں کا ہیکو ہین نور کے فواری ہین

مصحف رخ کو وہ دکھلائین اگر تیسون دن
نی پہنچی مجھے سوجھی کہون سیپاری ہین

ہاتھہ اگر چھولے نسے عمل جاے ید بیضا ہو
لعل لب اوس بت کافر کے وہ انگاری ہین

رونگٹے کب ہین ان آئینونمین جنتی لیے بال
ہاتھہ انو یہ کبھی یار نے دسے ماری ہین

پشت پر ہی جو سپر خم ہوے ہو تیغ کی طرح
جار پھول اوسکے تمہین پھولونکے پشتاری ہین

روبرو رہتی ہی تصویر تصور شب و روز
اتنے بے منت خلق آپ کے نظارے ہین

دیکھکر تجکو حسین کٹتے ہین جھوبین بناو
کنگھیاں کرتے نہین سر پہ وان آری ہین

111

دل پہ جو گذری خبر شہکو نہ دی آکے وزیر
لائق خلعت رومال یہ ہرکارے ہین

15

سب کو رخسار مخطط یہ ترے پیارے ہین
بید ہندو کو مسلمان کو سیپارے ہین

منہ نظر آتا ہی آئینے وہ رخسارے ہین
اپنی بھی دید ہی اور اونکے بھی نظارے ہین

زہر ان کالونمین ایسا ہی جو دیکھے مر جاے
سیکڑون سانپ ترے گیسوونے مارے ہین

شاد ہون وصل مین کیا شام کی نوبت سنکر
کوس رحلت یہی بس صبح کو نقارے ہین

صورت چشم ہر اک عضو بدن گریان ہی
رونگٹے جسم مین کاہیکو ہین فوارے ہین

آہ مین دلکا غبار شہ کو نمین ہین لخت جگر
باد مین خاک ہی اور آب مین انگارے ہین

منہ چھپاے ہوے ہین ناز سے طفلان حسین
ای معلم ابھی جزدان مین سیپارے ہین

پانی پانی ہین ترے آگے حسینان جہان
اب بھی کہتا ہی اوسے کچھ نہ لکھا شوق جمال
چشم جانانکی اگر دشت مین ہم بھولے ہین پا
مسی آلود نہین تیرے لب آتش رنگ
متصف دو صفتونسے ہین وہ دو لو عارض
کھینچکر اوسکی تصاویر کہے صورتگر
لکھ دیا ہی مرے سینے پہ شہادت نامہ

دست و پا تک عرق شرم سے فوارے ہین
پشت قاصد پہ دلا ناموں کے پشتارے ہین
ڈھیلے آنکھون کے ہمین آہوون نے مارے ہین
اپنی نظرونمین وہ جوان ہمارے انگارے ہین
پھول خوشبو مین جلا دینے مین انگارے ہین
یہ کیسی مصحف رخسار کے سیپارے ہین
صنعتین کیسی ہین تیرے دوشنے نہین یارے ہین

١١٢

الفت چاہ زنخدان مین لیا غربون و زیر
روزن مور مری نظرون مین اندارے ہین

٣١

عاشق زلف و رخ دلدار آنکھین ہوگئین
رخ پلکین ہوگئین خونبار آنکھین ہوگئین
دیکھکر محو جمال یار آنکھین ہوگئین
آنسوون اشک اب بہنے لگا ہی خون گرم
لڑ گئین تمسے جو آنکھین ہوگئی اکبار صلح
کشتی مے لے کے اے ساقی پہنچ بہر خدا
ہی تصور اسکے آنکھون مین خط رخسار کا
اے بت کافر ہی بس بے عیب ذات اللہ کی

مبتلاے کافر و دیندار آنکھین ہوگئین
دیکھ لو اب زخم دامندار آنکھین ہوگئین
جا بجا سے شربت دیدار آنکھین ہوگئین
بھیجیو پانی کہ آتشبار آنکھین ہوگئین
کیجیے دو تین باتین چار آنکھین ہوگئین
بے ترے محفل مین دو بار آنکھین ہوگئین
آئینے کیطرح جوہردار آنکھین ہوگئین
لب ترے عیسی ہین بیمار آنکھین ہوگئین

بہ گئیں پلکیں بہ رنگ خس مری اشکوں کے ساتھ
اتنی نظروں میں گل بیجار آنکھیں ہو گئیں

چشم بد دور انکو گردش ہی عجب انداز سے
ای پری آہوئے خوش رفتار آنکھیں ہو گئیں

میرے پاؤں کی طرح ہیہات اب گردش میں ہیں
کسکی یہ وارفتہ رفتار آنکھیں ہو گئیں

عین نادانی ہے اب انسے جو رکھیے چشم داشت
شکل مژگان پھر گئیں بیزار آنکھیں ہو گئیں

لخت دل یاقوت ہیں آنسو ہیں موتی آبدار
آؤ دیکھو جوہری بازار آنکھیں ہو گئیں

دو تو ہیں چشم سخنگو گر نہیں ہے اک دہن
چپ نہ رہیے قابل گفتار آنکھیں ہو گئیں

عشق پنہاں دیدۂ گریاں نے ظاہر کر دیا
ہنسنے کی جا ہے لب اظہار آنکھیں ہو گئیں

ابلق چشم صنم کس ناز سے گردش میں ہے
مرکب کاوی ہوتی ہیں رہوار آنکھیں ہو گئیں

ہر کسی نے آنکھ جب ڈالی گلوے صاف پر
ہنس کے فرمایا گلے کا ہار آنکھیں ہو گئیں

تول لیتے ہیں سدا نظروں میں جنس حسن کو
پلہ میزان مری ای یار آنکھیں ہو گئیں

ہے تصور روز و شب کسکی طلائی رنگ کا
چشم نرگس کی طرح زردار آنکھیں ہو گئیں

کہتے ہو سب دیکھتے ہیں تیری آنکھوں سے مجھے
سچ کہو اغیار کی بیکار آنکھیں ہو گئیں

چلیے اب صحرا سے کوہی یار آنکھیں دکھلائیے
آبلوں سے پاؤں میں دو چار آنکھیں ہو گئیں

پھول نرگس کے بناتے کب وہاں معمار نے
یہ ہماری نقش بر دیوار آنکھیں ہو گئیں

ای خدا انشا ہر ہمارا ثم وجہ اللہ ہر
جب نگہ کی بت پہ تجھ سی چار آنکھیں ہو گئیں

آئینہ انکو بنایا عشق تیر یار نے
ہیں سپہری تار نگہ سوفار آنکھیں ہو گئیں

پیش نرگس ہاتھ پھیلاتی ہیں شاخیں خوں سے درخت
کسکو دیکھینگے جواب درکار آنکھیں ہو گئیں

چپ کھڑے ہین بنگئے ہین نقش دیوار ہم
آؤ دیکھو روزن دیوار آنکھین ہو گئین

ساقی و مینا و ساغر ایک آتے ہین نظر
بادۂ وحدت سے کیا سرشار آنکھین ہو گئین

روتے روتے ہجر مین سوجی ہین یہ چشمان تر
جسم لاغر ہو گیا طیار آنکھین ہو گئین

عاشق ابرو ہون کرنا دیدہ و دانستہ قتل
جوہرون سے تمہین اے تلوار آنکھین ہو گئین

آنکھ کے ڈورون نے تیرے کچھ تو ہین دہاگے دیے
اے صنم جو بائل زنار آنکھین ہو گئین

۱۱۳
پھر گیا وہ آکے اب جاگے تو کیا حاصل فرید
سو گئے جب بخت تب بیدار آنکھین ہو گئین
۵

اوس چشم ابلق کو کہان پاتی ہین آنکھین
کیون گھوڑے تصور کے یہ دوڑاتی ہین آنکھین

جب آنکھ لڑاون تو وہ شرماتی ہین آنکھین
بس دام مژگان مین چھپ جاتی ہین آنکھین

ہوتی ہین شب وصل تری دید کو پیدا
تارون کی طرح صبح کو چھپ جاتی ہین آنکھین

وحشی ہون دم نزع ہے پتھراؤ کی حسرت
اطفال سرشک آ کے پتھراتی ہین آنکھین

جاتا ہے طلب کرنے ہر اک نوح سی کشتی
دریا کو اگر دیکھ کے لہراتی ہین آنکھین

ولہ

مین کیا جہان دنگ ہے اس اختلاف مین
عارض نقاب مین ہے کہ قرآن غلاف مین

شبہے سے جسکو موئے کمر خلق کہتی ہے
بس ایک رونگٹا ہے وہی جسم صاف مین

کیونکر نہ مردمک کا ہو شک اسکے خال پر
موئے کمر بنا ہے مژہ چشم ناف مین

انگشت سرخ کب مسی آلود لب پہ ہے
پیدا ہوا ہے مرکز شنجرف کاف مین

۱۱۴	غزل فارسی	۶

به بین وقت رفتن حسرت دیدار نگار من ‌— که از نقش قدم پیداست چشم انتظار من
نگه از دیدن او چون پر پروانه می سوزد — مگر دارد چراغ از داغ دل شبهای تار من
فلک اگر داز فرط حرارت کورهٔ آتش — معاذالله فتد گر بر زمین مشت غبار من
بغیر از روی حسرت شکل دیگر در نظر ناید — به بیند گر کسی آیینهٔ لوح مزار من
اگر از سستی بختم سمند او نمی آید — بپای او رسد ای کاش این مشت غبار من
مبادا پای تو در لغزش آید گر قدم ننهی — صفا با صورت آیینه می دارد غبار من

متفرقات

کیا ترا ای غیرت لیلی یہیں سودا ئی نہیں — ہے جو بوے زلف کی بیڑی جو پہنائی نہیں
شوق میخوار ہمیں ساقی یہ چلا دریاے اشک — کشتی مے اب بھی لینے کو مرے آئی نہیں

وله

نظروں سے دور رہنے کا پیارے گلہ نہیں — دل سے قریب ایسے ہو کچھ فاصلہ نہیں
چلن الفاظ کے ہیں اندلوں کچھ نکہت گلچین — وله — کہ آمد شد ہی اسکی کوچۂ منقار بلبل مین
ہر رنگ بو ہی سکر دجی ایسی بلبل مین — وله — پھری چمن کی روش کوچۂ رگ گل مین
صد ارونکی آنکے گرا دے چھیڑی تو ای مطرب — وله — جو میرے آنسو نکلے تارہون تیرے ستار مین
خدا کو مان نہ ای شور حشر ہمکو جگا — وله — لحد سے اوٹھ کے کہین ہم سبوسبو کرین
جگا دیا مجھے سونے مین بد ملاغ ہو نہین — ابھی لحد مین نکیرین گفتگو کرین

نوجوانون سے تہی پایا کنار پیر کو ۔ اس کمان مین عمر بھر ہمنے نہ دیکھا تیر کو

ترچھی نظرون سے نہ دیکھو عاشق دلگیر کو ۔ کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کرلو تیر کو

مارڈالا ڈھونڈھ کر ظالم نے مجھہ نخچیر کو ۔ چشم کیا سوفار کے بدلے ملی تھی تیر کو

ہون مین دیوانہ مری تصویر بھی تنگ چینے ۔ کہربا کے رنگ سے کھینچو مرے تصویر کو

تو نہ بوسے دے سکا لیکن ترے دیوانے نے ۔ سر دیا شمشیر کو اور دست و پا زنجیر کو

پڑتی ہی تیرے مکان پر یار جوہر کی آنکھ ۔ گرد دامانِ نگہ منگوای تھی تعمیر کو

ہی زبان کی صاف جنبش مصرعِ برجستہ مین ۔ یار خوش تقریر کہتے ہین مری تحریر کو

حال اس غفلت کدہ کا تھا عیان روز الست ۔ خواب دیکھا بعد پہلے سن لیا تعبیر کو

پٹ گئے ہین سیکڑون چھا جاے خونخوار خلق ۔ کسکے خونِ گرم سے تونے بجھا شمشیر کو

تو وہ ہی قاتل کہ تیرا وصف کرنے کے لیے ۔ منہ ملا زخمون کو میرے اور زبان شمشیر کو

ہم وہ ہین فرہاد ای شیرین اگر رکھین قدم ۔ دودھیا پتھر سے جاری کرین جوے شیر کو

دامنِ اوس گل کا جو اٹکا پکڑ کے دیکھا ناز سے ۔ دے اب ای بلبل دعائین خارِ دامنگیر کو

جا کے ٹھہری استخوان پر جب لگائی تونے تیغ ۔ کیون نہ ای قاتل ہما کہیے تری شمشیر کو

ہاتھ مین وحشی نہین آتا تو اطفال حسین ۔ کھینچتے پھرتے ہین پتھر پر مری تصویر کو

پاؤن پر دشمن گرے تو جان فکر سر مین ہی ۔ مت سمجھ بیوجہ پاے شمع پر گلگیر کو

بارہا بجلی گرائی شعلہ آواز نے ۔ لن ترانی کی صدا کہیے تری تقریر کو

پستی ہی مہندی چمن مین دیکھنا رفتار یار
پہول منہ سے جہڑتے ہین سنا ذرا تقریر کو

اپنے اشکونکے سبب دریا روان ہر گہر مین ہی
ہاتھہ آتین مچھلیان گہر بیٹھے ماہی گیر کو

آسمان کے پار گذرے دل نے ایسی آہ کی
اپنے ترکش نے کمان کیطرح چہینکا تیر کو

کوہکن تجسے نہ پنہان ہو سکا اسرار عشق
ہم چھپاتے استخوان کیطرح جوے شیر کو

پہر استقبال جاؤ نمین کہی تیر آپ سے
وہ نشانہ ہون جو آتے دیکھیون و سکے تیر کو

۱۱۶ ہوکے لاغر تیر کے مانند چھوٹے اے وزیر
کہیے اب خانہ کمان کا خانہ زنجیر کو ۱۹

دیکھہ او ناوک فگن جذب دل نخچیر کو
ہی ٹھہرنا مشکل اب ترکش مین تیرے تیر کو

خو ہمین دیکھا در جانان سے اوٹھہ سکتے نہین
پاے خفتہ چاہیے اس خواب کی تعبیر کو

اے پری تو نے ہمین وحشی کہا اچھا کیا
اب کوئی ہم چھوڑتے ہین زلف کی زنجیر کو

مو سے آتش دیدہ دم مین بال ہو تلوار کا
شعلہ رو دست حنائی مین جو لے شمشیر کو

دامن جانان جو چھوٹا دامن صحرا لیا
دیکھہ اے وحشت ہماری خاک دامنگیر کو

گر مرقع مین مرے خورشید رو کی ہو شبیہ
روز روشن دم مین وہ کردے شب تصویر کو

رو ؤن زیر تیغ قاتل اسقدر دریا بہے
صورت کشتی بنادون مین خم شمشیر کو

اوس بھبھوکے سے بھلا اے شمع کیا نسبت تجھے
مثل پروانہ جلادے جب چھوے گلگیر کو

ہاتھہ اس انگلیا کی چڑیا تک پہنچ سکتا نہین
دم مین لاؤن کہاکے دانہ زنجیر کو

جرم کیا کیا کر رہا ہی خواب غفلت مین ہی تو
روز محشر سینو ہر ہر عضو سے تعبیر کو

خط سنبل مین لکھین گے زلف جانانکی صفت
سنبل تر کی سیاہی چاہیے تحریر کو

ای گل زخم جگر تیرا نشانہ کیا سمجھے
بلبلون نے اپنے پر بخشے ہین اوسکے تیر کو

جو گیا تیرے مکان مین پھر نہ نکلا عمر بھر
نقش حب کا گھر ہی گویا گھر ترا تسخیر کو

پرورش طفلی سے پائی دامن کہسار مین
کوہ کو پستان مین سمجھا شیر جوے شیر کو

گر میان وہ غیر سے کرتا ہی مین مرتا نہین
آگ لگ جائے الٰہی موت کی تاخیر کو

بندھ گیا ہی غیر سے مضمون غزال چشم کا
اوسمین اب شاخین نکالے کہدو آہوگیر کو

ضعف سے مذکور خال لب گران ایسا ہوا
مہر خاموشی ہوا میرے لب تقریر کو

بیقراری دیکھکر میری کہا بہزاد نے
چاہیے رنگ پریدہ آپ کی تصویر کو

۱۱۷

شکل ابرو منہ پہ کھائین یار کی تیغ ای وزیر
صورتِ مژگان جگہ آنکھون پہ دین ہم تیر کو

۳۱

بے چین ہی یہ دیکھ کے مجھ بیقرار کو
ہی انتظار صبح شب انتظار کو

رسوا جنون مین بھی نکرونگا مین یار کو
پھیلی کیطرح تلوے چھپائینگے خار کو

دل مین جگہ دی یار نے مجھ خاکسار کو
شیشے مین اک پری نے اوتارا غبار کو

چوٹی مین وہ لپیٹے ہین پھولون کے ہار کو
پھولی ہی شام کہدو یہ صبح بہار کو

حسرت نہ تا گلون کی ہو بعد فنا مجھے
گل کر دیا صبا نے چراغ مزار کو

اوس گلعذار سے کہو سرکا ہے منہ پہ بال
پھولون مین کیون بساتا ہی مشک تتار کو

مانند شمع بس مرے آنسو نکل پڑے
دیکھا جو بیچراغ کسیکے مزار کو

اے گل کہاں نہیں مرے رونے کا تذکرہ
سن لے صدا سے گریۂ ابر بہار کو

شاخیں نکالوں سیکڑوں شاخ غزال میں
دیکھوں جو تیرے سرمۂ دنبالہ دار کو

ہے مجھ شکستہ بال کو پرواز کی ہوس
مر جاؤں میں صبا تو اوڑانا غبار کو

گلبن کو رخ دکھا کے کیا اوسنے عندلیب
منقار عندلیب کہوں نوک خار کو

اوڑ کر مرا غبار پڑے اوسکی آنکھ میں
دیکھے نگاہ بد سے جو آئینہ یار کو

بے گنتی اوس قمر کے لیے بوسے رات بھر
دیکھو تو میری آرزوے بے شمار کو

گل ہنستے ہنستے لوٹ گئے میری قبر پر
یوں روئی شمع دیکھ کے میرے مزار کو

مسّی نے تیری دانتوں کی برباد کر دیا
گرد بیٹھی گہر آبدار کو

میری طرح جو غیر سے وہ آنکھ پھیر لے
دوں میں دعائیں گردش لیل و نہار کو

چھو کر حنائی ہاتھ سے اوس گل نے باغ میں
روشن برنگ شمع کیا شاخسار کو

ہم مر گئے مگر وہی نازک مزاج ہیں
کوہ الم سمجھتے ہیں سنگ مزار کو

وحدت اوٹھائے پردۂ کثرت جو آنکھ کا
پھر ایک اس چمن میں کہے تو ہزار کو

دست طمع دراز ابھی شاخ گل کرے
دیکھے اگر چمن میں گل کفش یار کو

بولا ہوا کے گھوڑے پہ ابھی سوار ہے
دوش صبا پہ دیکھ کے میرے غبار کو

برگشتہ بخت وہ ہوں جو دانہ مرا کرے
گردش ہو آسیا کی طرح کوہسار کو

ہوں بدماغ خواب عدم سے نہ چونک اٹھوں
خاموش کر صبا مری شمع مزار کو

وہ نے ہوں تیری دوری میں لب سے فغاں کروں
چپ ہوں جو منہ لگائے تو مجھ دل فگار کو

گر تو نہو بغل مین اوٹھاؤن لوہین مزا
لاؤن زبان پہ قصہ بوس و کنار کو

پہنا جو تو نے یار گیا یہ خوشی سے پھول
پھولون کا ہار کردیا موتی کے ہار کو

تربت پہ میری کون یہ گرم خرام ہی
نقش قدم چراغ بنے ہین مزار کو

گر تو نہ آے موت کا مین منتظر رہون
آنکھین خدا نے دی ہین مجھے انتظار کو

تر دامن اسقدر رہون کہ ای آفتاب حشر
سایہ مرا خجل کرے ابر بہار کو

بہر سوال آئین جو مجھ ناتوان کے پاس
ڈھونڈھین فرشتے لیکے چراغ مزار کو

١١٨	آتے ہین میرے ہاتھ وہ مضمون آبدار نسبت نہین وزیر دُر شاہوار کو	٢٤

مر مر گئی بلبل جو کیا یاد چمن کو
غربت مین خدا یاد دلاے نہ وطن کو

لب پر تو نہ لا وعدہ خلافی کے سخن کو
جھوٹا نہ کہین جوہری اس لعل یمن کو

باتون مین لگا لون گا غزالان ختن کو
آنکھون سے تری سیکھ لیا طرز سخن کو

مین مر گیا ہون دیکھ کے اعجاز سخن کو
اب سوزن عیسی سے سیو میرے کفن کو

دکھلایا تری تیغ نے جوہر کے چمن کو
پھر تازہ دیا داغ اسیران کہن کو

اندھا ہی وہ جس نے ترا دیدار نہ دیکھا
بہرا ہی وہ جس نے نہ سنا تیرے سخن کو

نقش قدم یار کی دیکھو تو صفائی
آئینہ دکھاتا ہی عروسان چمن کو

ای بت دیا اللہ نے نعم البدل اسکا
دی چشم سخن گو نہ بنایا جو دہن کو

بجلی کیطرح لاش تڑپتی ہی ہماری
کہنا ہی بجا ابر سفید اپنے کفن کو

منہ مین چہ کنعان کیطرح پانی بھر آئے
دیکھے کبھی یوسف جو تری چاہ ذقن کو

کرباتین لڑائی کی لب لال سے ظالم
دے لال کے مانند لڑا لعل یمن کو

دل چاہ ذقن مین تری زلفون کو نہ بھولا
افتادہ چہ یاد کرے جیسے رسن کو

مرتا ہی جہان تجھپہ یہ ای قاتل عالم
اب زندہ بھی پہنے ہوے پھرتے ہین کفن کو

بلبل کی بھلا پوچھتا کاہیکو کوئی بات
صد شکر دیا نطق نہ غنچے کے دہن کو

قمری کو اوسی دن سے ملا طوق اسیری
جس روز کہ آزاد کیا سرو چمن کو

یوسف کیطرح گر پڑے ای ماہ کنوین مین
دیکھے نہ تخشب جو ترے چاہ ذقن کو

خوش چشمون کے مضمون کیے مینے قلم بند
تیرے سے کیا صید غزالان ختن کو

بت کہتے ہین کیا کیا مجھے اس بے دہنی پر
اللہ نے صد شکر بنایا نہ دہن کو

آنکھونکو تری سرمے کے دنبالے گراں ہین
شاخین ہین وبال اپنی غزالان ختن کو

تربت پہ مری آب دہن یار نے پھینکا
بھولا نہ پس مرگ وہ مجھ تشنہ دہن کو

مرنے پہ ہی خوش چشمونکو مجھسے وہی کاوش
سبزہ مری تربت کا چراتے ہین ہرن کو

یارونے پس مرگ مرے باندھ دیے ہاتھ
تھا خوف کہ ٹکڑے نہ کرے جیب کفن کو

مرنے پہ رہی ساتھ زمانے کی دو رنگی
دکھلایا شب گور کو اور صبح کفن کو

۱۱۹	جنبش نہ زبان کو ہو تو پھر بات نہ نکلے گویائی ہی گردش سے وزیرا اہل سخن کو	۱۴

دوست سب کہتے ہین سرو قامت جلاد کو
نکلے قمری تو ٹوٹے کے بیضۂ فولاد کو

پہونچے گر فریاد سے دست زلیخا داد کو
آے چاک دامن یوسف مبارکباد کو

کیا اوڑا لیجاؤ گے گلزار بے بنیاد کو
گل کو بلبل کر دیا ہی فاختہ شمشاد کو

نقشۂ موے کمر کھینچا تو بھولا تھا لچک
ہوگئی لغزش یکایک خامۂ بہزاد کو

ہمصفیر و ڈھانپ دیتا ہی قفس گلدام سے
رحم آجاتا ہی مجھہ بلبل پہ جب صیاد کو

پھنک رہا ہون کسقدر اللہ ری سوز فراق
موم ہنجاے اگر لون ہاتھہ مین فولاد کو

لکھنے بیٹھو گے تو لاکھون سر قلم ہوجاینگے
پہلے بسم اللہ مین بسمل کیا اوستاد کو

صدقے کر کے سرو کو آزاد او سنے کر دیا
کہدو قمری سے کہ آج آئے مبارکباد کو

کٹکے سر حاصل ہوی کیا ہی سبکدوشی مجھے
سر گرانی کی دوا معلوم تھی جلاد کو

ضعف کی تاثیر نے کھینچنے نہ دی میری شبیہ
رنگ رخ اوڑنے نے عاجز کر دیا بہزاد کو

پاے مجنون جب کھینچے زنجیر سی اک بن گئی
خود بخود لغزش ہوی یہ خامۂ بہزاد کو

جسم کیا او طفل مہرو چوٹ لیکر لگ گئی
تازیانہ زلف کا کھلنا ہوا اوستاد کو

ہو چلی وحشت صریر کلک کی تحریر سے
گا بہار او طفل جنگلا ہو نصیب اوستاد کو

سبزۂ خط دیکھکر ہاتھو نکے طوطے اوڑ گئے
جا نور صدقے مین چھوڑے دو کہیہ اب صیاد کو

١٢٠ ولہ ٣٤

اس پتے سے پوچھنا قاصد مکان یار کو
چاندنی کہتے ہین کسکی سایۂ دیوار کو

طوف رہتا ہی سدا گردش سے چشم یار کو
شوق سے کعبہ کہون ہین ابرو خمدار کو

جب صبا لائی اودھر سے بو زلف یار کو
نافۂ مشکین بنا یا روزن دیوار کو

کرنہ پامال خرام ناز اب گلزار کو
پاؤن پڑتی ہی حنا موقوف کر رفتار کو

یاد جب کرتا ہون لطف سایۂ دیوار کو
ڈھونڈھتا پھرتا ہون مین جنت مین کوے یار کو

دوسرا مصرع ہی سایہ قد اگر مصرع ہی ایک
مطلع ایجاد ہم کہتے ہین اپنے یار کو

دیکھیے بندش صفائی کی جو بیجے وصف خط
باندھیے سو پیچ سے مضمون زلف یار کو

پھول جب جھڑنے لگے رنگین بیانی سے مری
رہگئی حیرت سے بلبل کھول کر منقار کو

آج ہی فرقت کی شب ای بخت خفتہ المدد
نیند آ جائے ہمارے دیدۂ بیدار کو

رازدار ایسا ترا مجنون صحرا گرد ہون
مثل ماہی عمر بھر رکھون چھپا کر خار کو

مثل خاتم قمریون نے طوق بیچے میرے ہاتھ
لکھدے اب خط غلامی سرو قد یار کو

جس بیابان مین ہوا مین گرم رو ای شعلہ خو
کر دیا روشن برنگ شمع ہر اک خار کو

پاؤن کیون پڑتے ہین میرے کیا ہوا انکو گناہ
پوچھتا ہوتی جو گویائی زبان خار کو

کیون نہو ثابت مجھے ظالم کی قسمت مین ہی عیش
دیکھتا ہون رات دن خندان لب سوفار کو

چشم جانان مین نکیون ہو سرمۂ دنبالہ دار
ناتوان ہی چاہیے رکھنا عصا بیمار کو

سنبل کہتے ہین اب ہی برابر اپنی
سر سے پا تک دیکھکر زلف دراز یار کو

خاک بازی واقعی لڑکونکو بھاتی ہی بہت
اشک نکلے دیکھتے ہی خاک کوے یار کو

بند ہی دروازہ اوس گل کا مدد ای بال شوق
عندلیبونکی طرح اوڑ جائیے دیوار کو

غنچۂ نرگس ہی یہ آنکھین ہین نرگس کے پھول
برگ نرگس کہیے ای گل ابروے خمدار کو

ای بتو در پردہ تم سے زاہدونکو بھی ہی عشق
صورت تسبیح نہان رکھتے ہین زنار کو

مثل سایہ سرو ہی پامال دیکھو تو خرام — پھول منھ سے جھڑتے ہیں سنیو ذرا گفتار کو
خاک میں ملجاؤں پر اٹھوں نہ مثل نقش پا — جی میں ہی دکھلاؤں ورنا توانی یار کو
میرے نالوں کا اثر باقی ہی بعد مرگ بھی — موے تن مضطرب ہیں ہر اک کفن کے تار کو
یاد آجاتا ہی بس اپنا سیہ خانہ مجھے — بھاگتا ہوں دیکھکر میں سایۂ دیوار کو
وصل کی شب آج ہی گر صبح ہوگی تا بہ حشر — خوب سا سیدھا کرونگا چرخ کج رفتار کو
دل میں اپنے اب تصور اسکا رکھیے اندرون — عرش میں لٹکائیے زنجیر زلف یار کو
دلکو سینے سے مرے آنکھوں میں لایا جوش اشک — چاہیے نقل مکان کرنا ہر اک بیمار کو
ہاتھ آتا ہی مرے مضمون دہان یار کا — توڑتا ہوں غنچۂ نارستۂ گلزار کو
جوش گریہ سے نہ خط لکھنے کی جب فرصت ملی — کاغذ ابری عوض نامے کے بھیجا یار کو
خانۂ زنجیر سے نکلا صدا کی طرح میں — ناتوانی نے کیا آزاد جسم زار کو
ٹکڑے ٹکڑے طوق کو کردیں گریبان کی طرح — تیرے وحشی جب سنیں زنجیر کی جھنکار کو
آ ہی ہی وحشت میں اب یاد بتان سنگدل — خوب روؤں منہ پہ لیکر دامن کہسار کو
باندھے ہیں مضمون جو میں نے قامت دلدار کے — عالم بالا میں پڑھتے ہیں مرے اشعار کو

۱۶۱	پڑ گیا یہ غل کہ یوسف بکنے آیا ہی وزیر سیر کی خاطر گیا وہ ماہ جب بازار کو	۳۷

دوست دشمن ہیں برابر چرخ کج رفتار کو — پھل دیتا ہی سر کو اور پھل تلوار کو
زیر ابرو دیکھکر گردش میں چشم یار کو — ماہ نو نے بھی چڑھایا چرخ پہ تلوار کو

رحمت جان کہتے ہین عشاق زلف یار کو
یہ وہ شب ہی جو نہین بھاری کسی بیمار کو

باغ سے تشبیہ دیتے ہین گل رخسار کو
اب عوض طوطی کے بلبل کہیے خط یار کو

دیکھکر خورشید کا بنیا ابروِ خمدار کو
بس اوٹھا رکھہ طاق پر اے ماہ اب تلوار کو

گر کرون روشن چراغ آہ آتشبار کو
مثل پروانہ جلا دون مرغ آتشخوار کو

حلقۂ گیسو کا مضمون ہاتھہ آیا فکر سے
زور افسون سے کیا خاتم دہان یار کو

کیون نہو ہمکو ادب اوس ابروِ خمدار کا
چوم کر لیتے اکثر ہاتھہ مین تلوار کو

غیر دیکھین جلوہ تیرا ہم جلین اے برق حسن
آگ لگجائے تری اس گرمی بازار کو

برچھیان مارین نگہ نے ہر مژہ فی لاکھہ تیر
ابروِ خونریز تو بھی کھینچ لے تلوار کو

اس مری دیوانگی پر اے جنون پتھر پڑین
کر دیا ہی ٹکڑے ٹکڑے دامن کہسار کو

کون غیر از آبلہ اوس دم سپرداری کرے
اے جنون صحرا جو کھینچے مجھہ پہ تیغ خار کو

لاغری سے آج ہم دوش ہوا پھرتے ہین
اے گلو ہنستے تھے کل خار سر دیوار کو

اسقدر ہی کانٹے چبھنے کی کف پا کو ہوس
آبلہ پروانہ ہو دیکھے جو شمع خار کو

رنج دل افزون ہوا ہی میرے اشک و آہ سے
ہی بہت ناساز آب و ہوا بیمار کو

توڑ کر سو بار دی ہی اے جنون ہمنے گرہ
کر دیا ہی شکل سبحہ رشتۂ زنار کو

کون کہتا ہی نہین آتا ہی عنقا دام مین
باندھتا ہون مین تو مضمون دہان یار کو

داغ گل نالے ہین بلبل ٹھنڈی سانسین ہین نسیم
یا الٰہی رکھیو سرسبز اس مرے گلزار کو

پاؤن کے چھالے انھین دیتے ہین آنکھون پر جگہہ
دیدۂ ہر آبلہ سمجھا ہی مژگان خار کو

شکل قمری وہ سکے حسن طوق ہین پہنے ہوے
اس لیے کہتے ہین شاعر سرو قامت یار کو

دیکھنے سے میرے چشم یار کو ہی احتراز
کس نے بتلایا ہی یہ پرہیز اس بیمار کو

داغ مہ کو دیکھیے تمثیل دل کے داغ سے
باندھیے اشک روان ہر کوکب سیار کو

ساغری ہنستے ہین ساقی بہکنے پر مرے
قلقل مینا جو کہتا ہون تری گفتار کو

اپنے کوچے مین مجھے ونے تو دی ای رشک گل
باغبان پانی ہمیشہ دیتے ہین گلزار کو

غنچۂ گل مشک نافے بنگئے ای عندلیب
جب صبا لائی چمن مین بوے زلف یار کو

ان بتون کے ظلم سے دشمن ہوا مین کفر کا
ہو گیا ہر موے تن نشتر رگ زنار کو

اسقدر مستی مین بھی ساقی رہا پاس ادب
سجدے کرتے جاتے ہین ہم خانۂ خمار کو

ای بت کافر تجھے دیتا ہون مین گل کی مثال
باندھتا ہون مین رگ گل رشتۂ زنار کو

میرے ہر اک زخم تن کو اسنے خندان کر دیا
زعفران کا کھیت کہیے تیغ جوہردار کو

دیکھکر تیرے مریض عشق کو بولے طبیب
ہم پیام مرگ کہتے ہین اسی آزار کو

زیر دیوار صنم بیتاب ہون بجلی کیطرح
ای مژہ تو ابر کر دے سایۂ دیوار کو

بل نکر ہم وحشیون کی آگے ای شاخ غزال
پیچ مین لاتے ہین اپنے ہم تو زلف یار کو

مثل قمری دار پر منصور حق کہتا رہا
عاشق قامت تھا سمجھا سر چوب دار کو

حال بیتابی گریہ سے ہی مثل برق خط
نامہ بر اپنا بناؤن ابر دریا بار کو

ہم وہ ہین دیوانۂ برق تجلی ای کلیم
طور کردین آہ آتشبار سے کہسار کو

ہون مسلمان بوسہ لیلو نکا بھی اللہ مین
ای بتو مصحف کہو گے تم اگر رخسار کو

١٢٢	وصف ان شیرین دہانون کا لکھون گر ای وزیر نیشکر دم مین بنا دون کلک گو ہر بار کو	٣١

بنے گلخن جلا دون آہ سوزان سی گلشن کو
کہین سب خوشہای سوختہ پھولونکے خرمن کو

وہ بلبل ہون جلا دون آہ سوزانسے گلشن کو
شرف ہو شاخ نخل طور پر شاخ نشیمن کو

جلینگے رشک سے گل ہنستے جاتے ہو جو گلشن کو
جلائیگی یہ بجلی دیکھنا پھولونکے خرمن کو

ہمین بیکس سمجھکر پھول اگر لاتا نہین کوئی
صبا سے کہدو گل کردے ہماری شمع مدفن کو

جنون نالونسے میرے کیا وہ غفلت پیشہ آگہ ہو
نہ جاگا پاے خفتہ سنکے زنجیرونکے شیون کو

دلا ناجنس کی صحبت بھی طرفہ گل کھلاتی ہی
کرے نیرنگیان ڈالین اگر پانی پہ روغن کو

غبار دل عوض اشکونکے آنکھونسے جو گرتا ہی
جنون نے دامن صحرا بنایا میرے دامن کو

بہے سیلاب اشک ایسا گلے تک پانی آ پونہچے
بنا دون حلقہ گرداب دریا طوق گردن کو

مجھے دیوانگی نے جذب مقناطیس بخشا ہی
گلے سے خود لپٹ جائے جو لاتین طوق آہن کو

مسی آلودہ لب مین ہی آہ کیا ہی جلوہ دندان
بھرا ہی ابر نیسان نے گہر سے اپنے دامن کو

بتاتے ہین جو مجھ وحشی کو انگلی کے اشارہ سے
معلوا مجنون سمجھے ہین لڑکے طوق گردنکو

نہو جبتک سحر کب آفتاب ای ماہرو نکلے
اولٹ دون جام مر گر تو چھپا روے روشنکو

کہا قصہ جو قاتل کے لباس زعفرانی کا
ہنسایا خوب سا ہمنے دہان زخم سوزن کو

سیہ خانہ مرا شمع فلک سے خاک روشن ہو
کہ جالا پر تو مہ بنگیا ہی چشم روزن کو

بہار آتے ہی ای وحشت یہان تھر آگئیں آنکھین
بھرا اشکان نے میرے پتھرونسے اپنے دامن کو

جو ہین خونریز ظالم آبرو انکی نہین جاتی
مزار کشتۂ تیغ جفا معلوم تا ہوئے

پس از مردن مری سرگشتگی کا ہی اثر باقی
صدا آنے لگے ای زاہد و اللہ اکبر کی

چمن ہین دیکھکر جو بن گلو ے شیشۂ مے کا
ہمین یہ سنگ طفلان کم نتھا پارس ای وحشت

یہ کسکے گوہر دندانسے اسنے ہمسری کی تھی
ہین لو ای بتو زنار تسبیح سلیمانی

ہر اک پروانہ بھی محفل ہین مستونکی طرح لوٹے
ہی نالان صوت ناقوس سیر گنبد مدفن

کیا شرمندہ شبکو لف نے دکھلادے اب عارض
برنگ ساغر لبریز روتا ہی جو سنتا ہی

عوض پر وانوکے تربت پہ شور عندلیبان ہی
نکل جائے وہین گر ہاتھہ مین لوں سنگ ای وحشت

یہ کون آیا تھا گھر مین جو دماغ اپنا فلک پر تھا

کبھی ہوتے نہ دیکھا خشک تیغے آب آہن کو
سپر کے پھول لازم ہین چڑھانا میرے دشمن کو

جو رکھین سنگ مدفن آپ گردش ہی فلاخن کو
بجا تین کا فر الفت جو ناقوس برہمن کو

خجالت سے جھکا لیتے ہین طاؤس اپنی گردنکو
طلائی کردیا خون گلو نے طوق آہن کو

ملایا جو خدا نے خاکمین ہر سر کے معدن کو
رکھو راضی اسی پردہ مین ہر شیخ و برہمن کو

نگاہ مست ساقی کردے مینا شمع روشن کو
نہ بھولا خاک ہوکر بھی ہین ای سن طفل برہمن کو

بنا پروانہ ای مہرو چراغ صبح روشن کو
بجا ہی قلقل مینا کہون گر اپنے شیون کو

کیس لیے پھونککر منہ سے کیا گل شمع مدفن کو
تڑپ نے میری نبضونکے کیا نا دم فلاخن کو

سمجھتے تھے چراغ خانہ شب بھر ماہ روشن کو

۱۲۳	کرون گر مین خیال گیسوے شبرنگ مین آہین وزیرا کدم مین گل کردون چراغ صبح روشن کو	۶

حسد سے سمجھے ہین کج فہم دشمن مجھ سخنور کو
بسان تیغ قاتل جانتے ہین اہل جوہر کو

کسیکی نرگس مخمور کی گردش جو یاد آئی
برنگ شیشۂ می رو کے دیکھا دور ساغر کو

مجھے وہ طفل بازیگر قیامت یاد آئیگا
سوا نیزے پہ جب دیکھونگا مین خورشید محشر کو

گلا کاٹا جو اوسنے کیا ہی غش ہو ہو کے دم نکلا
ہمارا مرغ جان سمجھا پر پرواز خنجر کو

سدا قائم مزاجون کو ہی نفرت ہرزہ گردون سے
روان ہوتے نہین دیکھا کسی نے آب گوہر کو

نکل جاتا ہون اپنے پیرہن سے زار ایسا ہون
ہوی تشبیہ بوے گل سے میرے جسم لاغر کو

١٢٤	ولہ	١٩

دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہو
نا آشنا کو بھی الم آشنا نہو

صد چاک ہو وہ دل کہ جو در آشنا نہو
پھوٹے وہ آنکھ جس سے کہ آنسو گرا نہو

وہ صید ہون کہ پر بھی جہان اوڑ سکا نہو
یارب مجھے کہین پر ہما ہی ملا نہو

بعد از فنا زمین سے نہ اوٹھا مرا غبار
ایسا کوہی کسیکی نظر سے گرا نہو

کرتی ہی اب تلک جو لگاوٹ تمہاری تیغ
تسمہ کوہی گلے مین لگا رہ گیا نہو

مرکر بھی اوس گلی مین نہ ہم کو ہین یا نصیب
خاک اپنی جب اوڑے تو اودھر کی ہوا نہو

قطعہ

لے یار ذوق کب ہی شراب و کباب سے
پروا نہین ہی اب مجھے ساقی ہوا نہو

خون جگر پیا نہو جس نے وہ مے پیے
کھائے وہی کباب کہ جو دل جلا نہو

ہم خاک مین ملے تو ملے غم مگر یہ ہے
دلمین تمہارے غبار کہین آگیا نہو

رسوائی کا بھی چاہیے وحشت مین کچھ خیال
دامن جو چاک ہو تو گریبان پھٹا نہو

بیجرم وبیگناہ نہ عاشق کو قتل کر ——— کعبہ تری گلی ہی کہین کربلا نہو

کھینچی تھی تیغ پر نہ نزاکت سے کھنچ سکی ——— قاتل کا کیا قصور جو میری قضا نہو

مرہم جو سبز تمنے لگایا تو فائین ——— بے آب تیغ زخم ہمارا ہرا نہو

بانگ درا تو ہوتی نہین ایسی دل خراش ——— ہمراہ قافلہ دل نالان مرا نہو

جو ہو سکین وہ مجھہ سے کرو بیوفائیان ——— تا پھر کسیکو تم سے امید وفا نہو

جز کہربا اوٹھائی کسی نے نہ میری لاش ——— کاہیدہ اسقدر کوئی یارب ہوا نہو

حسرت سے کیون تڑپتے ہین صیاد اسیر دام ——— ہاتھون مین تیرے طائر رنگ حنا نہو

کھا کھا کے پان پیک جو پھینکی مزار پہ ——— اوسکے شہید لب کا یہی خون بہا نہو

اسدرجہ کیون ہی چرخ جفا جو کو اضطراب ——— دلکو مرے قرار کہین آگیا نہو

خاموش اپنے در پہ مجھے دیکھکر وہ شوخ ——— کہتا ہی یہ فقیر کہین بینوا نہو

ہی درمیان مین تفرقہ پرداز گفتگو ——— خاموش ہو تو لب سے کبھی لب جدا نہو

مہر جواب خط مین جگہ چھوڑدی تھی ——— قاصد نے اوسپہ خط غلامی لکھا نہو

پھر روحکو ہی جسم مین آنے کا اشتیاق ——— اوس نے مرے جنازے کو کاندھا دیا نہو

بیچین ہو نہ جائین سب آسودگان خاک ——— وہ چال چل کہ جس سے قیامت بپا نہو

تو مجھہ سیاہ بخت کی جانب نگاہ کر ——— دیکھون تو کیونکر آنکھہ تری سرمہ سا نہو

۱۲۵	تاریک ہو گیا ہی نظر مین جہان وزیر آنکھون مین اوسکے غیر نے سرمہ دیا نہو	۲۴

کیفیت اوسمین بھی ہی جو ہم سے گناہ ہو / بوتل ہو میکشی سے اگر دل سیاہ ہو
مصروف دید ابھی زلف سیاہ ہو / ای جان ناگ دون نہ تیغ نگاہ ہو
کاہیدہ مجکو دیکھ کے وہ غیرت پری / کہتا ہی آدمی ہو کہ مردم گیاہ ہو
گرتا ہو پوست جسم برہنہ کا ضعف سے / پگڑی کا پیچ موے سر بے کلاہ ہو
جھک کر غم برہنہ سری کو مٹائیے / جو آبلہ ہی پاؤن کا سر کی کلاہ ہو
کیا ہین بنی ٹھنی ہوین مژگان کی پلٹنین / سرمہ جو دود تو شبہہ گرد سپاہ ہو
مر جاؤن مین ذرا جو مکدر رہو مجھ سے یار / خشکی مین ای خضر مری کشتی تباہ ہو
احسان سے ابھی عرق شرم مین ہون غرق / آئے جو ناخدا مری کشتی تباہ ہو
موج حباب وار نہ عریان ہون کبھی / تن پیرہن جو ہو تو مرا سر کلاہ ہو
فرما رہا ہی حق کہ مین رب غفور ہون / اب مین ہون بے قصور جو مجھ سے گناہ ہو
سوجھی ہی اوسکو لیلی وحشت نوی مین ای مجنون / پاؤن مین آبلے کی طرح سے کلاہ ہو
پیدا ہو تن سے جامہ تن مثل موج آب / سر سے حباب وار مہیا کلاہ ہو
نظرون مین ہون سبک تو مین چڑھ جاؤن بام پر / مجکو کمند یار کا تار نگاہ ہو
بیتاب روح ہی ترے نظارے کے لیے / مثل نگہ رواں کہین آنکھون کی راہ ہو
جیسے بیاض چشم مین ہی جلوہ گر بصر / یون استخوان مین یار کا تیر نگاہ ہو
کہتی ہی اونکی پرتو رخ سے حیا اٹھ / جبتک کہ آئنے سے نہ باہر نگاہ ہو
دیکھین جو آنکھ اوٹھا کے وہ مجھ ناتوان کو / خم ہون مری طرح سے یہ بار نگاہ ہو

آتی ہی اپنی شکل نظر کیا گلا کرون
تم آئینے کی طرح سے پیش نگاہ ہو

دیکھون تو نازکی سے اوڑے وہ غبار خط
اسد رجہ رخ پہ صدمۂ گرد نگاہ ہو

دیوانے ہو گئے ہین ترے شاہدان باغ
گل پھاڑ کر قبا نکہین داد خواہ ہو

بل بے صفا کہ چشمۂ عینک بھی گرد ہی
دیکھون شکم تو پشت کے باہر نگاہ ہو

لو بنگیا ہی سایۂ قاصد سواد خط
جاتے جدھر وہ ساتھہ یہ سینے اشتباہ ہو

پانی بہے سفید ہو ساقی شراب سرخ
بوتل فراق مین برنگ ابر سیاہ ہو

۲۶	ساقی چلے وزیر ابھی توبہ توڑکر گلشن مین بوتلون سے جو ابر سیاہ ہو	۱۲۶

نہ بنے مثل حباب اشتو ہی گوہر آنسو
اپنی قیمت نہ گھٹا دے کہین بڑھ کر آنسو

کیا ہوا ضبط سے لو آگئے منہ پر آنسو
نکل آیا ہی پسینے کی طرح سر آنسو

صورت طفل پریزاد بنا آہر آنسو
ہین عزیز اب مجھے آنکھونکے برابر آنسو

تو نے ڈھلکا کے ہمین غیر کو ساغر جو دیا
ساقیا پی گئے ہم آنکھ مین بھر کر آنسو

پوچھتے پھرتے ہین ہر ایک سے ہم فرقت مین
ضبط کہتے ہین کسے تھمتے ہین کیونکر آنسو

پانی پانی ہوئے ہم جھڑکیون سے دربان کی
چشم روزن سے نکل جائین گے بنکر آنسو

چل کے تلوار تری رگ گئی کیون روتے ہم
بنگیا کشتی شمشیر کا لنگر آنسو

رو دیا دیکھ کے تجھکو تو نہو آزردہ
پیش خورشید نکل آتے ہین اکثر آنسو

حسرت بادہ کشی رکھتی ہی گریان ساقی
جام مے ہو جو گرے دست سبو پر آنسو

جستجو ضعف مین بھی ہی کسی ہرجائی کی
لیے پھرتے ہین تن زار کو گھر گھر آنسو

منہ ہی کیا آئینے کا ہو جو حجاب رخ یار
توڑ ڈالین یہ ابھی سد سکندر آنسو

اوٹھہ گیا کون جو کی آہ لب ساغر نے
گر پڑے چشم بطامی سے زمین پر آنسو

آگئی یاد دم گریہ یہ کن آنکھون کی
ہو گئے شیشۂ بادام سے بہتر آنسو

آبرو گوشہ نشینی ہی تو پھر نادولت
تھا گہر یہ کی بنا رشتۂ گوہر آنسو

چاہیے آتش تر جام بنے پانی کے
کہ حبابون کی طرح ہوگئے ساغر آنسو

پتلیان حسرت دیدار مین یون آئین نکل
جسطرح آنکھہ سے ہو جاتے ہین باہر آنسو

عشق خال و مژۂ یار نے لی جان آخر
تیر ہی آہ تو گولی ہی مرا ہر آنسو

لاکھہ دربان ہون رکتے نہین جانیوالے
اونکی دیوار کو دم بھر مین کرین در آنسو

جو ہو رسوا کن عاشق وہ چڑھے سولی پہ
آے مژگان پہ جو ہو آنکھہ سے باہر آنسو

نقد دل دے لب خندان سے جو مانگے کوئی
صورت غنچہ ہی مٹھی مین لیے زر آنسو

پانی پانی کیا ہی بے اثری نے اس کو
کیا تعجب ہی اگر آہ ہو لب پر آنسو

پھیر دے گی مری گردن پہ چھری موج سرشک
آگئی لہر تو دکھلاے گا جوہر آنسو

رو رہا ہون نہ پلا ہجر کی شب مے ساقی
ابھی آنکھون سے نکل جائیگی بنکر آنسو

کوے قاتل مین اگر جائے دل بیمار
ابھی دیتی ہی اوسے پاؤن تلے نشتر آنسو

پانی پانی ہوا کیا دیکھکے تیرا رخ سرخ
مثل شبنم نظر آتا ہی گل تر آنسو

گردش چشم جو گہوارہ بنے فرقت مین
طفل نادان کیطرح سو رہین چل پھر آنسو

۲۰	ولہ	۱۲۷

آہ کھینچون تو بہائے ابھی پتھر آنسو
نکل آئین شرر سنگ بھی بنکر آنسو

ای جنون بنگئے طفلان ستمگر آنسو
ڈھیلے آنکھون کے لگا یا کیے شب بھر آنسو

دم گریہ ہی یہ کس بحر لطافت کا خیال
گرد دامان نگہ سے ہی مکدر آنسو

صدمہ کر دیتی کب اوٹھاتین یہ گہر
کیون نہون سرمے سے ایجان مکدر آنسو

دو نلو آنکھین تری یاد آتین تو ہم رونے لگے
صاف بادام دو مغز بنا ہوا ہر آنسو

آب وس تیغ ہلالی کی جو شامل ہو جاے
تو ابھی صورت جوزا ہو دو پیکر آنسو

ہی رگ ابر جنون خیز کو نشتر درکار
آہ کھینچون تو بہائے مژہ تر آنسو

ہجر مین آتی ہی قلقل کی صدا نالون سے
ہین جو شیشے دل بیتاب تو ساغر آنسو

مین وہ میکش ہون نظر آئین جو شیشے خالی
روؤن ایسا کہ بھرین عمر کا ساغر آنسو

باعث لغزش پا ہی اثر ضعف بصر
مانگتا ہی مری مژگان سے عصا ہر آنسو

کیا پسند اہل صفا کو ہو بھلا آرایش
دیکھ لو سرمے سے ہوتے ہین مکدر آنسو

مثل ابرو نہین چلتی تری شمشیر نگہ
سر کف پنجہ مژگان سے ہی ہر ہر آنسو

روتے ہین یاد رخ و زلف افشان مین مدام
پھول ہین دن کو تو ہین رات کو اختر آنسو

رازداری سے بنا آب سرشک آب گہر
آستین خشک ہی کہ نہ سکا تر آنسو

یار پوچھے جو مرے شک نہ رسوا ہو کبھی
دست گلرنگ مین بنجائین گل تر آنسو

کم نہین باد مخالف سے یہ پانی مجکو
مثل کشتی نہ ڈبو دین تن لاغر آنسو

متوکل ہون مجھے فکر نہین روزی کی	آب و دانہ ہی مرے واسطے ہر سو آنسو
نہین منظور ہی روکر تمھین رسوا کرنا	لو اوٹھا لیتے ہین اولے کیطرح ہر آنسو
تو بھی ای خار مژہ صورت نشتر ہو جا	وادی دل سے چلے آبلہ بنکر آنسو

کوچۂ زلف مین جانا ہی محال اسکو وزیر
بن گیا آبلۂ پاے نگہ ہر آنسو

کاٹ تلوار کا دکھلائیے جانا مجھکو		آب آہن سے ہی منظور نہانا مجھکو
ہجر کی شب ہی جنون جوش مین لانا مجھکو		صبح کا چاک گریبان دکھانا مجھکو
لیا جان و دل و تاب و توان کو	ولہ	مرے یوسف نے لوٹا کاروان کو
کسی مومن کا دل نیک نہ یارب بد ہو	ولہ	ہو گنا ہون سے سیہ تو حجر الاسود ہو

۱۲۸	ردیف ہاے ہوز	۳۲

گر اولٹ کر دیکھیے تصویر پشت آئنہ	سیدھی ہو جائے ابھی تقدیر پشت آئنہ
دیکھتا ہی وہ پری تصویر پشت آئنہ	بخت اسکندر رہے تقدیر پشت آئنہ
حکم ہو تو بیٹھیے لیٹون مین چوٹی کیطرح	تم ہو آئینہ تو مین تصویر پشت آئنہ
ہاتھ کیا رکھا کرامت کی ید بیضا کیا	معجزے نے دکھلائے کی تنویر پشت آئنہ
کیجیے داخل دل بیتاب یار کی عوض	روز سینے نالہ شبگیر پشت آئنہ
منہ پہ آئینے کے پڑتی ہی ادھر تیغ نگاہ	آہ اپنی بھی ادھر ہی تیر پشت آئنہ
یار کے منہ پر کرو نہین آج صاف پشت پا	پیش آئینہ کرون تقریر پشت آئنہ

بن گیا ہی دست سیمین صنم چاندی کا گلہ
دید کے قابل ہی یہ تعمیر پشت آئنہ

ایک دو روزن بنا تا گر ترا تیز نگاہ
جھانکتی تجکو ابھی تصویر پشت آئنہ

یار کے دست حنائی نے لگا دی اوسمین آگ
آب آئینہ کرے تدبیر پشت آئنہ

عکس رخ سے تیرے آئینہ سپہر حسن ہو
نسر طائر طوطی تصویر پشت آئنہ

زلف رنگین جانان نے قیامت کیا
نور روے شمس ہی تنویر پشت آئنہ

عکس روے آتشین نے صاف کشتہ کر دیا
کیمیا اب سیماب کو اکسیر پشت آئنہ

تم ادھر منہ دیکھتے ہو اور ادھر مین ناتوان
ہون نگاہ دیدہ تصویر پشت آئنہ

خط ترا دیکھا تو آواز شکست رنگ سے
بول اوٹھے گا طوطی تصویر پشت آئنہ

کیا در آئے ہین خدنگ عکس انگشتان یار
شکل جوہر یہ نہ نکلے تیر پشت آئنہ

سایہ سان دن کو ہین دیوار ہر فرقت کی رات
بنگئی ظالم شب تصویر پشت آئنہ

جب حنائی ہاتھ اوس شوخ قمر نے رکھ دیا
آفتاب آسا ہوی تنویر پشت آئنہ

سیکڑون شاخین کا لین اوسمین بل بے عیب جو
ہی غزال چشم آہو گیر پشت آئنہ

پشت و رو یکسان نہین اوس آئنہ رو کی طرح
پیش اسکندر کرون تحقیر پشت آئنہ

تمنے انگشت حنائی رکھی جب ہنگام دید
بنگئی شمع شب تصویر پشت آئنہ

صاف سینہ یار کا صبح رخ آئینہ ہی
بیٹھہ پر چوٹی شب تصویر پشت آئنہ

روے آئینہ مقابل ہی رخ دلدار کے
دست کوتہ کیون ہو دامنگیر پشت آئنہ

بیٹھہ پر چوٹی تری دیکھی تو وحشت مین کہا
جوہر آئینہ ہی زنجیر پشت آئنہ

دل سے میرے وصف تم پوچھو صفائی شیشے کے
آج طوطی سے سنو تقریر پشت آئینہ

تیرے نظارے کو عکس اسکا ادھر آئے نکل
ہی رخ آئینہ پر تصویر پشت آئینہ

پشت لب سے مثل خط ظاہر ہوئے حرف سخن
بنگئی تحریر اب تقریر پشت آئینہ

عکس وے صاف ادھر سے صاف جا نکلا ادھر
خودنمائی نے کیا تصویر پشت آئینہ

ابر و تصویر اگر چھو لو فلک پر ہو دداغ
چرخ پر چڑھ جائے یہ شمشیر پشت آئینہ

ہاتھ کیا رکھا لگا کے تیر دستی آپ نے
بنگئی ہر ایک اونگلی تیر پشت آئینہ

تھا جو گھر چاند کا اب وہ بنگیا سونے کا گھر
دست رنگین مین بڑھی توقیر پشت آئینہ

۱۲۹
اپنے بیگانے ہوئے ہین ای فرمیر اب کیا عجب
روے آئینہ کرے تحقیر پشت آئینہ
۱۷

ہر عضو مسافر ہی نہین کچھ سفری آنکھ
ہی آخر شب عمر چراغ سحری آنکھ

کیا کرتی ہو دلکش سخن ای رشک پری آنکھ
لو سیکھ گئی طرز کلام بشری آنکھ

اون آنکھون مین جا نع نے بھرے کوٹ کے موتی
قسمت یہ ہماری ہی کہ اشکون سے بھری آنکھ

باتین جو کرو ناز سے تم منہ کو چھپا کر
سننے کے لیے کان ہوئی ای رشک پری آنکھ

آیا ہی مرے دل کا غبار آنسوؤن کے ساتھ
لو اب تو ہوئی مالک خشکی و تری آنکھ

اب تک وہی رونا ہی وہی حسرت دیدار
ہم مر گئے اسپر بھی گئی پھر نہ مری آنکھ

تیار کیا خامۂ مو اپنی مژہ سے
کھینچے گی مگر نقشۂ نازک کمری آنکھ

نرگس پہ نظر کیجیے دوبارہ کہ وہ کھلجائے
ہو جائے نظر ثانی مین اوسکی نظری آنکھ

صحبت کا اثر صاحب بینش کو ہو کیونکر
عینک ہو اگر سبز نہ ہو جائے ہری آنکھ

باتون کو زبان مثل سخن منہ سے نکل جائے
نظارے کو ہو پائے نگہ سے سفری آنکھ

تیر مژۂ یار کو مژگان ہی سمجھتی
کس آنکھ سے لڑتی ہی سدا اہل بے جگری آنکھ

رفتار تو دکھلا کے زخود رفتہ بنا دو
نرگس کیطرح ہی ہمہ تن کبک دری آنکھ

دامن کیطرح چاک ہوے آنکھ کے پردے
اودست جنون سیکھہ گئی جامہ دری آنکھ

جو اہل نظر ہین کبھی خود بین نہین ہوتے
دیکھو کہ ہی اس عیب نمایان سے بری آنکھ

کیا قہر ہوا آیت ابرو ہوی نازل
ڈر ہی نکرے دعوی پیغام بری آنکھ

کشتی وہ لیے نوح کے نزد چلے آئین
طوفان بپا کر شب فرقت مین اری آنکھ

۱۳۰ | رہتے ہین وہ زیر اشک کی جا ٹکڑے جگر کے
اندرون ہوے کان عقیق جگری آنکھ | ۱۳

دم بھر جو نہ سیکھے تجھے ای رشک پری آنکھ
مژگانکی زبانون سے کرے نوحہ گری آنکھ

جم جائے تصور جو ترے بوٹا سے قد کا
پتھرا کے بنے صاف عقیق شجری آنکھ

لے لیجیے شیشے ہین سفید اشک نہین ہین
تم بادہ کشی سیکھہ گئے شیشہ گری آنکھ

جاؤ جو چمن کو تو کرے فرش رہ ناز
بلبل جگر و فاختہ دل کبک دری آنکھ

دیکھا جسے بسمل کیا تاکا جسے مارا
اوس آنکھ سے ڈریے جو خدا سے نڈری آنکھ

جنبش اودھر اوسکو ہی تو گردش ادھر اوسکو
ابرو ہی کہ شمشیر سپر ہی کہ پھری آنکھ

کیا دید کے قابل ترے کوچے کی زمین ہی
ہر گام ہی نقش قدم رہگذری آنکھ

تم جھانک رہے ہو یہ تمھین تاک رہا ہی — کیون دیدۂ روزن پہ ابھی تمنے دھری آنکھ

کہتی ہی تری ناف و شکم دیکھ کے بلبل — رخسار گل تر پہ ہی نرگس کی دھری آنکھ

ای ماہ یہ سب چشم فلک کے ہین اشارے — ایسی تو نہ تھی مائل بیداد گری آنکھ

نرگس جو گلستان مین ہی تو دشت مین آہو — ہر رنگ مین دکھلانے لگی جلوہ گری آنکھ

گدکا کہین مدہ سرمے کا دنبالہ اوٹھائے — ہی دست مژہ مین لیے پتلی کی پھری آنکھ

دیکھے وہ اگر چشم سیہ اور یہ خط سبز — نرگس کی سیہ آنکھ ہو طوطی کی ہری آنکھ

۱۳۱	وله	۲۰

تیغ عریان پہ تمھاری جو پڑی میری آنکھ — چشم جوہر سے ابھی خوب لڑی میری آنکھ

نہ ہٹی ہیٹ پر اوسکے جو پڑی میری آنکھ — بنگئی ناف شکم ایسی اڑی میری آنکھ

اشک گلرنگ پروتی ہی مژہ مین کیا خوب — کیا بناتی ہی یہ پھولونکی چھڑی میری آنکھ

تم تھے بام پہ یان لگ گئین آنکھین چھت سے — رات گنتی رہی ہر ایک گھڑی میری آنکھ

اس خجالت نے ابد تک مجھے سونے نہ دیا — ہجر مین لگ گئی تھی ایک گھڑی میری آنکھ

در دندان کی بھلا آینہ کیا جانے قدر — اسکو دکھلاؤ مبصر ہی بڑی میری آنکھ

خط رخسار نہین ہالے نگہ کے ہین نشان — عارض صاف پہ سو بار پڑی میری آنکھ

یاد آئے جو تری تیغ کا مالا قاتل — رو کے پیدا کرے موتی کی لڑی میری آنکھ

رخنہ دیوار مین معمار بنا نا کیا تھا — تو نے روزنکی عوض کیون نہ جڑی میری آنکھ

زندگی مین تو کیا مردم آبی مجکو — دیکھون اب کیا ہو مرے ساتھ گڑی میری آنکھ

زلف کی طرح سے زنجیر ہوی جاتی ہے نرم / پڑتی ہے جوش جنون میں یہ کڑی میری آنکھ
کیا اسی نے یہ کیا مطلع ابرو موزون / تم جو کہتے ہو سخنگو ہے بڑی میری آنکھ
چشم میں سرمے کا دنبالہ بنا کر بولے / کیون عصا ٹیک کے ہو جا کھڑی میری آنکھ
نخل نرگس نہیں تربت پہ نظارے کے لیے / آئے دیکھتی ہے راہ کھڑی میری آنکھ
نظر آئے گی زمین کشتی دریاے فنا / دیکھ لینا جو مرے ساتھ گڑی میری آنکھ
باغبان نہر نہیں یاد میں اک کوچے کی / رو رہی ہے یہ گلستان میں پڑی میری آنکھ
کرتی ہے ایک نگہ میں لب نازک کو کبود / کیا بنا دیتی ہے مستی کی دھڑی میری آنکھ
آے تیرا جو تصور بھی تو بہر تعظیم / کیا عجب پاس نگہ سے ہو کھڑی میری آنکھ
دل پہ داغ ہوا دفن تو لالہ نکلا / او سے نرگس جو گلستان میں گڑی میری آنکھ

۱۳۲ یاد آتے ہیں مجھے حضرت ناسخ جو وزیر / کیا لگا دیتی ہے اشکون کی جھڑی میری آنکھ ۱۶

جیتے جی بس وہ بت رہا ہمراہ / اب تو بندے کے ہے خدا ہمراہ
دل دیا اوسکو پر یہ ڈرتا ہون / دشمن اک دوست کے کیا ہمراہ
نہیں یاران رفتگان کا نشان / لے گئے کیا یہ نقش پا ہمراہ
اس میں کیا آپ کی ہے رسوائی / رہے گر مجسا پارسا ہمراہ
تجھے دیکھا جدھر نگاہ گئی / تھا تصور ز بس ترا ہمراہ
رنج تنہائی لحد نہ رہا / یار کے غم کو لے لیا ہمراہ

شب کو جاتے ہو ساتھہ تو مشعل / کہیں تو ہو یہ دل جلا ہمراہ
ہوے بعد اپنے بیوفا عشاق / لے گئے یان سے ہم وفا ہمراہ
تیری رفتار کا مین کشتہ ہون / قبر تک آئیو ذرا ہمراہ
یہ دل بدگمان نہ دیکھہ سکے / اگر اوس بت کے ہو خدا ہمراہ
تا سلامت تو آئے ای قاصد / ٹھہرا اپنا کرون دعا ہمراہ
اوسنے تنہا مجھے نہ جانے دیا / غم فرقت کو کر دیا ہمراہ
ناتوان ہی بہت غبار مرا / تو ذرا رہیو ای صبا ہمراہ
رہی یان گردش اور جامہ دری / کاش لاتے نہ دست و پا ہمراہ
گالیان جیسی دین ہین دل لیکر / جائے گا یہ دیا لیا ہمراہ

۱۳۳	جا نہ تنہا تو ای شہ خوبان ہو وزیر برہنہ پا ہمراہ	۱۲

سائل کا ہاتھہ چوم لے دست خدا کے ساتھہ / آیا ہی بادشہ ترے در پر گدا کے ساتھہ
قاتل تلک پہونچ ہی گیا یہ قضا کے ساتھہ / بھولے کبھی نہ راہ جو ہو رہنما کے ساتھہ
رونے پہ میرے رحم کیا پر جفا کے ساتھہ / بجلی گرائی خندۂ دندان نما کے ساتھہ
جی ڈر رہا ہی دل جو گیا دلربا کے ساتھہ / نا آشنا کو ہمنے کیا آشنا کے ساتھہ
ڈھونڈھا ہی جسنے اوسکو تو پایا ہی آپ مین / دیکھو کہ قرب بندے کو ہی کیا خدا کے ساتھہ
ساقی کے آنے کی یہ تمنا ہی بزم مین / دست سبو بلند ہی دست دعا کے ساتھہ

وہ ناتوان ہون مور جو لیجائے یا مجنون
کھنچ جاؤن مین بھی دانہ زنجیر پا کے ساتھ

چپ رہ گئے کہ گفتگو ہی سے پڑتا ہی تفرقہ
ہوتے ہین دونو ہونٹھ جدا اک صدا کے ساتھ

دربان کی ضد سے دل مین ہی مرکر ابھی ہون خاک
سو بار جاؤن روزن در سے ہوا کے ساتھ

اپنی خطا ہی زلف کو ہو کیون نہ پیچتاب
نسبت نہ دینے تھے ہمین مشک خطا کے ساتھ

ہم خاک ہوگئے نہ ہوا ختم خط شوق
آخر ہمین سے چلے گئے باد صبا کے ساتھ

۱۳۶
بیجا تلاش دولت دنیا ہی ای **وزیر**
غیر از کفن نجائے گا شاہ و گدا کے ساتھ
۱۷

مرتبہ پاتا ہی دست سیمبر مین آئنہ
صاف آتا ہی نظر چاند کے گھر مین آئنہ

کون دیکھے گا الٰہی اپنے منہ کو وقت صبح
شام ہی سے ہی تمنائے سحر مین آئنہ

دیکے دل اوس سنگدل کو سخت پچھتاتا ہون مین
کیون دیا مینے کف بیدادگر مین آئنہ

جوہرون نے اسکے ای قاتل مجھے دھوکا دیا
صاف مین سمجھا کہ ہی تیری سپر مین آئنہ

ذوق ایسا خودنمائی کا ہی روئے یار کو
بنگیا مصحف جیب مین اور صفر مین آئنہ

میرے قاتل کو ہوا ایسا ہی خودبینی کا ذوق
اب عوض خنجر کے رکھتا ہی کمر مین آئنہ

پرتو خسار جانان جلوہ گر ہر شی مین ہی
آنکھ ہو تو دیکھ ہر برگ شجر مین آئنہ

گھر مین اوسکے جابجا عاشق ہین یون حیران کھڑے
نصب ہو جسطرح ہر دیوار و در مین آئنہ

یون کیا آگاہ اوسکو حسرت دیدار سے
جلکے رکھ آیا مین اوسکے رہگذر مین آئنہ

صندل پیشانی جانان پہ کرتا ہی نگاہ
یا الٰہی مبتلا ہو درد سر مین آئنہ

پشت پر اوسکے لگی ہوتی اگر تصویر یار
دیکھتا روزن بناکر اپنے گھر مین آئنہ

دیکھکر مجھ ناتوان کی شکل کیا سو ہوا
ناتوان ہین بن گیا سکی نظر مین آئنہ

پڑگیا گر پر تو آب دندان یار
ڈوب جائیگا ابھی آب گہر مین آئنہ

پڑگیا جو عکس ابروی قاتل نے کہا
دیکھ لو رکھتا ہی تیغ اپنی سپر مین آئنہ

لکھ سکا خط مین نہ جب وصف صفای روی یار
دے دیا آخر کو دست نامہ بر مین آئنہ

رکھکے عارض روبرو سویا تھا جو وہ آئینہ رو
بنگیا گل تکیہ اوسکا رات بھر مین آئنہ

۱۳۵
خال رخسار صنم دیکھا تھا اک دن ای فرید
آج تک رکھتا ہی داغ اپنے جگر مین آئنہ
۱۷

بنگیا [illegible] دست سیمبر مین آئنہ
اب ید بیضا ہوا اسکی نظر مین آئنہ

جوہر آئینہ آئیگا نظر موے کمر
امتحانا آپ رکھہ دیکھین کمر مین آئنہ

صاف جب اوسکا شکم دیکھا کمر کے متصل
ہوگیا دھوکا کہ ہی اوسکی کمر مین آئنہ

خوبرویون کے بھی یان ہوتے نہین یکسان نصیب
کاٹھ کے گھر مین کوئی چاندی کے گھر مین آئنہ

دیکھتا ہون اوسکو پھرتے دست خوبان مین سدا
گھر سے گو نکلا نہین پر ہی سفر مین آئنہ

دیکھکے قد سرو رخ ترا دیکھا تو حیرت ہوگئی
ہی عوض گل کے نمایان اس شجر مین آئنہ

خوبرو ہوتے ہین ہرجائی گلہ اوسکا نکر
دیکھ لے ہوتا ہی ایدل سبکے گھر مین آئنہ

تو دکھائیگا اگر روے عرقناک ای صنم
اشک بھر لائیگا اپنی چشم تر مین آئنہ

جا نہین سکتی مری حیرت سرا سے چاندنی
نصب ہی گویا ہر اک دیوار و در مین آئنہ

ایکدم پھیرا جو منہ اپنا دکھا کر یار نے
بیقراری سے نہ ٹھہرا اپنے گھر مین آئنہ

چرخ نیلی مین نظر آتا ہی جیسے آفتاب
بن گیا عکس رخ قاتل سپر مین آئنہ

چشم بد سے دیکھے گر سوے در دندان یار
ڈوب جاے ای خدا آب گہر مین آئنہ

جنس حسن یار کو ہرگز گران دیکھا نہین
تول لیتا ہی اوسے اپنی نظر مین آئنہ

ہوگیا پوشیدہ خط سبز سے رخسار یار
چھپ گیا ان طوطیون کے مشت پر مین آئنہ

ہاتھہ مجھہ بیخود کا سر کاٹے نکیون عارض وہ
کوئی بھی دیتا ہی دست بیخبر مین آئنہ

ہاتھہ وہ رخسار پر رکھے ہوے بیٹھا جو تھا
مین یہ سمجھا ہی کف رشک قمر مین آئنہ

۱۳۶ رکھیو وحشت مین قدم اپنا سنبھلکر ای **وزیر**
ہی یہان ہر ایک سنگ رہگذر مین آئنہ ۱۵

شوخی تو دیکھو کہتے ہین اپنے چھپا کے ہاتھہ
ہین آج دست غیب ترے آشنا کے ہاتھہ

اسمین ہی کیا گناہ نہ بگڑو ہٹا کے ہاتھہ
ہین مصحف عذار پہ مجھہ پارسا کے ہاتھہ

آ تو بھی صبح اپنا گریبان پھاڑ کر
مانگون دعا جو مین شب فرقت اوٹھا کے ہاتھہ

چھوتا ہی خط سبز کو کیا غیر زرد رو
قسمت سے کاہ لگ گئی ہی کہربا کے ہاتھہ

لو پہنچا سے ہڈیان سگ دلدار تک مری
لیجاے چونچ مین جو نہین ہین ہما کے ہاتھہ

کہتا ہی دل ہر الف رنگین پہ رکھلے یار
کیا مال مفت آیا ہی دزد حنا کے ہاتھہ

صیاد پر اوڑاتا ہی بلبل کے نوچ کر
ای تیغ شاخ گل تو عوض لے اوڑا کے ہاتھہ

محشر مین میرا ہاتھہ گریبان ہی آپ کا
دامن سے اب تو جاتے ہو کیسے چھڑا کے ہاتھہ

چاہئے اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر	موسی کو دیدیا ید بیضا جلا کے ہاتھ
اوٹھین جو بسم اللہ نہین تو اک صف اولٹ گئی	تیغ برہنہ ہو گئی اوس لربا کے ہاتھ
ہین بادہ کش فقیر ہون محروم خم کی خیر	ساقی ادھر بھی ایک پیالہ بڑھا کے ہاتھ
ہی آرزو سے قتل اجی دم نہ دو مجھے	چھوٹا ہی نیمچہ تو لگاؤ بڑھا کے ہاتھ
دیکھو تو کیا ہی دست نگر تجکو کر دیا	کس ناز سے وہ کہتے ہین مجکو دکھا کے ہاتھ
تیرے دہن کے مجسے مضامین نبندھ سکے	جاتے رہے ہین غیب کے مضمون اوکے ہاتھ

۱۴۷	دیندار ہم اوسی کو سمجھتے ہین ای وزیر دنیا سے جو کہ بیٹھ رہا ہی اوٹھا کے ہاتھ	۶

خط کو جانباز و کبھی درکار ہی کب سرنامہ	میرا مکتوب ہی عطار کا بیسر نامہ
گم ہوا لکھتے ہی حال تن لاغر نامہ	بنگیا نقطۂ موہوم سمٹ کر نامہ
دیکھیے خط یہ نہین چاند سے رخسارون پر	دونو آئینون پہ لکھا ہی سکندر نامہ
گم ہوا ضعف سے یہین کہین ڈھونڈ ہے نہ ملا	قاصد یار لیے پھرتا ہی گھر گھر نامہ
ہی مزا اگر بط می خط سوے ساقی لیجائے	لطف ہی پڑھ کے سنا دے لب ساغر نامہ
نہ اوٹھا ضعف کے مضمون سے یہین گر ہوا	بنگیا سایۂ مژگان کبوتر نامہ

۱۴۸	ردیف یا	۱۷

وہ پری زاد منانے سے خفا ہوتا ہی	اب سلیمان بھی اگر آئین تو کیا ہوتا ہی
آنکھین وہ دیکھ کے دم اپنا فنا ہوتا ہی	آج بیمار سے بیمار جدا ہوتا ہی

آبلے روتے ہین خون رنج بڑا ہوتا ہی
کوئی کانٹا جو کف پا سے جدا ہوتا ہی

ترک مطلب سے جو مطلب ہی مرا ہوتا ہی
ہاتھ اوٹھاتا ہی مجھے دست دعا ہوتا ہی

آئینے کی وہین کھل جاتی ہی ساری قلعی
تیرے چہرے کے مقابل جو ذرا ہوتا ہی

قفس تن مین نہ گھبرائیو ای طائر روح
جو گرفتار ہی اک روز رہا ہوتا ہی

جان شیرین دم آخر جو لبون تک آئی
بولا فرہاد کہ مرنے مین مزا ہوتا ہی

نہین معشوق بھی آزاد گرفتاری سے
ہاتھ مہندی ہی کے چھلے مین بندھا ہوتا ہی

رات دن سجدۂ شکرانہ ہی واجب منعم
کہ خدا دیتا ہی اور نام ترا ہوتا ہی

کونسے جرم کی تعزیر نہین پاتا ہون
مجکو ہر روز یہان روز جزا ہوتا ہی

یا تو آتے ہی نہ تھے آتے تو کرنے لگے قتل
وصل مین بند یہان بند سے جدا ہوتا ہی

ہون وہ لاغر کف جانان پہ جو رکھتا ہون ہاتھ
طائر رنگ حنا رشتہ بہ پا ہوتا ہی

توڑ کر آئینۂ دل کو بناتے ہو عبث
اب سکندر بھی اگر آئے تو کیا ہوتا ہی

دم بھی آتا ہی مرے لب پہ تو بس کر مرکر
ایکدم بھی وہ اگر مجھسے رکا ہوتا ہی

کوئی ہمچشم نہین میری سیہ بختی کا
مین وہ سرمہ ہون جو نظرون سے گرا ہوتا ہی

شاخ طوبی اسے کہیے تو بجا ہی مطرب
خود بخود ساز ترا نغمہ سرا ہوتا ہی

۱۱ سخت جان ہون نہ مرونگا شب فرقت مین فرید
سیکڑون بار اجل آئے تو کیا ہوتا ہی ۱۳۹

جو کہ طائر ترے صدقے مین رہا ہوتا ہی [illegible] ای شۂ حسن وہ اوڑتے ہی ہما ہوتا ہی

چومتا ہون لب شیرین وہ خفا ہوتا ہی
کیا شکر رنجی جانان مین مزا ہوتا ہی

ہم اسیرونکو قفس مین بھی ذرا چین نہین
روز دھڑکا ہی کہ اب کون رہا ہوتا ہی

دونو عالم مجھے تاریک نظر آتے ہین
جب تصور ترا ای زلف دوتا ہوتا ہی

اور بھی صاف ہون ای چرخ ہم آئینہ خصال
خاک مین تو جو ملائے ہمین کیا ہوتا ہی

پوچھہ لے تو دہن زخم سے میرے الدن
پھل مین تلوار کے قاتل جو مزا ہوتا ہی

صورت ماہ نو آتا ہی مہینے پیچھے
انھین باتونسے تو انگشت نما ہوتا ہی

کیا تری تیغ مین ہی نہر چمن کا پانی
جب بہار آتی ہی یان زخم ہرا ہوتا ہی

ایک ذرے کو نہین ہوتی ہی جنبش بحکم
بت جو پھر جاتے ہین اللہ پھرا ہوتا ہی

جان کر میرا تن زار وہ ٹھکراتے ہین
کوئی تنکا جو سر راہ پڑا ہوتا ہی

سبکی نظرون سے گراتا ہی ذلا دست سوال
ہاتھہ مین یان اثر لغزش پا ہوتا ہی

۱۸۱ ولہ ۱۹

ای خیال گیسو جانان تری تاثیر سے
کم نہین دود چراغ داغ دل زنجیر سے

ہم پیاسے ہین کہ اپنی یاس کی تاثیر سے
آب جاری ہو ابھی قاتل تری شمشیر سے

ہجر مین ہوگا وصال اپنا اسی تدبیر سے
کاٹ ڈالین گے گلے کو ایکدن شمشیر سے

کون جنت چشم اسکی آنکھونکا بھلا وحشی نہین
بیشتر آہو بھی دیکھے ہین بندھے زنجیر سے

وصف گلرو یان کیا کرتا ہون مین رنگین بیان
عندلیبو پھول جھڑتے ہین مری تقریر سے

پردۂ حیرت اوٹھا دیتا اگر یہ جوش عشق
آتی آواز عنادل گلشن تصویر سے

ہون وہ دیوانہ اگر لون ہاتھہ مین شمشیر تیز		ہو ابھی زنجیر پیدا جوہر شمشیر سے
رشک عارض سے ترے کھاتا ہی گلشن پیچ و تاب		نکہت گل کم نہین ہی آج میری زنجیر سے
مجھسے پیری مین وہ ہو جو نوجوانون سے نہو		ہون کمان لیکن فزون طاقت ہی مجھمین تیر سے
میری خاک قبر پر دامن اوٹھائے آئیے		تا ہو خاطر ملد رخاک دامنگیر سے
تیر مژگان یاد آجاتا ہی جب ہنگام فکر		طائر مضمون تڑپنے لگتے ہین نخچیر سے
رات بڑھ جائے جو یاد زلف مین نالان نہین		ہو شب ظلمات پیدا نالۂ شبگیر سے
برچھیان ماری نگہ نے زلف نے پھینکی کمند		تیغ سے ابرو نے مارا اور مژہ نے تیر سے
باندھتا ہون سیکڑون مضمون غزال چشم کے		فکر میری کم نہین صیاد آہو گیر سے
ابر سے پانی جو مانگے ہی کشت آرزو		آگ برسانے لگی وہ برق کی شمشیر سے
یہ ہمین ہین جو تری تصویر پر بھی ہین نثار		انس بلبل کو بھلا کب ہی گل تصویر سے
جسکو جوہر کہتے ہین وہ ہی ہماری سر نوشت		قتل ہونگے ایکدن ظالم تری شمشیر سے
ای ستمگر تیری ابرو کے ہزارون کشتے ہین		اس کمان کو دیجیے نسبت قضا کے تیر سے

۱۴۱	ہمسری کی تھی جو اوس ساق بلورین سے فریہ شمع ہی پابند موج اشک کی زنجیر سے	۱۹

کی مرے ہاتھون نے بیعت حلقۂ زنجیر سے		سلسلہ میرا ملا زلف بت بے پیر سے
چاہیے ای نشۂ وحشت تری تاثیر سے		دور ساغر ہوے پیدا حلقۂ زنجیر سے
محو حیرت ہی جہان ای گل تری تقریر سے		کم نہین منقار بلبل غنچۂ تصویر سے

ای جنون مجھ وحشی بدمست کی تاثیر سے
قلقل مینا کی آتی ہی صدا زنجیر سے

یار کی آنکھون مین یون ہی سرمۂ دنبالہ دار
جسطرح آہو کو کوئی باندھدے زنجیر سے

طفلی مین لکھتا تھا تیرون کے بنا کر تو قلم
تھی عیان مشق ستمگاری تری تحریر سے

تیری چشم سرمگین کا وصف اگر کرنے لگون
شمع بھی خاموش ہو جائے مری تقریر سے

تھک گئے ہین پاؤن اور جاتی نہین سرگشتگی
سر مرا پھرنے لگا ہی نالۂ زنجیر سے

رکھتے ہین آغوش حسرت وا کمان کیطرح ہم
دیکھیے کب ہم بغل ہوتے ہین اوسکے تیر سے

جب صفت وحشت مین کی اوس شاک شمع طور کی
لن ترانی کی صدا آنے لگی زنجیر سے

ہاتھ مین لے گا کمان تیر جب وہ شعلہ خو
شمع روشن ہوگی خانۂ زین کمان کے تیر سے

منفعل ہوتا ہے تیرا خال ابرو دیکھتا
مانگتا پرواز کو زاغ کمان بے تیر سے

گر نہ بدخلقی سے کچھ ہو مارے کھلے خلق سے
کم نہین تسلیم ظالم کی خم شمشیر سے

خط ہوا تر گال جانان کے تصویر مین رقم
ڈر ہی مرغ نامہ بر یار انجائے تیر سے

کشتہ ہوتے ہین عدو سنکر مرے اشعار کو
خون ٹپکتا ہی برنگ تیغ یان تقریر سے

میری مشت خاک پر آئے جو وہ جانے نہ پائے
آرزو اتنی ہی اپنی خاک دامنگیر سے

اسقدر تیر افگنی کرا ہی مرے ناوک فگن
آشیانہ تا قفس بنجائے چوب تیر سے

قصۂ فرہاد سے کے دھوکے مین جال اوسنے سنا
سرگذشت اپنی کہی ہمنے بھی کس تدبیر سے

۱۴۲	گیسو پر پیچ کے پھر پیچ مین آیا وزیر صاف ہم پر کھل گیا اوجھی ہی تقریر سے	۱۲

حنا سے سرخ جو تیری کف پا ہی سرو رعنا ہی
عیان ہی پشت پا سے رنگ ہی لطف کف پا ہی

نگہ بیتاب ہو کر یون ہو خال سیہ دوڑے
کہ مرغ گرسنہ جسطرح سے دانے پہ گرتا ہی

بھرے ہین اشک چشم تر مین رو تا ہو نہین
بچشم غور دیکھو بند اک کوزے مین دریا ہی

ادا سے پنجۂ پر نور رہا تھے پر نہین رکھا
یہ اوسنے لوح پر قرآن کی اللہ لکھا ہی

زمین شعر مین بڑھ بڑھ کے نیر سے اپنے گرتے ہین
قلم نے یہ دم فکر سخن میدان باندھا ہی

خجالت سے رہی ہی سرکشی عہد جوانی کی
قد خم گشتہ سے ہر پیر اپنے پاؤن پڑتا ہی

نکیون ہو سنبلستان دشت دود آہ سوزان سے
تری زلف پریشان کا دل وحشی کو سودا ہی

نگہ دزدیدہ سوے غیر یون کرتی ہین وہ آنکھین
نہان جسطرح بدپرہیز یان بیمار کرتا ہی

قطعہ

صفای پشت لب کا وصف ہو کیونکر بیان مجھسے
ہر اک دندان اوس سے یون بیساختہ دکھلائی دیتا ہی

عیان ہین صاف مروارید درج لعل سے گویا
نمایان چشمۂ حیوان مین یا عقد ثریا ہی

عرق آلود رخ ہی چاندنی مین یون نزاکت سے
کہ گویا گوہر اک دریای نورانی مین ڈوبا ہی

١٤٣

ہلال چرخ ہی میرا رکاب توسن وحشت
وزیر اب عالم وحشت مین بھی میرا یہ رتبا ہی

١١

کیا ہی گناہ جام مین گر یان شراب ہی
زاہد فلک کے شیشے مین بھی آفتاب ہی

آنکھونکو کب ہی تاب ادسے دیکھین بے نقاب
گویا کہ ہی حجاب جو وہ بے حجاب ہی

ریگ روان کیطرح نہین اکدم قرار
ہم خاک ہو گئے پہ وہی اضطراب ہی

نقطے مثال قطرۂ باران ہین سطر برق
مضمون اشک چشم سے نامہ سحاب ہی

اس طفل نے سوار نجبا ادر ایکدم
یان شہسوار عمر بھی پا در رکاب ہی

ہستی جو رات ہی تو ستارے ہین اوسکے دانت
سایہ جو چاندنی ہی تو رخ ماہتاب ہی

دنیا کو کچھہ ثبات نہین مثل نقش آب
چشم فنا سے دیکھہ کہ دریا حباب ہی

جنت مین جائین یا کہین دوزخ نصیب ہو
یہ پرسش عمل تو ہمین اک عذاب ہی

کرتے ہین جس سے بات تو دیتا نہین جواب
ہر اک سخن ہمارا مگر لاجواب ہی

بے عطر جامہ کیون نہ معطر ہو یار کا
گل ہی اگر بدن تو پسینا گلاب ہی

۱۴۴ — ۲۴

جس شی کو دیکھہ آنکھہ سے خواب و خیال جان
بیداری ای وزیر یہان عین خواب ہی

کیا دیوانہ سبکو اوس پری کے ہاتھہ کے تل سے
مسخر کر لیا ہی عالمونکو ایک فلفل سے

لبون پر دم ہی اور عشق مزہ جاتا نہین دل سے
چہپائے آب خنجر منہ مین کہدے میرے قاتل سے

جو وہ لیلی منش آیا کدورت مٹگئی دل سے
ہوا ہی صاف آئینہ ہمارا گرد محمل سے

لب شیرین کو کہتا ہی نہین کم نقل محفل سے
شکر رنجی نہین باتو نہ رہتی ہی مرے دل سے

پہونکا جاتا تہا میرا جسم سوز آتش دل سے
بجہی دل کی لگی صد شکر آب تیغ قاتل سے

مری محفل مین پہر میکشی وہ آفتاب آیا
فلک سے مانگون اب شیشہ تو ساغر ماہ کامل سے

عیان ہی آتش رخسار لیلی صاف شعلے سے
چراغ قبر مجنون کیا بنا ہی گرد محمل سے

رہین گر دور محبوب انس کچھہ اونسے نہین ہوتا
نہین پروا ہے انکو الفت چراغ ماہ کامل سے

بغل مین یار ہی دیوانے کیا پہرتا ہی صحرا مین
صدا یہ آرہی ہی ابہی زنجیر در دل سے

بچھی ہے چادر مہتاب اوس کے چھپر کھٹ مین
بجا ہے مانگے گل تکیہ اگر وہ ماہ کامل سے

ہمین ہر طرح سے یارونکی ہے مد نظر خاطر
چمن مین دیکھتے ہین روے گل چشم عنادل سے

ہمیشہ چاٹتی ہے یہ ہمارے سنگ مدفن کو
مزا اسکا کوئی پوچھے زبان تیغ قاتل سے

نظر کی اے پری جسنے ہوا تیرا وہ دیوانہ
اثر مین نقش پا افزون کہین ہے نقش عامل سے

قسم قرآن کی اسبات پر اے طفل کھاتا ہون
ترا چھوٹا سا یہ مکھڑا نہین ہے کم حمائل سے

ہمارے سلسلے سے کوئی دیوانہ نہین باہر
ہے مجنونکو بھی بیعت اپنے ہاتھونکی سلاسل سے

سفر مین سچ ہے سبکی دوستی کا حال کھلتا ہے
پھر آئے آشنا سارے ہمارے پہلی منزل سے

عبث لکھوا رہا ہے اے پری تعویذ الفت تو
مکان تیرا نہین کم خانہا کے نقش عامل سے

نہایت میرے اشکونکی جھڑی پر غیر ہنستے ہین
گرے بجلی الٰہی اب مری بیتابی دل سے

زمین پر جب مین چلتا ہون قدم پڑتا ہے گردون پر
خدا جانے ہے الفت مجکو کس مہرو شمائل سے

یقین یہ ہے مری تاثیر وحشت سے وہ مجنون ہو
کوئی لیلی بنائے گر دل دیوانہ کے گل سے

جنون پتھر پڑین سر پر یہ بھی بیدماغی ہے
دھرا ہے پھول چھاتی پر وہ بھی کم نہین سل سے

ہوئی بدنام ناحق یہ ہمارے دلکی بیتابی
سپند آسا نکالا یار کی گرمی نے محفل سے

چراغونکی طرح جلتی ہین آنکھین ہجر کی شب مین
نکلتا ہے عوض اشکون کے روغن آنکھ کے تل سے

١٤٥	تصور جلوہ فرما ہے وزیر اوس روے خندان کا صداے خندۂ گل آرہی ہے گلشن دل سے	٧

مرنے پر بھی ساتھ رنج گردش افلاک ہے
خاک ہو آرام چرخ سفلہ زیر خاک ہے

سبزۂ خط جلوہ گاہ روے آتشناک ہے
چشمۂ خورشید تابان مین خس و خاشاک ہے

بادہ خوارونکے لیے یہ گردش افلاک ہے
مہر و مہ ساغر ہین اور یہ چرخ گردان چاک ہے

کسقدر مرنے پہ دل بیتاب زیر خاک ہے
ہین فلک ساکن مین ہین گردش افلاک ہے

خاکساری زیر کردیتی ہے ہر مغرور کو
دیکھلو اہی سرکشو گردونکو زیر خاک ہے

چہرۂ گلگون ہے گلشن آنکھین ہین نرگس کے پھول
برگ نرگس ہین بھوین اور شاخ نرگس ناک ہے

ہجر مین تار شعاع مہر ہے اشکون کا تار
چشمۂ خورشید تابان دیدۂ نمناک ہے

١٤٦ — ولہ — ٢٥

سلاے قصۂ ہجران فرقت کی شب یہ کہانی ہے
ترے زانو ہی کے تکیے پہ مجھکو نیند آئی ہے

ہوے پوشیدہ ہم نظرونسے ایسی ناتوانی ہے
شکست رنگ کی آواز بانگ لن ترانی ہے

حنائی ہاتھ کی تاثیر سے کیا سرخ پانی ہے
مرے قاتل کو ہاتھونکا بھی دھونا خونفشانی ہے

کہون کیا سیم تن کندن سا تیرا جسم جانی ہے
پسینا منہ پہ جو آیا ہے یہ سونے کا پانی ہے

کتابی رخ ترا اے جان جان قرآن ثانی ہے
تری یہ بیدہانی شرح لفظ لن ترانی ہے

مرا اچھا حال کہکر ذکر مجنون کرتے ہین عاشق
کتاب عاشقی مین اپنا قصہ پیش خوانی ہے

دلایا فاتحہ قاتل نے اکثر آب آہن پر
بس مرون بھی یاد اوسکو مری تشنہ دہانی ہے

مین اب مچھلی کا چھلا یار کی انگلی مین پہناؤ
بہت بیتاب و مضطر ہون یہی میری نشانی ہے

عجب اوس غیرت خورشید کی ہے گرم رفتاری
زمین پر ہے نشان پا چراغ آسمانی ہے

مسی ہے رات اگر تو ہین ستارے انت تیرے سب
جو مکھڑا چاند سا ہے تو دوپٹا آسمانی ہے

ہنسے دیتے ہین ساغر قہقہہ زن شیشہ می ہین
گلے مین آج جو ساقی کے جوڑا زعفرانی ہی

نہین آتا ہی میخانے مین اہی مینا می ساقی
مچا دے شور قلقل اب یہ کیا پنبہ دہانی ہی

وہ نالان ہون اور جب تنگ آوازے نالونکی
مرا رنگ پریدہ طائر روح فغانی ہی

رہے ہم بیخبر بیٹھے کنارے گور کے پونہچے
دلا عمر روان مین جہاز کشتی کی روانی ہی

نفس دزدیدہ آتا ہی مسیحا میری بالین پر
نہین تاب نفس بھی مجھکو ایسی ناتوانی ہی

لکھا ہی اوسکے گھر جانے کا مینے اشتیاق ایسا
صبا کیطرح از خود میرے نامے مین روانی ہی

ملمع یار کیون ہی اسقدر مچھلی کے چھلے پر
مگر چاندی کی مچھلی کے لیے سونے کا پانی ہی

توانائی کبھی نہ دیکھ اپنے آ نہین سکتی
ہمارے ضعف کو افزون حکم پاسبانی ہی

کہین گل سے زیادہ سرخ ہی رنگ اوس پری وش کا
اگر سلئے کو بھی چھو لو تو رنگت ارغوانی ہی

کریگا ذبح گر وہ ہم نہ تڑپین گے
ہمین بھی ناتوانی آج قاتل کو دکھانی ہی

مری حالت پہ چھوٹون بھی وہ بت روئے تو سچ جانون
جو بارش منہ کی ہو سمجھون خدا کی مہربانی ہی

جدائی درمیان ہین لاتی ہین ظالم تری باتین
کہون کیونکر نہ منہ پر تیرے ہونٹونکی زبانی ہی

حقیقت جو ہی میری عشق پاسے ہیر ظاہر ہی
مرا چلنا نہین قاصد قلم کی یہ روانی ہی

جو منہ سے منہ ملاتے ہو نہ یہ دیکھے کی الفت ہی
زبان منہ مین نہین دیتے فقط الفت بانی ہی

۱۴۷	مین وہ طوطی نہین گویا کرے آئینہ جو مجھکو وزیر الطاف ایزد سے یہ میری خوش بیانی ہی	۲۴

آنکھین لڑائین ہمنے جو اک خانہ جنگ سے
آئی صدا شکست کی پھر یکے رنگ سے

گھبرا کے یون وہ اوٹھہ گئے میرے پلنگ سے — جیسے کوئی غزال کرے رم پلنگ سے

زاہد جہاد کرتا ہون مین نہ ور رنگ سے — آنکھین لڑا رہا ہون بتان فرنگ سے

ہر صید کو ہے عشق مرے خانہ جنگ سے — اوڑتا نہین ہے دیکھہ لو طوطا تفنگ سے

سمجھا ہون میل سرمہ اسے مجکو دیکھنا — آنکھین گڑا رہا ہون تمہارے خدنگ سے

اللہ رے ادب کبھی نام بتان نہ لون — جبتک مین کلیان نکرون آب گنگ سے

بت بھی نہ بھولین یاد خدا کی بھی کیجیے — پڑھیے نماز کرکے وضو آب گنگ سے

گو مر گیا مگر وہی نازک مزاج ہون — چھاتی پہ میرے پھول زیادہ ہے سنگ سے

وہ مست ہون خیال اگر میکشی کا آے — نکلے شراب تاک سے اور شیشہ سنگ سے

کاٹے گی خوب غیر کو اے یار دیکھنا — تلوار تیز کر مرے مرقد کے سنگ سے

دیکھے جو اوسکو چہرۂ جانان نظر پڑے — آئینہ گر بنے مرے مرقد کے سنگ سے

ساقی سے ایک جام کی بس آرزو رہی — شیشے بنے بھی سنگ سے ٹوٹے بھی سنگ سے

دل چاہ زلف یار سے نکلا نہ عمر بھر — کچھہ قید چین بھی کم نہین قید فرنگ سے

باہم اگر ہون شیشے تو خوف شکست ہے — نازک دلونکو صلح زیادہ ہے جنگ سے

وحدت بجا ہے غم سے اگر دین و دنی کو چھوڑ — سرگشتگی کو کام نہین پاے لنگ سے

چھوڑے جو اپنے ہاتھہ سے وہ شوخ مست ناز — آواز قلقل آے صداے تفنگ سے

موتی ہین دانت گوش صدف چہرہ بحر حسن — کچھہ کم نہین ہے گیسوے پرخم نہنگ سے

مطرب بجاے آب ہون گر مجھہ حزین کے اشک — آواز گریہ آے تری جلترنگ سے

جا نکلون کوی یار مین سو بار گر ہون دفن	کنج مزار کم نہین مجکو سرنگ سے
مانند شمع پونہچے عدم کو کھڑے کھڑے	استادگی ہماری فزون ہی شلنگ سے
سنگ مزار قیس کو لیلی بنادے طور	تجلی گرادے شعلۂ آواز زنگ سے
بلبل نکل قفس سے آ پونہچی فصل گل	پرواز سیکھ لے مرے چہرے کے رنگ سے
وہ صید ہون اگر مین دکھاونگا اپنے زخم	چلائیگی کمان بھی زبان خدنگ سے

۱۴۸ اوس سرو خوشخرام کا قمری ہون ای فقیر
چلتے تھے جسکے ساتھ شجر پاے لنگ سے ۲۹

ہرگز نہ بہر رزق پھرے عار و ننگ سے	گر آسیا بنے مرے مرقد کے سنگ سے
ساقی ہوا ہی عشق کسی خانہ جنگ سے	مانگون گا میکشی کو پیالا تفنگ سے
روشن چراغ دیکھ کے جا لپٹے چنگ سے	پروانون کو شب وصل اڑایا پتنگ سے
بھر دے عوض شراب کے ساغر کو بنگ سے	گاڑھی چھنی ہی ساقی اب اک سبز رنگ سے
الفت جو ہی مژہ سے دکھادون مین یار کو	سر لگاون میل کے بدلے خدنگ سے
تیر نگہ مین ایک ہی وہ دو چشم بد	سرمہ لگاے آنکھ مین میل خدنگ سے
گرمی سے خال رخ پہ تمھارے عرق نہین	ہندو نہا رہا ہی کوئی آب گنگ سے
وہ رحم دل ہون دل بھی ہلو مین جو چور ہو	شیشہ بھی ٹوٹے گر کے مرقد کے سنگ سے
صد چاک ہو وہ دل نہو جسمین کہ تیری یاد	یارب تہی جو شیشہ ہو ٹوٹے وہ سنگ سے
ٹوٹے نہ دانہ بھی اثر ضعف سے مرے	بالفرض آسیا بنے تربت کے سنگ سے

بعد فنا خیال جو اوس بت کا آگیا
رو یا لپٹ لپٹ کے مین تن بت کے سنگ سے

آیا ہی میکدے مین جو وہ طفل محتسب
از خود سر اپنا پھوڑتے ہین شیشے سنگ سے

پتھر پڑین جنون کہ نہ مینے شراب پی
شیشے نہ جب تلک بجے لڑکونکے سنگ سے

ان آئنہ رخون کا نظارہ کیا کرے
دیوانہ ہی بنائے جو آئینہ سنگ سے

موزون طبیعتونکو نہ کیون ہو تنسے انس
کیا رابطہ ہی دیکھو ترازو کو سنگ سے

دیوانے ہونگے دیکھکے بادام چشم یار
از خود سر اپنا پھوڑینگے بادام سنگ سے

کیونکر نہ چاک گل کی روش ہو قبائے یار
غنچے کیطرح شوق ہی ملبوس تنگ سے

جس بزم مین ہی شیشہ فلک ساغر آفتاب
پونہچا وہان مین نشہ مے کی ترنگ سے

فرقت مین جام مے ہی پیالا تفنگ کا
ساقی فزون ہی گردن مینا تفنگ سے

ہون وہ پتنگ شعلہ نہ آوے جو مین تو شمع
تا صبح جستجو مین پھرے پاے لنگ سے

اوس شمع رو کو پاس ہی عاشق کے نام کا
فانوس کا غلاف رنگا ہی پتنگ سے

اے موت جلد آ کہ یہ قصہ کہین چلے
نفرت ہی اوسکو صلح سے اور مجکو جنگ سے

کس طرح سے بچین مرے بازو کی مچھلیان
وہ تیغ آبدار نہین کم نہنگ سے

اے شام وصل ہون کہین آنکھین مری سفید
آ پونہچی صبح مرگ تری اس رنگ سے

گرمی کی اوسنے بھی تجھے اللہ رہی نازکی
جلنے لگین ہتھیلیان مہندیکے رنگ سے

نکلا جو رخ پہ خط تو ہوا صاف ہمسے یار
صیقل اس آئینے مین نظر آئی زنگ سے

لکھو لیگا دام زلف اگر تو دم شکار
صیاد اوڑکے آئیگا طوطا تفنگ سے

منہ کو اودھر لگایا جو تو نے تفنگ سے		تیرا اودھر لب معشوق ہو گیا
۲۰	ہر آن ضعف سے ہے دگرگون و زرد رنگ تصویر بھی کھنچے گل رعنا کے رنگ سے	۱۴۹

مری تربت پہ شور بلبلان ہے	چراغ قبر شاید گلفشان ہے
سگ جانان کی خاطر استخوان ہے	ہما تو بے بلایا میہمان ہے
بدن وہ روح کا جسم گمان ہے	گلے سے پان کی سرخی عیان ہے
بدن مین اوس بھی قبلہ کے ہو گیا تل	الف مین دیکھو نقطہ کہان ہے
اگر دیکھے اودھر تنکے جنے برق	ہمارا اوس چمن مین آشیان ہے
جہان اے ماہ تو ہے جلوہ فرما	زمین کا ہیکو ہے وہ آسمان ہے
بہا دریا سے خون چشمون سے ایسا	جنازہ خود بخود میرا روان ہے
چمن مین نوچے ہین صیاد نے پر	بہار گل ہے اور اپنی خزان ہے
سبکروحی سے بوئے گل بنا ہون	وہ بلبل ہون کہ غنچہ آشیان ہے
زبس رہتا ہے تیرا نام لب پہ	دہن پر میرے خاتم کا گمان ہے
عجب انداز سے بیٹھا ہے وہ ماہ	کہ کرسی پر گمان آسمان ہے
کوئی یوسف ہے اوس چاہ ذقن مین	نہین خط گرد اوسکے کاروان ہے
کوئی ڈرتے ہین سر کٹنے سے ہم مست	کہ سر شیشے کی گردن پر کہان ہے
کرون نالہ تو دم بلبل کا پھڑکے	برنگ برگ گل میری زبان ہے

ہی سایہ چاندنی اور چاند مکھڑا | دوپٹا آسمانی آسمان ہی
ہین ایسے کفش پا سے یار ہین گل | جہان وہ پانون رکھے بوستان ہی
ہنسا دیتی ہی ہر اک زخم تن کو | تری تلوار شاخ زعفران ہی
ہماری ہڈیان کھانا سمجھکر | ہما آخر ترے بھی استخوان ہی
رہے ہم اس چمن مین خانہ بر دوش | وہ بلبل ہین پر و بال آشیان ہی

١٥٠ وزیر اسنے نہ کی کچھہ دستگیری
ہمارا ہاتھہ ہی اور آسمان ہی ١٧

دے مجھے خلعت شہادت کا خدا کیواسطے | تیر کا دستہ منگا میری قبا کے واسطے
شاخ سے گل نکلے تیری کفش پا کیواسطے | باغ مین کنگھی اوگی زلف دوتا کیواسطے
کی سگ جانا نکی خاطر استخوانکی احتیاط | قینچیان لگوائین تربت پر ہما کیواسطے
بعد مردن قبر مین بھی لائی بوے زلف یار | ایک دو روزن بنا دینا صبا کیواسطے
ہم فقیرونکے کہان اے سگ بھی ہر گز استخوان | ہڈیان ہین بادشاہونکی ہما کے واسطے
اڑنے دین کسطرح ای ظالم لکیرین ہاتھہ کی | دام ہین یہ طائر رنگ حنا کے واسطے
چاندنی چھٹکی ہمارے اشک کے سیلاب سے | راتکو روئے جو ہم اک مہ لقا کیواسطے
ہون وہ میکش گر نہ آیا میکدہ مین ایک دن | ہر سبو نے ہاتھہ پھیلائے دعا کیواسطے
پیرہن بھی گر رنگے اپنا تو مٹی مین رنگے | خاکساری چاہیے اتنی گدا کیواسطے
کر دیا ہی غم نے کاہیدہ مجھے کیا ہی عجب | استخوان تن سے جو نکلین کہربا کیواسطے

اوسکا سنگ آستان کیونکر چھٹے ہمسے جنون
سنگ مقناطیس ہے زنجیر پا کیواسطے

ہون وہ پیاسا اشک بھر لائی آنکھون مین یہون
ہاتھ پھیلاؤن نئے مین آب بقا کیواسطے

آرزو بس یہ رہی ہرگز نہو کچھ آرزو
گر دعا مانگے تو ترک مدعا کیواسطے

ہو گوارا رنج اونھین جنکو ہو آرائش پسند
ہاتھ بندھواتین حسین رنگ حنا کیواسطے

روؤن جب دریا یہ اوسکو خوف ہو طوفان کا
نا خدا دینے لگے مجکو خدا کیواسطے

ہو گئے زخمی اپنے قاتل سے یہ مین زخمی ہوا
سیکڑون منہ ہو گئے پیدا دعا کیواسطے

۱۵۱
بخشدے اپنے کرم سے ای خدا جرم فرید
مصطفی کے واسطے اور مرتضی کے واسطے
۲۵

کعبہ ابرو دکھا او بت خدا کیواسطے
شکل مژگان ہاتھ اوٹھائے ہون دعا کیواسطے

یارب آئے باغ مین وہ گل حنا کیواسطے
ہاتھ پھیلائے ہین شاخون نے دعا کیواسطے

ضعف نے ایسا گھلایا ہے اوسے ملتے نہین
استخوان میرے ہوے عنقا ہما کیواسطے

ماہ تابان تجھ ہے اور تیری قبا مہتاب ہے
چاہیے دستہ ستارونکا قبا کیواسطے

ہون وہ دیوانہ مرا اچھا جو سلے تو ہاتھ مین
ای پری وہ طوق ہو بند دوا کیواسطے

سیکڑون گل پس گئے اور بلبلونکا خون ہوا
جب گیا گلشن مین وہ ظالم حنا کیواسطے

کیا برابر میرے سینے پر لگائے اوسنے تیر
بس یہی دستہ مناسب تھا قبا کیواسطے

لاکھ دروازہ کرے تو بند خط بھیجین گے ہم
روزن دیوار بھی در ہے صبا کیواسطے

تیری اہ شوق مین ہمدرد چراغ ہو گیا
بنگیا مژگان مین چشم نقش پا کیواسطے

دستگیر فو کا نہ احسان ضعف نے ہونے دیا
ہاتھ اوٹھ سکتا نہین میرا عصا کیواسطے

جو کہ قانع ہو وہ بچ جائے فریب نفس سے
دام کب صیاد پھیلائے ہما کے واسطے

بار احسان ہے جو سر پر استخوان ہون چور چور
سنگ ہے سایہ ہما کا مجھ گدا کے واسطے

اسقدر تعظیم کا عادی ہون گر کبھون کبھی
استخوان تن سے نکل آئین ہما کے واسطے

ابھی مری بیکسی بلا دون عرش کی زنجیر کو
جب کرون نالے تری زلف دوتا کیواسطے

سچ تو یہ ہے آدمی سا کوئی عو مطلب نہین
کی عبادت بھی تو حور و لقا کے واسطے

خرمن عالم مین جو دانا مری قسمت کا ہے
برق کی خاطر ہے کب ہے آسیا کیواسطے

اوٹھ کے بتخانے سے کعبے کو اگر جانے لگون
برہمن دینے لگین مجکو خدا کے واسطے

ڈھانکتے ہین منہ کو اپنے چادر مہتاب سے
روتے ہین جو اونکو ہم اوس مہ لقا کیواسطے

زندگی تک ہے یہان اہل سعادت کی بھی قدر
بعد مردن ہے مگس رانی ہما کے واسطے

اونکی آرائش یہان ہے جو کسی قابل نہین
ہے حنا اس باغ مین بے دست و پا کیواسطے

زخم کھاؤن یار کی تلوار کا پانی پیون
غیر کا احسان نہ لون آب و غذا کیواسطے

جب نشہ صبح ہونے کی کرون گر آرزو
پنجۂ خورشید پیدا ہو دعا کے واسطے

اپنی گردنکو جھکاتے ہے مہ نو دیکھ لے
خوب رو پیدا ہوئے شرم و حیا کیواسطے

کفش تو کر توہین کر روندے قبر عاشقان
سر نکالین دوست دشمن زیر پا کیواسطے

۱۵۲	اشک خونین سے ہے گلگون رخت عریانی فرید رو رہا ہون اک گل رنگین قبا کے واسطے	۱۶

منزلت ہی مثل کعبہ ابروِ خمدار کی
طوف گردش سے کیا کرتی ہین آنکھین یار کی

بل بے گرمی آتش رنگ حنائی یار کی
بنگئی نی ہاتھ مین منقار موسیقار کی

کرتے کچھ تعریف تیغ ابروِ خمدار کی
گردہان خم مین ہوتی زبان تلوار کی

خوب روندا پاے گلگون سے ہماری قبر کو
چادر گل نقش پاے یار نے تیار کی

عکس دندان سے بنا موتی کا مالا تیغ مین
جوہری سے پوچھیے قیمت تری تلوار کی

آستین سے گر ہوے باہر مرے دست جنون
دھجیان اوڑتی پھرینگی دامن کہسار کی

کفش زرین سے ستارے جھڑتے ہین وقت خرام
سیر دیکھو اب زمین پر کوکب سیار کی

دخل کیا ہی خشک چمکے جو تیغ آفتاب
تا بمشرق دھوم ہی اوس مغربی تلوار کی

روزن آتے ہین نظر اشکونمین موتی کیطرح
وقت گریہ یاد ہی کس روزن دیوار کی

آئے جب وہ شمع فانوس خیالی ہو مکان
صدقے ہون پھر پھر کے تصویرین در دیوار کی

عندلیبین بلبلونکی طرح غرق آب مین
بے ترے روئین یہ آنکھین نرگس بیمار کی

اپنے قد کا وہ لب جانبخش سے کرتا ہی وصف
آپ تعریفین مسیحا کر رہا ہی دار کی

روتے روتے سر سے گذرا ہجر مین سیلاب اشک
حالت اب مثل کف دریا ہی یان دستار کی

دیکھی دریا مین سکندر کی جو پتلی روی وہ
پتلیان یاد آئین میری چشم دریا بار کی

ہون مین وہ عاصی کہ روز حشر ہر عضو سے
آئے گی آواز یا غفار یا غفار کی

١٥٣ بادشاہ شاعران ہون گو تخلص ہی وزیر
دھوم ہی ملک معانی مین مرے اشعار کی ١٥

کچھ حقیقت سینے میرے دلسے چشم یار کی — پوچھیے بیمار سے حالت جو ہو بیمار کی
آنکھ کب ہو جو پڑتی ہی کسی میخوار کی — ہی صراحی دار گردن ساقی سرشار کی
کھا کے زخم نوک مژگان ہونگا ابرو سے شہید — نیزہ بازی ہو کے نوبت آئیگی تلوار کی
ہو گئی صیقل بھی ظالم بارہا بھی کھی گئی — تو جو بگڑا ہمسے بن آئی تری تلوار کی
گھر ترا ہی گلشن فردوس رضوان پاسبان — حور تو غلمان ہین تصویرین دیوار کی
اوسکے رخسار سے کو داغ دل کو باندھین آفتاب — لکھین تعریف ایک شاعر نور کی او نار کی
اوس بت بیدین پہ ہم وہ بیدار بھی نے لگے — برہمن زنار پہناوے کفن کے تار کی
چشم مین پتلی کے بدلے ہی کسی بت کا خیال — آنکھ کے ڈورے بنے بیلی کی زنار کی
آنکھ بھی چھپ کے اوسکے گھر مین جا سکتی نہین — چاندنی چھٹکی ہوئی ہی سایہ دیوار کی
ہو نہین وہ بلبل قفس مین بھی بھلو یاد گل — جب اوڑی جو پر سے رنگت راہ لی گلزار کی
مشکلون سے یار کی دیوار مین روزن بنے — کین ہین مین نے منتین سینکڑین معمار کی
سامنے سے یار آئے کیون نہ رونیکی صدا — تار مین صورت ہی مطرب آنسوون کے تار کی
ہی وہ میر اکفر جسکے ہین مسلمان معتقد — ٹوٹی گر زنار آواز آئی استغفار کی
تب مزا ہی ہو ہمارے سینہ مین قاتل کی زبان — اور وہان زخم مین بھی ہو زبان تلوار کی
شعلہ آواز سے جھڑتی جو ہین چنگاریان — نے بنائی تو نے کیا منقار موسیقار کی

۰ ۱۵۴	وله	۲۲

یاد گیسو مین جب آتا ہی کبھی ہوش مجھے — سارا عالم نظر آتا ہی سیہ پوش مجھے

سر پٹکتا ہون پلا دے درِ سر جوش مجھے
ساقیا دوڑ کہ پھر آنے لگا ہوش مجھے

مثل شبنم چمن دہر مین بے سامان ہون
سر اگر مجکو دیا تو نہ دیا دوش مجھے

نہ سنون کوئی بھی آواز سوا قلقل کے
ساقیا پنبۂ مینا دے پئے گوش مجھے

اسقدر پھول سا کھڑا ہے ترا سرخ و سفید
گل ترے آگے نظر آے سیہ پوش مجھے

کاسۂ ماہ کو دے پٹکون خم گردون پر
ساقیا آے جو مستی مین کبھی جوش مجھے

لن ترانی جو کہوگے تو سنوگے تم بھی
ایسا نظروں سے کیا ضعف نے روپوش مجھے

نہ سنون کوی بھی آواز انا الحق کے سوا
چاہیے پنبۂ منصور پئے گوش مجھے

ہجر مین مر نہ گیا منہ اوسے کیا دکھلاتا
شکر صد شکر کیا ضعف نے روپوش مجھے

آج یہ ہجر کی شب رنج وہ دکھلاتی ہے
غم فردا ے قیامت ہے فراموش مجھے

صورت آبلہ بس پیر قدم ہو گردون
آے گر عالم وحشت مین ذرا جوش مجھے

گلفشان ہے جو چراغ سحری خوش ہونگا
یار دکھلاے گا پھر صبح بناگوش مجھے

شور قلقل وہین کچھ یاد دلا دیتا ہے
بھول جاتے ہین جو یاران قدح نوش مجھے

آگئی لغزش مستانہ کسی مست کی یاد
دور ساغر نے کیا بزم مین بیہوش مجھے

فرقت گیسوے ساقی مین جو غم کھاتا ہون
کہتے ہین سارے سیہ مست بلانوش مجھے

ڈر گیا مین کہ بس اب صبح کا تارا نکلا
نظر آیا جو شب وصل در گوش مجھے

جوہر تیغ کا آئینۂ تن پہ ہے عکس
آج قاتل نظر آتا ہے زرہ پوش مجھے

ساغر عمر تلک ہوا بھی لبریز شراب
صورت مے اگر آجاے ذرا جوش مجھے

نالے سنکر مرے تنگ آگئے وہ بت کہنے لگا
مثل گل کیون نہ کیا حق نے کر انگوش مجھے

اوٹھہ گیا پھر مرے پہلو سے وہ عیسی میرا
پھر لحد آج دکھانے لگی آغوش مجھے

ہون وہ نخچیر جو چلا سے کمان وہ نہ جواب
شکل سوفار ملے ہین لب خاموش مجھے

ساغر عمر کو اللہ نے لبریز کیا
جام تو نے نہ دیا ای بت مے نوش مجھے

١٩	وله	١٥٥

ایسا اک جام دے ای ساقی مے نوش مجھے
دونون عالم نظر آنے لگین بیہوش مجھے

میرے چپ رہنے سے ظاہر ہوا عشق پنہان
لب اظہار ہوے ہین لب خاموش مجھے

دیکھکر بزم مین ساعد کو ترے مرنے لگے
شمع فانوس نظر آئی کفن پوش مجھے

آگئی نرگس مخمور کسی مست کی یاد
دیجیو جام اجل ساقی مے نوش مجھے

نالۂ مرغ سحر ہو گی صریر خامہ
لکھنی ہے اب صفت صبح بناگوش مجھے

بیخودی مین ہے جو اک نرگس مخمور کی یاد
گردش جام دکھاتی ہے رم ہوش مجھے

صاف باطن ہون نہین زینت ظاہر کا
شکل آئینہ بنایا ہے نمد پوش مجھے

بار سر اوتر گئی بار ہوا ہے پیدا
شمع سان کر لیگا کوئی سبکدوش مجھے

مر ہی جاؤنگا اگر صبح کا تارا نکلا
یاد آئیگا کسی مہ کا در گوش مجھے

لب اگر وا ہون تو نابود ہون مانند حباب
یہ بھی حکمت ہے بنایا ہے جو خاموش مجھے

بھر کے اشک آنکھونمین ساغر سے آئے ہین شراب
یاد کرتے ہین پس مرگ جو مے نوش مجھے

ہے یقین چرخ کی اس تفرقہ پردازی سے
قبر سے دیکھ سکیگا نہ ہم آغوش مجھے

ہجر مین سر کو بھی پھوڑا تو نہ نکلی آواز
شہر ملین چشم نے کسکی کیا خاموش مجھے

ہی ہر اک شام کی ای ماہ سحر آخر کار
زلف سرکا کے دکھا صبح بناگوش مجھے

کہتی ہی شمع زبانسے یہی ای رشک چمن
گل ہون مین تو جو کرے بزم مین خاموش مجھے

ہون وہ بے سر کہ مرے ہاتھ نہ پیدا لاش مری
شیشے کی طرح بنایا ہی سبکدوش مجھے

کرتی ہی سر سے کے دو نالے کا شکوہ تری آنکھ
دیکھو آہ سے بنایا ہی سیہ گوش مجھے

سنگ مرقد سے مرے شیشے وہ بنواتا ہی
نہ کیا مرنے پہ ساقی نے فراموش مجھے

١٥٦	گرچہ ہون اپنے زمانے کا فغانی مین وزیر دو ہی باتون مین کیا یار نے خاموش مجھے	٢٠

برق باران جسکو کہتے ہین مرا افسانہ ہی
کچھ حقیقت رونیکی کچھ حال بیتابانہ ہی

کنج ہوتا ہی وہان اکثر جہان ویرانہ ہی
خانۂ ویران ہر درویش دولتخانہ ہی

نشاء سے ہر ہر قدم پر لغزش مستانہ ہی
نقش پاے ساقی مدہوش خط پیمانہ ہی

کسکی شمع حسن سے روشن مرا کاشانہ ہی
بنگیا ہی کرمک شبتاب جو پروانہ ہی

صاف کہدیجے کہ دلمین جلوۂ جانانہ ہی
لامکان جو شوخ تھا اب وہ بھی صاحبخانہ ہی

صورت قلقل نواے بلبل اب مستانہ ہی
ہر ہر اک غنچہ گلابی جو ہی گل پیمانہ ہی

گر سگ کوی بتان کھاتا نہین دیوانہ ہی
میری شمع استخوان کا ہر ہما پروانہ ہی

یان دم تحریر یاد نرگس مستانہ ہی
موج مے ہی کلک خط میرا خط پیمانہ ہی

ایک عالم یار تیرے حسن کا دیوانہ ہی
گل جو ہی بلبل ہی اور جو شمع ہی پروانہ ہی

دور ساغر کو جو ہی تیرے حنائی ہاتھ سے ۔ شعلۂ جوالہ ساقی گردش پیمانہ ہی
شعلۂ آواز قلقل کی جو دیکھین گے میان ۔ شمع مینا بنگیا ہی جام می پروانہ ہی
دیکھ لیتے ہین وہ دلمین جو نہین دیکھا کبھی ۔ جام جم کہتے ہین جسکو کیا یہی پیمانہ ہی
تاکتا ہی کسکی چشم مست زاہد وقت ورد ۔ مثل دور جام مگر گوشمین ہر اکدانہ ہی
توڑتا ہی شیشۂ خالی ریاض بزم مین ۔ باغبان ساقی ہی مینا سبزۂ بیگانہ ہی
ہاتھ مین شمشیر بران رہتی ہی روز وغا ۔ دستگیری رنج مین کرتا ہی جو مردانہ ہی
شمع عکس روی روشن آئینہ فانوس ہی ۔ جوہر آئینہ ہر اک صورت پروانہ ہی
ای صدف تیری طرح محتاج نیسان کے نہین ۔ صورت گوہر ہمارا اشک آب و دانہ ہی
ای صنم یکتائی اسلام کی ہی یہ دلیل ۔ دیکھلے ہر ایک کعبہ لاکھہ جا بتخانہ ہی
ملتے ہین ہر ایک نقشے سے ترے نقش قدم ۔ پاؤن کا تیرے نشان جسجا ہی وہ بتخانہ ہی
برسون گذرے ہین خیال یار بھی آیا نہین ۔ ہم ہین اور تنہائی ہین کیا اندنون ویرانہ ہی
یاد کرتے ہین کسیکا مصحف رو طفل اشک ۔ دیدۂ گریان مرا چشم مکتب خانہ ہی
کرمک شبتاب کے مانند اوڑتے ہین چراغ ۔ تیرے دیوانے کا وحشت خیز یہ کاشانہ ہی
خوشۂ پروین یہ ای دہقان چرخ دانہ پھول ۔ برق خرمن ہی ہمارے کشت کا جو دانہ ہی
مین جو آنکھون سے لگاتا ہون الجھہ پڑتا ہی ۔ پنجۂ مژگان تمہارے گیسو کو مثل شانہ ہی
جو حسین ہی اوسکا جلوا بھی ہی تا حشر ہو ۔ شمع ماہ و مہر سے روشن ہر اک کاشانہ ہی
شیشہ و ساغر لگا مین مجکو پتھر کی عوض ۔ کہہ رہے لڑکون سے یہ دیوانہ تو کچھہ مستانہ ہی

دل دھڑکتا ہی نہ قاصد پہ کہین بجلی گرے
میرے نامے مین رقم کچھ حال بیتابانہ ہی

داغ سوزانسے ہی مثل شمع روشن دل مرا
کرمک شب تاب کی مانند یہ پروانہ ہی

لے اوڑی ہی حسرت دیدار روے یار کی
شمع کو شعلہ برنگ شہپر پروانہ ہی

۱۸۷
ہین عصا بردار آہین اور ہجوم اشک فوج
ای وزیر اس مفلسی مین شوکت شاہانہ ہی
۲۰

ایسی مرے یوسف کے ہی رخسار مین گرمی
جلتے ہین خریدار ہی بازار مین گرمی

تم آے نہین داغ دل زار مین گرمی
ای میرے خلیل اب نہ رہی نار مین گرمی

کانٹا جو چبھے پاؤن مین ہو آبلہ پیدا
ایسی ہی مرے وادی پر خار مین گرمی

موسی کیطرح مردم چشم آئین نہ غش مین
بیطرح ہی برق نگہ یار مین گرمی

سردی نفس سرد مین ہی آنکھونمین برسات
رہتی ہی سدا داغ دل زار مین گرمی

قد صاف ہی سانچے مین ڈھلا شمع کی صورت
ہی شعلہ صفت آتش رخسار مین گرمی

مچھلی مرے بازو کی ہی بشکل سمندر
ایسی تب غم سے ہی تن زار مین گرمی

غیرون پہ گرے شعلہ آواز سے بجلی
اللہ ہی کیا ہی ترے گفتار مین گرمی

حمام کرو خانہ دل سوختگان مین
آہون سے ہی سقف و در و دیوار مین گرمی

قسمت مین ہی جلنا نہ وہان بھی ملے آرام
پیدا ہو ترے سایہ دیوار مین گرمی

تبخالے پڑے پیتے ہی غم تن تھا یہ مرا گرم
پیدا ہوے ظالم لب سوفار مین گرمی

پھل برق ہی اور قبضے مین سو بجلی کی کرن ہی
قاتل ہی سراپا تری تلوار مین گرمی

پھنکتا ہی مرا جسم تپ ہجر تبان سے
ہی نبض کیصورت مری زنار مین گرمی

ڈرتا ہون کہ جو بہر کے چمن مین نہ لگے آگ
بجلی کیطرح ہی تری تلوار مین گرمی

زاہد جو کرے سامنا ہو جاے سیہ رو
خورشید سی ہی تیرے سیہ کار مین گرمی

خلخال یہ ہی شعلہ جوالہ کا دھوکا
ان شعلہ رخون کی ہی یہ رفتار مین گرمی

دیکھے تو ابھی جلنے لگے خرمن مہ بھی
بجلی سے فزون ہی نگہ یار مین گرمی

اے چرخ تجھے صورت تبخالہ بنایا
ایسی ہی مری آہ شرر بار مین گرمی

دو دن شمع سے تشبیہ تو اکدم مین پگھلجاے
کیا آتش غم سے ہی تن زار مین گرمی

١٥٨	ناسور مین ہی صفت شمع ہی سوزان ایسی ہی وزیر اس دل افگار مین گرمی	١٤

آہو نسے ہی اب کوچہ دلدار مین گرمی
جلتی ہی ہوا گرم ہی گلزار مین گرمی

بیٹھا تھا مین دل سوختہ تکیہ جو لگا کر
ابتک ہی تمہارے در و دیوار مین گرمی

منہ پھیر لے شرکان کیطرح ابر جو دیکھے
اے برق ہی ایسی نگہ یار مین گرمی

جلتی ہین یہ آنکھین مری جھانکون جو کبھی مین
پیدا ہو ترے روزن دیوار مین گرمی

ہر سنگ ہوا موم رگ سنگ بنے شمع
نالون سے مرے زور ہی کہسار مین گرمی

بلبل وہ ہون نالے سے جلا دونمین چمن کو
ققنس کیطرح ہی مری منقار مین گرمی

ہوتا ہی بہت گرم مری آہ وہ سنکر
اب میری سبب سے ہی مرے یار مین گرمی

یون جسکی گرمی سے تری جاتی ہین آنکھین
جسطرح ہو تپ سے تن بیمار مین گرمی

بل کھائے نہ کس طرح سے موے کمر یار
شعلہ ہی قد گرم ہی رفتار مین گرمی

مہتابی مین کوٹھے کی ہی خورشید کا عالم
کیونکر نہو تیرے در و دیوار مین گرمی

ای جان ترے نقش قدم سے ہی چراغان
ایسی ہی کہان کبک کی رفتار مین گرمی

جاتے ہی ترے پڑگئی اوس ایسی گلون پر
سرد آتش گل ہی نہین گلزار مین گرمی

زلفین ہین دھوان شعلے ہین وہ دست حنائی
سر سے کف پا تک ہی مرے یار مین گرمی

ہر شعر مرا مطلع خورشید سے ہی گرم
ہون برق زبان ہی مرے اشعار مین گرمی

۱۵۹ — ولہ — ۱۰

آنکھین کھلی ہوی ہین عجب خواب ناز ہی
فتنہ تو سو گیا ہی در فتنہ باز ہی

کچھ حال اپنی زلف کے دیوانے کا نپوچھ
بس مختصر ہی کر کہ یہ قصہ دراز ہی

دل خانۂ خدا ہی نہ دے ان بتون کو جا
او بے تمیز کچھ بھی تجھے امتیاز ہی

محراب تیغ یار سے پھیرا نہ منہ کبھی
جسکا نہین سلام وہ اپنی نماز ہی

کہتے ہین صبح پرتو رخسار یار کو
مشہور شام سایۂ زلف دراز ہی

پتھر گداز ہونے سے بنتا ہی آئنہ
روشن ضمیر ہی تو اگر دل گداز ہی

گردون سے ایک عقدۂ دل وا نہو سکا
بیفائدہ ہلال کا ناخن دراز ہی

دانے ہین دانہ رشتۂ تسبیح دام صید
زاہد ہر ایک بستۂ صد حرص و آز ہی

مستونکو کیون نہ قلقل مینا پہ حال آئے
ساقی ہی مطرب اور ہر اک شیشہ ساز ہی

شیشہ ہی مثل شمع یہان جام مے پتنگ
ہم دل جلون کی بزم مین سوز و گداز ہی

ٹپکی جو میرے زخم کے انگور سے شراب
گرم نظارہ کیا وہ مرا مست ناز ہے

پونہچا دیا ہے عشق بتان نے خدا تلک
کیا نرد بان بام حقیقت مجاز ہے

دیکھو ذرا زمانۂ الفت کا انقلاب
محمود ہے غلام تو صاحب ایاز ہے

محراب کعبہ سمجھے ہم ابروے یار کو
مژگان پہ صاف شبہہ ہوا جا نماز ہے

ہم وہ شراب خوار ہین خمیازہ کش جو ہون
آنے لگی صدا کہ در توبہ باز ہے

موتی صدف مین دانۂ انگور کیون نہ ہون
دریا مین جلوہ گر وہ مرا مست ناز ہے

١٦٠

جھک جائے کیون نہ شاخ ثمردار اے وزیر
افتادہ جو کوئی ہے وہی سرفراز ہے

١٠

ابروے یار کعبۂ اہل نیاز ہے
آنکھین کھلی نہین ہین در توبہ باز ہے

قلقل ہر ایک شیشۂ مے کہ رہا ہے کیون
ساقی خموش کیا وہ مرا مست ناز ہے

آئینہ عذار بتان کیا بنا ہے صاف
ہاتھ اوسکے چومیے عجب آئینہ ساز ہے

کیا کیا نہ ہمکو اپنی عبادت پہ ناز تھا
بس دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہے

آیا ہزار پیچ سے بحر طویل مین
مضمون زلف یار قیامت دراز ہے

جا لگ چمن مین سرو کو آزاد کر دیا
کیونکر نہ کہیے یار کو بندہ نواز ہے

لگتے ہین ایک جنبش مژگان سے لاکھ زخم
کیا ترک چشم نام خدا نیزہ باز ہے

ہے صرف نالہ ہر رگ تن مثل تار ساز
یارب ہمارا جسم ہے یا کوئی ساز ہے

رونے لگین جلے جو پتنگ اپنی بزم مین
مانند شمع دل یہ ہمارا گداز ہے

١٦١	ذکر اوس دہن کا کسکی زبان پہ ہر اک روز ہیہ یہ لفظ مختصر تو نہایت دراز ہر	١٩

ترے سہیلے دنبالے پہ جسنے آنکھ ڈالی ہر
تو پھر شاخ غزالا مین بھی شاخ اوسنے نکالی ہر

فراق یار مین جو گل ہر رنگ و بو سے خالی ہر
چمن اپنی نظر مین گلشن تصویر قالی ہر

چمن مین آج نرگس پر جو تو نے آنکھ ڈالی ہر
کوئی شاخ اوسمین شاید چشم بد دور ابکالی ہر

ہمیشہ ٹھوکرین کھاتا ہر صرف پایمالی ہر
تن بیجان ہمارا صورت تصویر قالی ہر

ترے جانے سے سطر نعرہ زن تصویر قالی ہر
مثال تار ریشون مین ہر اک تار نالی ہر

گھلایا اسقدر اوسکو تری ابرو کی الفت نے
کہ تیغ آفتاب ای ماہ انروزون ہلالی ہر

ترے زخمی کو ای مہرو نکیون کر چاندنی مارے
سپر مین بھی ہر چاند اور تیغ بھی تیری ہلالی ہر

تجھے دیکھا جو چشم بد سے دی تعزیر گلچین نے
نہین ٹوٹی رہی یہ نرگس آنکھ گلشن کی نکالی ہر

بچھائین بلبلون نے انکھین آیا تو جو گلشن مین
زمین باغ بلبل چشم کی گویا نہالی ہر

نہین ہو وجہ رونا زار زار ابر بہاری ہر
تمھارے کانکی بجلی یہ ہم پر گرنے والی ہر

تصدق ہوتی ہین پھر پھر کے دیوارونکی تصویرین
مکان اوس شمعرو کا شکل فانوس خیالی ہر

مہ نو پر نہ کر اتنا غرور ای آسمان ہم سے
فقیر اک ماہ کے ہین اپنی کشتی بھی ہلالی ہر

وہ میکش ہون نہ دیکھون رات بھر اوسکی طرف ہرگز
فلک نے آفتاب آگے مرے مینا سے خالی ہر

یہ کس میکش نے دیکھا چشم کم سے اوسکو پیاسی
پیالہ بادۂ گلگونکا نظرون مین پیالی ہر

لگا مضمون ہاتھ اوس کانکی بالی کی مچھلی کا
یہ ہمنے چشمۂ خورشید سے مچھلی نکالی ہر

قطعہ

سبو و جام توڑیگا تو نقصان اپنا کیا ہوگا
سنا او محتسب تو عقل و دانش سے خالی ہے

سبو سے مے اگر ٹوٹے پیالہ مے کا بنجائے
پیالہ ٹوٹ کر چھٹا جو ہو جانے پیالی ہے

پڑے ہیں شیشے خالی اکدن ساقی نہ آنکلا
مہینا اس سن جمع ہے مری نظروں میں خالی ہے

١٦٢

غزل ہمیشہ کہتا ہوں وزیر افضال ایزد سے
نہ میری طبع عالی ہے نہ میری فکر عالی ہے

١٨

لڑائی وصل میں اون جنگجو سے ہونیوالی ہے
کٹاری گلبدن کے پاجامے نے نکالی ہے

قدم رکھنے سے تیرے نقش حسب نقش نعالی ہے
گل افسون دہ میندہر گل تصویر قالی ہے

مسلمانوں کو تیرا روے روشن روے یوسف ہے
تری زلف سیہ آگے ہر اک ہندو کے کالی ہے

ہر اک معشوق یان ہے تشنہ خون اپنے عاشق کا
نہیں شعلہ زبان یہ شمع نے باہر نکالی ہے

مے گلگون ہے ساغر میں گلابی دست ساقی میں
صنم پہلو میں ہے ایمان کا اللہ والی ہے

بنایا مجکو شاخ زعفران کیا ناتوانی نے
قدم رکھنے سے میرے خندہ زن تصویر قالی ہے

نہیں ہے شمع یہ تربت پہ کہہ دیسے قاتل سے
امید قتل میں پھر قبر سے گردن نکالی ہے

نکالے مجھپہ گر تلوار تو اے غیرت گلشن
وہ بلبل ہوں کہوں یہ شاخ گلبن نے نکالی ہے

پسینا ہے سنہرا رنگ اوس گل کا ہے کندن سا
چمن میں سرخ ہیں گل کہاں شبنم میں لالی ہے

کمر کو بال سے تشبیہ دون میں یار کیا جانے
اگر وہ موشگافی ہے تو یہ نازک خیالی ہے

وہ عالی ظرف ہوں ساقی کہ میری محفل مے میں
فلک ہے اک سبو اور ماہ اک جام سفالی ہے

ہما کے سایے سے بہتر ہے کملی ہم فقیروں کی
ہماری پشم سے رومال اگلہ منعم کا شالی ہے

ادا سے گالیان دینے پہ اپنا دم نکلتا ہے
ہمین میٹھی چھری ہی یہ شکر لب تیری گالی ہے

بنا تل آنکھہ کا ہی جان تل تیرے کف پا کا
قدم رکھنے سے بنا دیدہ تصویر قالی ہے

کلی چٹکی ہے قاتل کی چٹکنا ہی صدا اوسکی
ہری ٹہنی گل کی تلوار اور سپر پھول کی ڈالی ہے

بنا ہی ناتوانی کا اوڑا دی نیند اوسکی بھی
تن زار اپنا خار دیدہ تصویر قالی ہے

ملا دے لب سے لب ساقی لگا دے منہ سے منہ ساغر
مین رند لاابالی ہون تو مستانہ وبالی ہے

١٦٤
حسینون پر ذرہ بہر اپنا ہمیشہ دم نکلتا ہے
مرینگے دیکھہ کر تلوار اگر اوسکی ہلالی ہے
١٤

نگہ کے تیل سے ہین تیر اور مژگان صف آرا ہے
جسے سب تیر باران کہتے ہین اوسکا نظارا ہے

نمایان چین گیسو سے جو تیر اگو شوارا ہے
منجم کہتے ہین یہ برج عقرب مین ستارا ہے

برنگ گل مرے زخم بدن جلتے ہین خندان ہین
مرے قاتل نے ہنس ہنس کر جو تلوار وفسے مارا ہے

حباب آتا ہی جراحو نکو زخم دل کہانے سے
نگاہ شرمگین سے تیر کسنے دل پہ مارا ہے

ہمارا حال خفیہ لکھہ کے پونہچا تا ہی جانان کو
رقیب وسیہ اب اندنون قاصد ہمارا ہے

ہنسے جب برق چمکی جب ملی مستی گھٹا چھائی
غرض ہر ایک عالم مین عجب عالم تمہارا ہے

کمال عشق تب ہو جب کنارا گور کے لوہین
لحد کہتے ہین جسکو بحر الفت کا کنارا ہے

تمنا ہی عبث دلکو ہمارے بات کرینگی
دہان تنگ مین اوسکے سخن کا کب گذارا ہے

بلا سے دیجیے تشبیہ کیون زلف چلیپا کو
تمہارے سر پہ اے رشک پری سایہ ہمارا ہے

تعجب کچھہ نہین ہی لو جو آنکھین پھیر لے ہم سے
ہمارے بخت کا اے ماہ گردش مین ستارا ہے

لکھا ہی کاغذ ابری پہ حال گریہ ای قاصد
زبانی کچھ جو پوچھے کہیو خط سے انکار ہی

ترے ہر عضو پر ای ماہ رو ہی نور کا عالم
قبا مہتاب اگر ہی اوڑہنی جھٹپٹ چاندتارا ہی

دل پرخون ہر شیشہ داغ حسرت ساغر ہی
نہین ہی تو جو ساقی اب ترا غم مجلس آرا ہی

۱۶۴
رولایا ہی وزیر اسدرجہ شوق ہمکناری نے
کہ دریا چشم ہی اور چشم کا گوشہ کنارا ہی
۹

جو مجھ خم گشتہ کی جانب تری مژگان صف آرا ہی
کریگی چاندماری ای صنم فوج نصارا ہی

کیا واعظ کو محو دست بزلا کہہ افسون سے
پڑھے جن کو مرے ساقی نے شیشے مین اوتارا ہی

سر انکھ دسے کرین سجدہ جدھر ابروے ہلالی ہو
جدا کچھ کفر اور اسلام سے مذہب ہمارا ہی

ترے قامت کی قمری سرو قد تعظیم کرتی ہی
مثال سایہ ہی وان سرو سمجھا تو خود آرا ہی

بیابان گرد ایسے ہین بچھڑا ساتھ گردون نے
پس از مردن بگولا گنبد مدفن ہمارا ہی

ہوا ہی او پری کا جلوہ گر دل لاکھ افسون سے
سلیمانکی قسم دیدے کے شیشے مین اوتارا ہی

کوئی شمشیر ابرو کا بھی قاتل وار ہو جائے
مژہ نے برچھی ماری ہی نگہ نے تیر مارا ہی

ہر عنقا دہن کو کہیے خط کو سایہ عنقا
دہن کو باندھیے عنقا نیا یہ استعارا ہی

۱۶۵
ہزار افسوس انروزون وزیر اک ماہ تابانکو
برنگ آسمان ہمنے بھی شیشے مین اوتارا ہی
۱۶

کون جیتا ہی ای صنم مر کے
آؤ تو دیکھ لین نظر بھر کے

شکر ہی ان بتون کے کوچے مین
یون نبھے ہین ہم خدا خدا کر کے

سر کو ٹکراتے ہین لحد مین ہم	لطف بھولے نہین ہین ٹھوکر کے
ساقیا چشم یار یاد آئی	دے مجھے ساغر اجل بھر کے
منہ دکھانے کا کسنے وعدہ کیا	منتظر ہین جو روز محشر کے
کیا بجھائی ہمارے دل کی لگی	صدقے اوس آبدار خنجر کے
اے جنون آپ کاٹ ڈالون سر	کہین گردن سے بوجھہ تو سر کے
دیکھیے دنکو رخ سے کیا ٹھہرے	زلف کے میہمان ہین شب بھر کے
کس خرابی سے کاٹی ہے شب ہجر	اب تلک ہم جیے ہین مر مر کے
یاد آیا چمن مین جب قد یار	صدقے ہونے لگے صنوبر کے
خاکساری مین نقش پا کیطرح	رہنما ہین ہر ایک رہبر کے
نامہ اوس طفل کو مگر پہنچا	کہ کبوتر وہان اوڑے پر کے
اے صنم ایک تو ہے غیرت گل	بخدا ورنہ بت ہین پتھر کے
ہین جو ابروے یار پیوستہ	خوب مصرع ہین دو برابر کے
نقشہ یار کھینچ یون مانی	چاند کا منہ ہو دنت اختر کے

۱۶۶	کرے طوفان بپا وزیر یہ بحر لکھون مضمون جو دیدۂ تر کے	۲۰

ایک عالم نے جبہہ سائی کی	اے بتو تمنے بھی خدائی کی
عاشقون کے لہو کی پیاسی ہین	مچھلیان اوس کف حنائی کی

زلف پر پیچ سے جو دل الجھا
پیچ مین رخ پڑا صفائی کی

رشتے بے بال و پر ہون ای صیاد
آرزو ہو کسی رہائی کی

ای جنون دشت کو چلین گے ہم
ہر قسم اس پہ بینوائی کی

سر جدا سے ہمنشین کر ڈالا
آئی جب گفتگو جدائی کی

پھر گیا یار گھر کے پاس آکر
بخت برگشتہ نے برائی کی

سیکڑون جا سے تجھ پہ بیٹھتے ہین
دھوم ہے تیسری ہی میرزائی کی

تجھ سے تو ہمکو ای خم ابرو
تھی نہ امید کچھ ادائی کی

کبھی قاتل کی راہ بھولا تھا
ای اجل تو نے رہنمائی کی

دل کسی نے ہمسے اٹکایا
بیوفاؤن سے بیوفائی کی

نہ گئے راہرو ان پاس کبھی
خبر تو نے پارسائی کی

شہر مین جائے کی مری پاپوش
قدردان کیا برہنہ پائی کی

صاف ہے آئینہ تن پہ نور
ہے دلیل اسپہ خودنمائی کی

کاسہ ماہ کیون نہو پر نور
ہر سحر اوس کوچے کی گدائی کی

کعبہ دل مین بھی مقام کیا
ای بتو تمنے کیا رسائی کی

خط کے آنے پہ بھی مکدر رہی
صورت اب کون سی صفائی کی

بال و پر بھی گئے بہار کے ساتھ
اب توقع نہین رہائی کی

کس کے کوچے کی راہ بھولا ہون
خضر نے بھی نہ رہنمائی کی

۱۶۷	شاہ کہلائے ہر طرح سے وزیر بادشاہی نہ کی گدائی کی	۱۳

ہمیشہ دل میں جو اپنے خیال زلف کاکل ہے — تو سینے میں نفس ہر ایک موج بوے سنبل ہے

فسان ہے سخت جانی میری تیغ نا قاتل کو — کیا اچنبا ہے رنج تیغ ادا اون تغافل ہے

مجھی کو کچھ تو اپنے کوچے میں آنے نہیں دیتا — وگرنہ ای ستم ایجاد ہر گلشن میں بلبل ہے

تری مینا سے گردن کی صنعت کی ہے جو ساقی — مری آواز کو کہتے ہیں سب آواز قلقل ہے

وہی دل ہے بھرا ہو نشہ جسمیں جام وحدت کا — کہ ہے چھاتی کا پتھر بزم میں شیشہ جو بے مل ہے

مری جو سوز غم سے جلکے ہو وہ نیکنام آخر — چراغ مردہ کو اکثر یہی کہتے ہیں سب گل ہے

دیا سامان گلشن ہمکو ہجر رشک گلشن نے — پریشانی ہے سنبل نالہ بلبل داغ دل گل ہے

لکھے ہیں وصف یا نتک نرگس مخمور ساقی کے — ہے خامہ گردن مینا صریر خامہ قلقل ہے

بڑھا کر ربط کیونکر کم نہ منہ دکھلاوے وہ مہر — ہوا جب ماہ کامل دن بدن اوسکو تنزل ہے

بہاتی ہے کہیں بھی موج نقش بوریا خس کو — ندے گا ناتوانوں کو بھی جو صاحب تحمل ہے

قطعہ

کہا اوس گل نے کل سامان گلشن میں بھی رکھتا ہوں — جو عاشق ہے مرا نالوں سے وہ ہمچشم بلبل ہے

خط و رخسار و چشم و زلف دکھلا کر لگا کہنے — یہ ریحان ہے یہ گل ہے اور یہ نرگس ہے یہ سنبل ہے

۱۶۸	خیال زلف جانان میں جو روؤں تو اوگے سنبل وزیر آنسو مرا ہر ایک گویا تخم سنبل ہے	۱۴
جب سے آغوش سے جدا تو ہے		میرے پہلو میں درد پہلو ہے

زلف سے ہم او بجہتے ای رخ یار
کیا کرین درمیان مین تو ہی

سیکڑون گہر ڈبو دیے پل مین
یہ وہ خانہ خراب آنسو ہی

کہینچی ہی جب سے ماہ نو نے شبیہ
آسمان پر دماغ ابرو ہی

رگ گل سے کمر ہی کچھہ نازک
فرق دونو مین اک سر مو ہی

پہیر لیتا ہی دم مین وہ آنکھین
چشم بد دور کیا ہی بدخو ہی

دل ہی اک ماہ کی تجلی گاہ
اپنے غنچے مین یار کی بو ہی

صفحۂ چہرۂ رخ پر ہلال نہین
مصرع انتخاب ابرو ہی

قطعہ

چہان ڈالا تمام کعبۂ و دیر
ای ہمارے خدا کہان تو ہی

کہتے ہین حق بتون کو سب کافر
بت تجہے کہتے ہین خدا تو ہی

فکر رہتی ہی بیت ابرو کی
اندلون سر کو ربط زانو ہی

چمن رخ مین جا نہ مرغ نگاہ
جی کا جنجال دام گیسو ہی

غم نہین پہیری گر وزیر سے آنکہہ
تو ہی خوش چشم کیا پری رو ہی

١٦٩
رہے آباد دامن صحرا
وان لڑانے کو آنکھین آہو ہی
١١

ہمارے اس وفا پر بھی دغا کی
قسم کھائی تھی او کافر خدا کی

وہ مشت استخوان ہون ای سگ یار
اگر کہائے سعادت ہی ہما کی

لب شیرین کا جو بوسہ لیا تھا
مرے او سکے شکر رنجی رہا کی

وفا سے مینے بھی اب ہاتھ اوٹھایا | قسم ہے مجھکو اپنے بیوفا کی
ہوی گر صلح بھی تو بھی ہے جنگ | ملا جب دل تو آنکھ اوس سے لڑکی
فقیروں کے قدم لیتے ہین سلطان | یہ ہے تاثیر نقش بوریا کی
تصور بندھ گیا جب اوس مژہ کا | تو پہروں دل پہ برچھی سی لگا کی
خدا یون جسکو چاہے دے سعادت | وگرنہ سگ مین خصلت ہے ہما کی
نہین اوٹھتا ہے سر سجدے سے میرا | مگر ہے سجدہ گاہ اوس نقش پا کی
کہون جب مین کہ بے تیرے ہون مرتا | تو کہتا ہے وہ بت مرضی خدا کی
نہ آیا منتون سے یار جبدم | تو پھر کیا کیا اجل کی التجا کی

۱۷۰ وله ۱۵

ظاہر ہے شوق دید مرے جسم زار سے | تار نگہ بنا ہون غم انتظار سے
ہون نخل شمع کام نہین برگ و بار سے | نکلین ہے شعلے گل کی عوض شاخسار سے
ازبس ہے ہمکو عشق رخ و زلف یار سے | راحت اوٹھاتے ہین غم لیل و نہار سے
افزون برش مژہ مین ہے خنجر کی دھار سے | ابرو کی تیغ بھی نہین کم ذوالفقار سے
آئے گا کون گل جو خوشی ہوگی اے صبا | جھڑتے ہین پھول میرے چراغ مزار سے
مرجائین دود آہ اگر ضبط کرکے ہم | ہرگز نہ دھوان نکلے چراغ مزار سے
میکش وہ ہون کہ شیشے سے پیدا ہو جام گر | رکھتا ہون مین سند یہ دل داغدار سے
ہوتا نہ ذکر رخ تو نکلتا نہ آفتاب | شب ہوگئی تھی تذکرۂ زلف یار سے

گرم خرام یار ہی اور اوسمین پیچ و تاب
اوس بچھے کہین نہ موے کمر زلف یار سے

نکھرا ابر ہی ہی زلف سیہ سایۂ پری
خط رخ کے گرد کم نہین ہر گز حصار سے

اوس گل بغیر سنگ پہ سر شاخون کے تلک
آتی ہی یہ چمن مین صدا آبشار سے

مرنے پہ بھی نہ دیکھنے دین سوے یار ہم
ہو خاک چشم غیر مین اپنے غبار سے

ہو مرہم سیاہ کی حاجت نہ زخم کو
ٹانکے اگر لگین تری کاکل کے تار سے

کافی خرام ناز ہی تلوار تو نہ کھینچ
دو گام چلنا کم نہین کچھ ذو الفقار سے

۱۶۱
شاداب رہتے ہین یہ گل زخم اے وزیر
تیغ اونکی کم نہین رگ ابر بہار سے
۱۴

زائل ہوا بہار حسن ہوی خط یار سے
اس باغ مین خزان نظر آئی بہار سے

گرتے ہین لخت دل مژۂ اشکبار سے
یان بجلیان برستی ہین ابر بہار سے

زنجیر مو قلم ہو جو تصویر بھی کھنچے
وحشت ہی مجکو سلسلۂ زلف یار سے

دریا کا گھاٹ ہجر مین تلوار کا ہی گھاٹ
پانی کی دھار کم نہین خنجر کی دھار سے

اٹکا نہین دل اوس سے جہان بچ رشک ہو
وہ گل نہ ہم چھوین جسے ہو ربط خار سے

اس بوستان بزم مین ہم نخل شمع ہین
آتی ہی یان خزان بھی عجب اک بہار سے

رسوا رہی ہی جو کہ نہ رسواے عشق ہو
ہی عار مجکو ننگ سے اور ننگ عار سے

مژگان پہ اشک سرخ سے طرفہ بہار ہی
گل بھی کسی نے پھوٹتے دیکھے ہین خار سے

پاؤن کے بدلے آنکھونسے صحرا کو طی کرون
یاد مژہ فزون ہو اگر دید خار سے

فردوس مین تو حضرت آدم نہ رہ سکے
کیونکر نکالے جائین نہ ہم کوے یار سے

کہتا ہون کس خوشی سے وہ آیا ہی میر
اوٹھا اگر غبار رہ انتظار سے

گل سے ہزار درجے ہی بہتر وہ رشک گل
اس بات مین تو بحث کرون مین ہزار سے

لکھی ہی کسکی نرگس مخمور کی صفت
پڑھواؤن خط جام کسی بادہ خوار سے

مرجائین ہم جو تیرا ادا ہو نصیب غیر
صیاد ہم شکار ہون تیرے شکار سے

١٧٢ — ولہ — ١٣

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت الٹ گئی

مجنون سے کہدو کہتے ہین جوش جنون اسے
آتے ہی فصل گل مری تصویر پھٹ گئی

کڑوے نہو مثال اگر انگبین سے دی
فرہاد شان کیا لب شیرین کی گھٹ گئی

تکلیف دست یار کو بار دگر ہوئی
افسوس ایک ہاتھ مین گردن نہ کٹ گئی

وہ تو مرے گلے نہ لگا لیکن اے جنون
زنجیر اوسکی میرے گلے سے چمٹ گئی

اوسنے نگاہ کرتے ہی بس آنکھ پھیر لی
برچھی لگی تھی سینے پہ لیکن اوچٹ گئی

کرتا ہی کیا اشارے یہ ابروے یار تو
یارب سنون مین او نکلی مہ نو کی کٹ گئی

بولا وہ سنکے شب مری ہجر ابہون کا حال
کیسی یہ داستان تھی مری نیند اوچٹ گئی

شرمندہ صبح ہو گئی عارض کے ذکر سے
کیسکا تذکرہ جو پڑھا رات گھٹ گئی

جسپر نگاہ کی اوسے بس مار ہی رکھا
جنبش جو دی مژہ کو تو اک صف الٹ گئی

مرتا ہون مین تو ہاے اسے کہتے ہین حیا
تصویر یار سامنے سے میرے ہٹ گئی

بیتاب ہون سے تیری تعجب ہوا مجھے | اے دل شب فراق مین چھاتی نہ پھٹ گئی

۱۴۳	کہتے ہین آسمان ہے تہ خاک اے فریب بیتاب ہون سے میری زمین کیا اولٹ گئی	۱۹

چھانتا ہے خاک کیا تو گھر بنانے کے لیے | فکر رہنے کی نہ کر آیا ہے جانے کے لیے

اور کو کیا رنج دون راحت اوٹھانے کے لیے | ایک تنکے کو نہ چھیڑون آشیانے کے لیے

برق بھی بیتاب ہے میرے آشیانے کے لیے | ابر سے بھی پیشتر آئی جلانے کے لیے

کام آئی مرغ گلشن کے مری کاہیدگی | لے گیا تنکا سمجھکر آشیانے کے لیے

اس چمن سے گل چلے بلبل گریبان پھاڑکر | ہے جنون تنکے جھپٹنے آشیانے کے لیے

ہمنے کیون مانگی تھی گلشن مین دعا جوش گل | اب جگہ ملتی نہین ہے آشیانے کے لیے

خاک ہون تو دانہ تسبیح ہوا ہے فلک | سو طرح کی گردشین مجکو دکھانے کے لیے

پھر وہی ہم تھے وہی تم تھے محبت تھی وہی | صلح کر لیتے اگر آنکھین لڑانے کے لیے

ہون وہ غمدیدہ ہنسی کوئی تو مین رونے لگون | کچھ بہانا چاہیے آنسو بہانے کے لیے

سایہ پڑ جائے اگر زلف درازیار کا | پھر کہون مین بھی تسلسل ہے زمانے کے لیے

ہون وہ دیوانہ کہ بنکر ہو وہ مجنونکی شبیہ | میری مٹی لین اگر لیلی بنانے کے لیے

پونچھی ہے شانے تلک کیا یار کی زلف رسا | درد کیون پیدا ہوا ہے میرے شانے کے لیے

جملہ تن ہے چشم نرگس یار تیری دید کو | گل ہمہ تن گوش ہین تیرے فسانے کے لیے

یون مری قسمت مین لکھا ہے ازکرنا یا نصیب | نوچتے ہین طفل سر پر میرے اوڑانے کے لیے

آؤن ہو گا نیرے تیرونکا نشانہ میرے بعد
خاک لیجا نا مری تودہ بنانے کے لیے

بزم عالم مین کھڑا ہون پر چلا جاتا ہون مین
سیکھ لی ہی شمع سے رفتار جانے کے لیے

کیون دل بیتاب کو دکھلایا خال زیر زلف
دام مین مچھلی نہین آنے کی دانے کے لیے

ہو اگر سرگشتگی مین فکر تعمیر مکان
خاک اوڑا لائی بگولا گھر بنانے کے لیے

۱۷۴ اب کسی گلرو کے دل مین کیجیے گھر ای **وزیر**
کیا چمن مین تنکے چنیے آشیانے کے لیے ۲۱

پھر نکل آؤن لحد سے سر کٹانے کے لیے
بھیج دیکھو عمر رفتہ کو بلانے کے لیے

تنکے ای گل چن رہا ہون آشیانے کے لیے
آتو ابرو کی تیغ سے بجلی گرانے کے لیے

اب تو میرے قتل پر بیڑا اوٹھانا چاہیے
نقد دل تمکو دیا ہے پان کھانے کے لیے

جسکو آتے دیکھتا ہون ای پری کہتا ہون مین تو
آدمی بھیجا ہو میرے بلانے کے لیے

تا نہ میری آنکھوں کا نشانہ چوک جاو
پر ہما کے لاؤ تیرونمین لگانے کے لیے

اوٹھ گئی بعد اپنے رسم نامہ و پیغام بھی
رہ گئی باد صبا یان خاک اوڑانے کے لیے

ہو کے کاہیدہ موا ہون سبزۂ رخسار پر
لاش میری کہربا آئے اوٹھانے کے لیے

ہو اگر جراح واقف میرے شوق قتل سے
جائے مرہم آتے تلوارین لگانے کے لیے

دست جانا نمین ہون مثل طائر رنگ حنا
شاخ گل کیا چاہیے اب آشیانے کے لیے

جا کے میرے پاس پھر آیا نہ وہ جان جہان
سیکھ لی کیا عمر سے رفتار جانے کے لیے

چاہیے غم کی عوض شادی کرین اہل عزا
مار ڈالا مجکو قاتل نے جلانے کے لیے

روتے ہم فرقت مین دریا کیا ہی آئی مراد
یار آیا ناؤ منت کی چڑھانے کے لیے

میری تربت پر اگر دو پھول لانا خار تھا
آ نکلتے تم کبھی تیوری چڑھانے کے لیے

خواب آئے بستر مخمل پہ سو یہ ہی خیال
ہو کسی زانو کا تکیہ نیند آنے کے لیے

ہی کہو ونکو اوسنے جنبش اب کوئی بچھتا ہون مین
ابر ہی تلوارین چلین بجلی گرانے کے لیے

ہی ابھی جراح باقی زخم کھلنے کی ہوس
بارہ کا ڈورا منگا ٹانکے لگانے کے لیے

ہو بپا طوفان ای جلاد آب تیغ سے
میرے آنسو لے جو تلوارین بجھانے کے لیے

لیکے میرے دشت سے مٹی کیا مجنون نے خلق
خاک کوے یار لی لیلی بنانے کے لیے

کاسہ سر ہاتھ مین لیکر مین نکلون قبر سے
اب بھی گر ساقی بلائے مے پلانے کے لیے

برق پھر چمکی کرونگا پھر تڑپ کر خاک پر
پھر اوٹھا ابر شب فرقت رلانے کے لیے

۱۷۵	چشم تر مین یون خیال خال رخ ہی ای وزیر آئے ہندو جیسے دریا مین نہانے کے لیے	۱۳

تیرے رخ کا کسے سودا نہین ہی
گل لالہ تلک صحرا نشین ہی

پھرا ہی آپ وہ مہر و مہ ہارا
ترا ای آسمان شکوہ نہین ہی

کہین ایسا نہو اوٹھے نہ تلوار
یہی ڈر ہی کہ قاتل نازنین ہی

نہ پوچھو میرے آنسو تم نہ پوچھو
کہے گا کوئی تمکو خوشہ چین ہی

ادب سے پا برہنہ پھرتے ہین ہم
جنون فرش الٰہی یہ زمین ہی

ترا سب دشمنون کا چاہتے ہین
ہین خوش ہون جیسے دل اندوہگین ہی

رہے مضمون غم کیطرح آمین	ہمارا گھر ہی یا بیت حزین ہی
جہان ہی جلوہ گر وہ غیرت ماہ	الٰہی آسمان ہی یا زمین ہی
بنایا تجکو ایسا خوب صورت	کہ نازان تجھپہ صورت آفرین ہی
ہین عشق زلف مین اعضا بھی دشمن	ہمارا ہاتھ مار آستین ہی
نہ نکلا بے ترے مین گھر سے باہر	نگہ تک چشم مین خلوت نشین ہی
فلک جو چاہے ہمپر ظلم کرلے	ابھی تو ضبط آہ آتشین ہی

۴۶	پڑا ہی تفرقہ بیتا بیون سے وزیراب مین کہین ہون دل کہین ہی	۱۹

شانہ مین پیچ سے اون زلفونکا جو بن دیکھے	پاؤن ہم چھو نہ سکین ہاتھ برہمن دیکھے
جیب صد چاک کرے جو ترا دامن دیکھے	خواب کم آئے جو کمخاب کی چپکن دیکھے
سیمہ خورشید جو تیرا رخ روشن دیکھے	ہو گمان خط شعاعی کا جو چلمن دیکھے
جان دے گال جو گورے وہ فرنگن دیکھے	کبھی قتل ہو مژگان کی جو پلٹن دیکھے
ٹوپی ہین اوس بت بیدین پہ بہت سے بیچیر	سیکڑون سبحہ صد دانہ کے خرمن دیکھے
کہے انجیل مسیحا پہ ہوی ہی نازل	دیکھکر لب جو خط یار فرنگن دیکھے
گر پڑے پھولونکے خرمن پہ یکایک بجلی	ناز سے ہنسکے جو تو جانب گلشن دیکھے
داغ سوزان مرا آتا ہی نظر چھاپے سے	آسکے پروانہ چراغ تہ دامن دیکھے
بوے گل مہتی ہی پوشیدہ قباے گل مین	کیا تن زار کو یہ پیرہن تن دیکھے

طائر رنگ ہون بلبل نہ سمجھ اے صیاد — مین جو اوڑ جاؤن تو کوئی سو گلشن دیکھے
دہن یار مین مستی کی او دہاہٹ دیکھی — چمن ملک عدم مین گل سوسن دیکھے
ترک خونریز ہین آنکھین تو نگہ ہے سفاک — ایک کیا آپ کو دیکھا کسی رہزن دیکھے
شاخ گل سیخ گل اخگر ہون عنادل ہون کباب — نگہ گرم سے گر تو سوے گلشن دیکھے
سر کہین ہاتھ کہین پاؤن کہین مدفون ہوے — ایک عاشق کے تمہارے کئی مدفن دیکھے
سیمبر مرغ نگہ سونے کی چڑیا ہو جاے — آنکھ اوٹھا کر جو طلائی ترے جوشن دیکھے
رخ کو قرآن کہے زلف سیہ کو کالی — ملک سے شیخ تو چیلے سے برہمن دیکھے
چار نعل آپ کے شبدیز کے ہین چار ہلال — چاندنی سمجھے جو گرد سم توسن دیکھے
آنکھین نرگس تری گلگونکی ہین چوٹی سنبل — نظر آجاے چمن جو ترا توسن دیکھے

۱۷۷

چمن کوچۂ دلدار مین رہتا ہون وزیر
دم پھڑک جاے جو بلبل مرا مسکن دیکھے

۲۴

ہو رہائی ضعف کی تاثیر سے — نکلین ہم مثل صدا زنجیر سے
کیا لہو چھوٹے تری شمشیر سے — جو ہرا وسکے کم نہین زنجیر سے
دل نہ مانگو عاشقان پیر سے — مچھلی کب ہاتھ آئی جوے شیر سے
کہتے ہین وہ لے کے دل مجھ پیر سے — مچھلی ہاتھ آئی ہے جوے شیر سے
اے جنون بیتابی کی تاثیر سے — برق نکلے دانۂ زنجیر سے
ابرو پر خم عرق افشان ہوی — بہ چلا پانی تری شمشیر سے

کیا کہون قاصد لکھون کیا شوق وصل ہی فزون تقریر سے تحریر سے
بندھ گیا مین وحشی نازک مزاج موج بوے زلف کی زنجیر سے
گر نہین ساقی تو قاتل لاے گا جام طاق ابرو و شمشیر سے
نرم ہی کیا تیری ابرو کی کمان کھنچ رہی ہی خانۂ تصویر سے
تشنہ لب ہون تیر باران کیجیے پانی گر دیتے نہین شمشیر سے
باتین کرتا ہون کوئی سنتا نہین خامشی بہتر ہی اس تقریر سے
ماہ کی کیا قدر پیش آفتاب جام مے بدلون نہ جام شیر سے
یون کہینگے تیری ابرو کی صفت مانگ لین گے ہم زبان شمشیر سے
زرق چاہا چرخ سے نادان بے تمیز شیر مانگا دایۂ بے شیر سے
بل بے ذوق وصل و فرط اتحاد خون نہ چھوٹا یار کی شمشیر سے
بنگئی اونکی نگہ تیغ قضا تیر نے مارا ہمین شمشیر سے
آتش گل کے لکھون مضمون گرم پھلجھڑی خامہ بنے تحریر سے
اشتیاق سر مین تڑپے اسقدر ہو گئے جوہر جدا شمشیر سے
قدر نعمت ہوتی ہی بعد زوال پوچھیے لطف جوانی پیر سے
زلف اگر رخ سے ہٹا دو تو کہون چھوٹے یوسف خانۂ زنجیر سے
کم نہین شب سے مرا روز سیاہ کیا ہو فرصت نالۂ شبگیر سے
کیونکر ارباب تعلق پھرتے ہین فیل چل سکتے نہین زنجیر سے

۱۷۸	ہجر مین مرتا نہین مین ای وزیر منفعل ہون موت کی تاخیر سے	۱۶

بخت ہی تیرہ خط تقدیر سے
جیسے کاغذ ہو سیہ تحریر سے

کیا چھٹے وہ نوجوان مجھ پیر سے
مل کے شکر کب جدا ہو شیر سے

گوشہ گیرونکو کیا ابرو نے قتل
اس کمان نے توڑ سیکھا تیر سے

آہ آتش بار ہی تیب شہاب
شعلے بنکر نکلے پر اس تیر سے

ایک کو دو کر دکھائے آئنہ
گر بنائین آہن شمشیر سے

ہو لب رنگین سے برگ گل خجل
منفعل ہی بوے گل تقریر سے

چھٹ گیا ہی ہاتھ سے دامان یار
جیب پھاڑون دست دامنگیر سے

کیا عجب پیدا کرے وحشت مری
بید مجنون دانۂ زنجیر سے

قلقل مینا ہی ساقی کی صدا
مے ٹپکنے لگتی ہی تقریر سے

کھیل پر اوس طفل کے مرتا ہون مین
قتل کرتا ہی گلے شمشیر سے

تمکو دکھلا کر تماشا دل لبھائے
نکلے پتلے دیدۂ تصویر سے

ہین دہکتے داغ انگارون کیطرح
بھاہی اوترین کیون نہ آتش گیر سے

لائیے مرغ جنون کو دام مین
لیجیے دانے مری زنجیر سے

نام رکھا چرخ نے طوق بہار
لیکے اک حلقہ مری زنجیر سے

کیا رخ رنگین نے حیران کر دیا
کم نہین گل بلبل تصویر سے

۱۲۹ | جام سان چلیے جو وحشت مین وزیر
آ سے قلقل کی صدا زنجیر سے | ۱۷

لال ہین آپ ہی لب سرخی پان دور رہے
ناز کی کہتی ہے یہ بار گران دور رہے

گھر کیا دلمین ترے ہجر غم دوری نے کیا
اب بھی کہتے ہین کہ ہم جاکے کہان دور رہے

ساقیا ہجر مین کب ہے ہوس گفت و شنید
ساغر گوش سے مینا ے زبان دور رہے

سیر سے ہوتے تو بٹھا سکتے نہین غیر کو پاس
یہ خیال آپکے دلسے مری جان دور رہے

پھول بھر بھر کے گلابی مین پلاتا ہے مجھے
چمن محفل ساقی سے خزان دور رہے

استخوان تک مری کیا آے ہما ناوک
جب خدنگ نگہ زاغ کمان دور رہے

یاد ابرو جو نہو آہ نہ منہ سے نکلے
تیر کسطرح لگاؤن جو کمان دور رہے

مژۂ کج کیطرح سے رخ ناوک پھر جاے
وہ نشانہ ہون کہ تیر کمان دور رہے

میرے پہلو مین ہمیشہ رہے سفاک کا تیر
ایسے محبوب سے آغوش کمان دور رہے

ہو چکا صید مرے بعد ابھی اور کوئی
شست سے تیر تو چلے سے کمان دور رہے

شمع فانوس کی تصویر بنا دی ہے ضعف
پیرہن جسم سے اور جسم سے جان دور رہے

چھوڑ کر کعبہ و بتخانہ گئے تا در دوست
منزلین قطع ہوئین سنگ نشان دور رہے

شور محشر ہی بپا وعدۂ دیدار بھی آج
نہ گرے آج سبک خو اب گران دور رہے

چوستے ہین مسی لب کے دعائین مانگین
کالے مرہم سے نہ یہ زخم دہان دور رہے

طوق قمری سے بھی ہم تنگ تھے ابکی ضعف کنار
کیون نہ آغوش سے وہ سرو روان دور رہے

جنس دل وہ ہی نہ جاکر سر بازار بکے
مشتری راہ مین پیدا ہو دکان دور رہے

۱۸۰
جب کہون حال جدائی کوئی سمجھے نہ **وزیر**
حرف سے حرف سخن وقت بیان دور رہے
۱۳

کانٹے پڑجاتین بلاسے جو زبان دور رہے
خون تھوکے جو دہن سے وہ دہان دور رہے

عشق بازی کا حسینونکو یہ ایکا ہو جاے
چاندنی خاک پہ لوٹے جو کتان دور رہے

جنبش لب سے کہے اونکی نزاکت بس بس
حرف مطلب سے ابھی نوک زبان دور رہے

لے اوڑا ایسا ہی مجھے ا ہی مری بیتابی دل
گردسان قافلہ تاب وتوان دور رہے

بید ماغی سے وہ گلگشت چمن کرتے ہین
غنچے منہ بند رکھین بوے دہان دور رہے

خط کی تائید سے دل چاہ ذقن سے نکلے
کبھی اس کانٹے سے یارب نہ کنوان دور رہے

چار ابرو کا صفایا جو کرین ہم آزاد
چار جوہر سے بھی آئینہ جان دور رہے

دوست بن بن کے عدو قتل کیا کرتے ہین
پنبہ ماہ سے بھی داغ کتان دور رہے

شب فرقت مین جلاؤن مین اگر ہجر نصیب
شمع سے شعلہ تو شعلے سے دہوان دور رہے

دست بے فیض سے ہو ہیرہ جوان کے نفرت
قبضہ شل سے سدا تیر وکمان دور رہے

عمر بھر کوچہ جانان مین او ٹھنا ہی محال
جب تلک جیتے ہین گلزار جنان دور رہے

چور ہو جاؤنگا مین نشا ہی سے نازک دل ہون
ساقیا بھول بھی ہر بار گران دور رہے

۱۸۱
دود خط یار کا قرآن کی سورہ ہی **وزیر**
کس طرح مصحف عارض سے دخان دور رہے
۱۸

ہی نقش درم جو نقش پا ہی
آپ آئے تو گھر درم سرا ہی

دل جلوہ ترا دکھا رہا ہی
شیشہ یہ مرا پری نما ہی

سلطان جہان ہی جو گدا ہی
تیمور رہا اک شکستہ پا ہی

انسان بھی قدرت خدا ہی
کیا سنگ کو بت بنا دیا ہی

شیرین ہی دہن کرو شکر خند
ہنسنے مین تمھارے اک مزا ہی

مضمون پروئے بنکے آئین
شبدیز قلم چراغ پا ہی

یاران گذشتگان سے ہی انس
زندہ مردون پہ مر رہا ہی

آیا نہین خود فروش میرا
گویا مجھے مول لے لیا ہی

قطعہ

وہ رشک بہار و غیرت گل
گلگشت چمن کو جو گیا ہی

گلزار ہوا ہی پانی پانی
بلبل پانی کا بلبلا ہی

جو چاہیے عشق مین کیا وہ
ہم مر گئے کہیے مرحبا ہی

ہی جھوٹھ کہون جو راست ہی قد
یہ توسن حسن الف ہوا ہی

منہ جسنے دیا وہ رزق دیگا
گویا یہ وہان آسیا ہی

توبہ کا نہ در ہو بند یارب
جب تک در میکدہ کھلا ہی

ہی شیشۂ سبز گرم قلقل
طوطی مستون کا بولتا ہی

کیا جسم ہی صاف اوس پری کا
گویا تہ آدم آشنا ہی

بیگانہ کوئی نظر نہ آیا
آئینہ بھی صورت آشنا ہی

۱۸۲	کیا خوف گزند وزیر کو ہو حامی سلطان انبیا ہی	۱۱

رنگین لب لال کی صدا ہی	کیا خوب یہ لال بولتا ہی
سنبل گلشن مین کہہ رہا ہی	یکتا ہی وہ زلف کو دوتا ہی
ہم وحشیون کا کبھو ترا ہی سرو	قمری کیطرح سے طوقیا ہی
آ پونہچا ہی اوڑکے استخوان تک	ناوک مین مگر پر ہما ہی
دلنے کی طرح سے پیس ڈالا	کیا گردش بخت آسیا ہی
کیا آنکھون مین اوسکی مین سبک ہون	نظرون مین وہ مجھکو تولتا ہی
یوسف جو کہا اونھین تو بولے	کیا آپ نے مول لے لیا ہی
آئی ہی بہار کیا جو ساقی	شیشے مین پھول بھر رہا ہی
پونہچے مرے ہاتھ تک تو جانون	تم سے کہتے ہو زلف کو رسا ہی
نکلے نہین رات کو ستارے	شبدیز فلک چراغ پا ہی

۱۸۳	ایسا مین کھلا وزیر غم سے خار کف پا مرا عصا ہی	۶

کیا سنگ زرق خوش ہو اگر راہ عید ہی	یان بستگی قفل کی باعث کلید ہی
گھر پونہچے مین لحد اسے کہنا بعید ہی	یارو جواب نامہ نہین ہی رسید ہی
خط دیکھلو وزیر عبث شوق دید ہی	لکھا ہی پشت لب پہ دہن ناپدید ہی

دکھلاؤ زلف و رخ تو خوشی ہو کے ہین کہون	یہ شب شب برات یہ دن روز عید ہے
لب وا جو ہو گئے تو در خرمی کھلا	قفل دہن کو موج تبسم کلید ہے
قاتل بجائے گل تو چڑھا دے حسین ہند	یہ کربلائے عشق یہ قبر شہید ہے

۱۸۴	ولہ	۹

اوٹھتا ہے جائے شعلہ دہوان دل کے داغ سے	تاریک ہو گیا ہے مرا گھر چراغ سے
پیدا کرینگے داغ جگر دل کے داغ سے	کر لین گے ہم چراغ کو روشن چراغ سے
بلبل ادھر قفس سے چھٹی تو ادھر پھنسی	گلدام موج نکہت گل لائی باغ سے
ہو جائے وجد دیکھے اگر استخوان مرے	پتلی نکل کے رقص کرے چشم زاغ سے
ہے دم قدم کے ساتھ یہ گردون کی کجروی	اوترو مسیح ایسے خر بیدماغ سے
کیا ہجر مین ہے مونس و دلسوز داغ دل	دن کو فزون ہے پھول سے شب کو چراغ سے
گریان تری گلی سے ہم اے رشک گل چلے	جاتے ہین ہوتی جھیل لیے عیش باغ سے
وہ نالہ کش ہون بعد فنا استخوان مرے	مثل صدا نکل گئے منقار زاغ سے
دیکھا دہن کو خندۂ دندان نما سے رات	گم لعل تھا ملا گہر شب چراغ سے

۱۸۵	ولہ	۹

لذت درد سراپا مجھے حاصل ہو جائے	آرزو ہے کہ ہر اک عضو بدن دل ہو جائے
وہی بیتابی وہی درد سے حاصل ہو جائے	ہاتھ جس عضو پہ رکھدو وہ ابھی دل ہو جائے
لطف پامالی دل یار کو حاصل ہو جائے	پاؤن رکھے وہ جہان نقش قدم دل ہو جائے

ہم اسیرون کی طرف آئے اگر نکہت گل — پیچ پڑ جائین کچھہ ایسے کہ سلاسل ہوجائے
خون عشاق سے ہوتے جو لگائے مہندی — یار کا ہاتھہ بھی بندھ جانے کے قابل ہوجائے
آئے بے پردہ جو لیلا سے خیال جانان — دل یہ بالیدہ خوشی سے ہو کہ محمل ہوجائے
کوچہ زلف ہی کچھہ مصر کا بازار نہین — آئے یوسف جو ادھر قید کے قابل ہوجائے
چال افتادگی اشک سے سیکھی ہمنے — لغزش پا سے ابھی قطع منازل ہوجائے
فاتحے کو جو وہ بت ہاتھہ رکھے مرقد پر — ہو یہ بالیدہ انگوٹھی کا نگین سل ہوجائے

۱۸۶	ولہ	۵

کاکل جو اوسکے شعلہ رخ سے سرک گئی — کالی گھٹا مین چھاف یہ بجلی چمک گئی
پونہچی نہ اوسکے کان تلک آہ نارسا — کیا فائدہ زمین سے اٹھ تا فلک گئی
ٹکڑے ہوے ہمارے گریبان صبر کے — انگڑائی مین جو یار کی چولی مسک گئی
سینے جو آہ سرد بھری اوسنے ہنس دیا — گل کی کلی نسیم سحر سے چٹک گئی

۱۸۷	بعد از فنا جو قبر پہ آئے وہ اے وزیر پونہچا نے اونکو روح مری دور تک گئی	۹

پردہ کدورتون سے کیا آج یار نے — دیوار گرد کھینچی ہے دل کے غبار نے
چھڑکا چمن مین یہ مژہ اشکبار نے — آخر لہو دیا رگ ابر بہار نے
گلشن مین کیا اشارہ کیا خال یار نے — افیون باغبان کو دی کوکنار نے
دکھلائی نے سواری لڑکپن مین یار نے — دوڑایا اپنے پاؤن سے گھوڑا سوار نے

رفعت دکھائی کو جو گیسوے یار نے
لی راہ آسمان کی زمین تتار نے

کانٹا چبھا جو پاؤن مین سمجھا یہ ضعف سے
سولی پہ مجکو کھینچ دیا نوک خار نے

پانی نہین یہ آپکے عاشق کا ہی لہو
کیون خون پیکے کوڑی دکھائی کٹار نے

پھینکا جو مینے اپنا گریبان پھاڑ کر
دامن لیا سمیٹ شب ہجر یار نے

۱۸۸
دیکھین جو اے وزیر مری بیقراریان
کی آرزوے صبح شب انتظار نے
۲۰

مو دے کہ نہ دے بادۂ اطہر تو نہین ہی
کچھ پیر مغان ساقی کوثر تو نہین ہی

کچھ معجزہ ختم آپکے لب پر تو نہین ہی
عیسی ہی تو ہو اپنا پیمبر تو نہین ہی

جب میان سے نکلی تو مرے دلمین سمائی
تلوار تری روح دو پیکر تو نہین ہی

قاتل ہی گمان معجزۂ شق قمر کا
جوزا کیطرح تیغ دو پیکر تو نہین ہی

میخانے کو سجدہ کیا ہی کعبے نے جھک کر
اوس چشم پہ ابروے نگون سر تو نہین ہی

داغ اوس پہ کہان تھے یہ گلی ہو کے پھرا ہی
بھیجا تھا جسے یہ وہ کبوتر تو نہین ہی

پیری مین جوانونسے ملون جھککے مین کیونکر
قامت شجر خشک ہوا تر تو نہین ہی

ہی سرمے کا دنبالہ تری آنکھ مین ساقی
ساغر سے ترے موج یہ باہر تو نہین ہی

مین آنکھین بچھاؤن وہ شہ حسن اگر آئے
درویش ہون آزاد ہون بستر تو نہین ہی

منہ اوسکو دکھاؤگے تو مین ٹکڑے کرونگا
آئینہ ہی کچھ سد سکندر تو نہین ہی

اوراق خلائق نظر آتے ہین پریشان
یہ دفتر عالم کہین ابتر تو نہین ہی

کیون دیکھتا ہون وصل مین خواب شب فرقت
سرخاب کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہے

او طفل جو کہتا ہے بری آنچ ہے اسکی
چھوٹا سا ترا نیچہ اخگر تو نہین ہے

کس شوق سے آیا ہے گل زخم کی جانب
اس تیر مین بلبل کا کوئی پر تو نہین ہے

قبضے کی کٹوری مین ہے تلوار کا پانی
اب بارہ یہ آب اسکی ستمگر تو نہین ہے

خالی ہو لو از خود عرق شرم سے بھر جاے
منت کش ساقی مرا ساغر تو نہین ہے

عریانی کے جامے کا گریبان بنا ہے
بیکار گلے پر ترا خنجر تو نہین ہے

کہتے ہو مجھے خواب مین معراج ہوئی ہے
جبریل کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہے

کیون اوٹھ گئے پاے سگان کج ادائی
زمانے سے بھاگا ہوا لشکر تو نہین ہے

رسوا نہ کریگا تمھین یہ دیدہ حیران
پر آب ہے آئینہ صفت تر تو نہین ہے

۱۸۹	وله	۱۳

تم جو پتھر اوٹھا کر دو تو وہی مینا ہو جاے
منہ پہ پتھر جو لگے آنکھ کا ڈھیلا ہو جاے

گریبان بیچیے جوبن یہ زیادہ ہو جاے
نکل آئے جو عرق حسن کا دریا ہو جاے

گردش چشم کا تیرے اثر ایسا ہو جاے
گرد اوڑے پاے نگہ سے تو بگولا ہو جاے

ذبح کرنے مین جو ہو ڈر تری رسوائی کا
رنگ اوڑ جاے ابھی خون پسینا ہو جاے

سرمہ دینے مین نکل آئین جو تیرے آنسو
ہر گل اشک ابھی نرگس شہلا ہو جاے

چشم مخمور سے دیکھے جو وہ بت کعبے کو
در سے محراب کا لبریز پیالا ہو جاے

ٹھنڈا سا ہے یہ مرا جسم اگر دیکھے نبض
کف عیسی ابھی جل کر کف موسی ہو جاے

نشا سے مین پاؤن جو تم سبزۂ تر پر رکھو
ہو یہ بالیدہ ابھی صورت مینا ہو جاے

حال کچھ اونکے تلون کا نہ مجھسے پوچھو
عکس جس گل پہ پڑے وہ گل عنا ہو جاے

رنگ کندن سا تمھارا ہی عجب کیا ہی اگر
طوطی سبزۂ خط سونے کی چڑیا ہو جاے

تم جو اک ہاتھ لگاؤ تو مین ایسا خوش ہون
ابھی دو ہاتھ کا ہی جان کلیجا ہو جاے

شرمگین آنکھ کی گر یاد مین پتھر آ جائے
سنگ سرمہ یہ مری آنکھ کا ڈھیلا ہو جاے

۱۹۰	درد دندان نبی سے جو رولاے الفت ای **وزیر** اشک ہر اک عرش کا تارا ہو جاے	۷

دیکھکر مجھہ زار کا مردہ وہ بولے ناز سے
غش نہ آیا ہو شکست رنگ کی آواز سے

کیا نزاکت ہی ہوا صدمہ خرام ناز سے
آ گیا غش یار کو خلخال کی آواز سے

دیکھنے والو مین تیرے وہ بہت اچھے رہے
قتل کر ڈالا جنھین تیغ نگاہ ناز سے

چاند کے ٹکڑے ترے تلوے ہین اور خورشید رو
چاندنی نکلے نہ کیونکر فرش پا انداز سے

درد دوری اوس دہن کیطرح پوشیدہ رہے
چاہیے ایدل جگہ واقف نہو اس راز سے

تیرے دیوانے کو ایسا شور سے ننگ ہی
پاؤن تک واقف نہین زنجیر کی آواز سے

پردے کانونکے پھٹے جاتے ہین بلبل فرط ضعف
ناک مین دم ہی شکست رنگ کی آواز سے

۱۹۱	**ولہ**	۸

ای جان تو ہو دور تو کسطرح گل پڑے
نزدیک ہی کہ منہ سے کلیجہ نکل پڑے

کرتے ہو ذکر میرے سے دل بیقرار کا
منہ سے کہین زبان نہ باہر نکل پڑے

دامن ترا پکڑنے کو بیمضطرب ہوے — ہاتھ اپنے آستینون کے باہر نکل پڑے
ہوتا ہی انس لڑکو نکو لڑکون سے واہی — او طفل تجکو دیکھہ کے آنسو نکل پڑے
پھنسنا تھا دل کو گیسوے پیچان مین پھنس گیا — قسمت مین ہو جو پیچ تو کیونکر نہ بل پڑے
ایسا کسی کو شوق شہادت نہووے کا — گردن جھکاؤن تیغ جو اوسکی اوگل پڑے
لکھنے لگا حقیقت گریہ جو یار کو — میری طرح قلم کے بھی آنسو نکل پڑے
باتین جو چلبلی جسکی سنی میرے یار کی — زاہد تو کیا ہی اوسکا فرشتہ پھسل پڑے

۱۹۲ — **وله** — ۵

اوسکی تلوار کے رومال کا چھالا تو نہین — آب شمشیر کی تاثیر جو تیزاب مین ہی
چشم خونریز مین سرمے کا نہین دنبالہ — اپنی نظرون مین ہرن کیف قصاب مین ہی
ناز سے آنکھہ اگر بند وہ کر لیتے ہین — کہتے ہین فتنہ بیدار ابھی خواب مین ہی
گر پڑے ہین مگر آنکھون سے مری گرم آنسو — کرۂ نار کا عالم کرۂ آب مین ہی
میٹھی نظرون سے مجھے دیکھہ کے کین بند آنکھین — زیب دیتا ہی کہون یار شکر خواب مین ہی

وله

ہوا ہی عشق تازہ ابتداے آہ ہوتی ہی — مبارک طفل دل کی آج بسم اللہ ہوتی ہی
ملا جب درہم داغ جنون گھبرا کے دل بولا — یہی کیا عشق کی سرکار مین تنخواہ ہوتی ہی
بیان کرتا نہین دل وصف اوس رخسار و مخطط کا — خدا کے گھر مین تفسیر کلام اللہ ہوتی ہی
فروغ اپنا سوا ہوتا ہی ظلم چرخ گردان سے — جو دل جلتا ہی روشن اور شمع آہ ہوتی ہی

۱۹۳	غزل در نعت سرور کائنات	۶

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی	عین ہے بے بحقیقت و مجاز
گشت خورشید فلک شہرۂ جان بخشی تو	آہ ہ عیسی مریم سپے دربان طلبی
ہجر تو مرگ وصال تو حیاتست حیات	جسم را جانے و جانانے و عیسی لقبی
گر بگویم کہ ایاز ے و خدا محمود ست	بسر عشق کہ این ہم نبود بے ادبی
یا حبیبی ارنی کفت خدا مثل کلیم	حق اپسند این چہ جا لست باین بوالعجبی
بروای خضر دلم تشنۂ دیدار کسی ست	نخورم آب بقا جان دہم از تشنہ لبی

متفرقات

مر گئے ہم وہ روانہ ہو گئے	رات بھر جاگے تھے دنکو سو گئے
قتل بے شمشیر او ظالم کیا	آئنہ دکھلا دیا دو ہو گئے
یا علی تم اور نبی تو ایک ہو	چشم احول مین مگر دو ہو گئے

ولہ

ذکر ابرو کی زبان عادی ہوئی	بات سیدھی بھی جو کی ٹیڑھی ہوئی
بے ہوا اڑنے لگا مشت غبار	طبع اپنی خاک کی بادی ہوئی
سو کھکر کانٹا ہوا دست جنون	خار دار اب ہاتھہ کی پھلی ہوئی

ولہ

زر دیا زور دیا مال دیا گنج دیے	اے فلک کونسی لعت کی عوض رنج دیے

ہم تو خوبیٔ قسمت ہی گلا کیا تم سے (کیون) — جسنے راحت تھین دی اوسنے ہمین رنج دیے
ہون نہ کیون کوچۂ محبوب مین عاشق نالان — اس گلستان کو یہ مرغان نواسنج دیے

ولہ

رفعت طلب ایسا ہون ابھی چین نہین ہی — یونہی جا ہون جہان ہی کہ فلک ہی نہ زمین ہی
بے تیرے مجھے دید کا کچھ شوق نہین ہی — تو پردہ نشین ہی تو نگہ گوشہ نشین ہی
آزردہ جو تم ہو تو خفا کون نہین ہی — آئینہ بھی ہی تو سے مرے چین بجبین ہی

ولہ

جسطرف تم ہو اودھر سر مرا جانا ہو جاے — پائنتی قبر کی بیٹھو تو سرہانا ہو جاے
یار جاتا ہی کہو دل بھی روانا ہو جاے — ساتھ اچھا ہی اگر ایسے مین جانا ہو جاے
کیجیے مجھ پہ نگہ غیر مرے جیتے جی — تیر مین آپکے کھاؤن وہ نشانا ہو جاے

ولہ

دیکھ پچتاے گا او بت مجھے ترسانے سے — اوٹھکے کعبے کو چلا جاؤنگا بتخانے سے
وہ مسیحا جو چلا ہاتھ چھڑا کر شب وصل — نبضین بھی چھوٹ گئین ہاتھ کے چھٹ جانے سے

ولہ

ہجر مین اک ماہ کے آنسو ہمارے گر پڑے — آسمان ٹوٹا شب فرقت ستارے گر پڑے
پھینکی تھی زاہد نے کل شیشے کی گردن توڑ کر — آج سنتے ہین کہ مسجد کے منارے گر پڑے

ولہ

صحرا کیے ہیں پیدا ابر ٹھکر غبار دل نے | پھینکا ہی دور ہمکو اس دشت متصل نے

ولہ

نہ خود فروشی گیی جنس دل کی طینت سے | کہ مشتری کو صدا دی شکست قیمت سے

ولہ

سینے پہ میرے زخم ہیں کیا بے نشان لگے | جراح ہاتھ ملتا ہی بھالا کہان لگے

ولہ

لب و دندان دکھا کر اپنے وہ کہتے ہیں شوخی سے | نکل آیا ہی دیکھو لال یہ دانتونکی کھڑکی سے

ولہ یاد مژگان ہیں مری آنکھ لگی جاتی ہی | لوگ سچ کہتے ہیں سولی پہ بھی نیند آتی ہی

ولہ صدائے نالۂ دل آرہی ہی نکہت گل سے | چلی آتی ہی شاید کوچۂ منقار بلبل سے

ولہ چمن سے توڑ کے پھولونکو باغبان چلے | تمہارے سنے کو باتین گلونکی کان چلے

ولہ زلف کی چال صبا چلتی ہی | کیا پریشان ہوا چلتی ہی

ترجیع بند

صبا کبھی جو ترا کوے یار میں ہو گذر | نہ بھولیو تو پیام وزیر خستہ جگر

یہ کہیو اوس سے کہ ایجان تیری فرقت میں | فغان ہی درد ہی غم ہی الم ہی آٹھ پہر

پہونچ گیا ہی گریبان کا چاک دامن تک | گذر گیا ہی بس اب سر سے آب دیدۂ تر

کبھی ہی ہوش اوسے گاہ فرط بیہوشی | کبھی ہی آپ میں وہ گاہ آپ سے باہر

ہر ایک کوچے میں پھرتا ہی صورت وحشی | کبھی ادھر سے اودھر کبھی اودھر سے ادھر

بہت قلق جو ستاتا ہی تو یہ پڑھتا ہی — عجیب حسرت و ارمان سے ہاتھ پھیلا کر

بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم
بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم

ترجیع بند

ہوا ہی اب کے یہ فیض مسیح باد بہار — چمن میں دیدۂ نرگس تلک نہیں بیمار
رہا چمن میں نہ آزار دید بلبل کو — پلایا جام گل تر نے شربت دیدار
دم مسیح کا باد بہار میں ہی اثر — نہ کس طرح سے ہو زائل تب دروں چنار
وفور عیش سے بزم نشاط ہی گلشن — کلی جو چٹکے تو آئے صدائے نغمۂ تار
عجب نہیں پر پروانہ ہو پر طوطی — نہال شمع تلک سبز ہو کے لائی بار
بہ فیض باد بہاری ریاض دہر میں ہی — بنے وہیں زر گل سنگ سے جو نکلے شرار
نظر پڑے گل نارستہ شاخسار سے یون — عیان ہو شیشے سے جیسے شراب سرخ ابھار
گمان غلط ہی کہ بار ثمر سے ہو گئے خم — جھکے ہیں شکر کے سجدیکو باغ میں اشجار
چمن میں نام خدا ہی ہجوم گل ایسا — جگہ نہیں جو کرے عندلیب وا منقار

ہجوم لالہ و گل آنقدر شدست وزیر
نماند جائے کہ بلبل کشد ز سینہ صفیر

زیادہ ہی گل رعنا سے رنگ بوقلمون — چمن میں دیکھیے جس گل کو اک گلستان ہی
زبان حال سے کہتی ہی موج نکہت گل — اب اندنوں تو یہ فیض بہار بستان ہی

چو عندلیب بگل درد دل کند اظہار
ز فیض باغ شود نالہ سبز ور منقار

یہی بہار کا اب حکم ہی گلستان پر | کہ سایہ گل تر بھی ہو مثل گل احمر
نہ بچنے پاے ذرا داغ دلمین لالے کے | لگا تین مرہم کافور یاسمن لیکر
نہ رہے چمن مین نہ بیمار آج نرگس بھی | بغیر لطف پریشان نہووے سنبل تر
خدا کے فضل سے صحت ہوئی ہی آج اوسے | ہزار گلشن عالم فدا کرون جس پر
صبا سے کہدو کہ اب برگ گل کا فرش کیسے | چمن کی سیر کو آنے کا آج وہ گل تر
ہین قرینے سے مرغان باغ ہر جانب | نہ کوئی آئے ادھر اور نکوئی جاے اودھر
گمان سبکو یہ ہوئی یہ فرش بلبل چشم | بچھائین بلبلین آنکھین میان راہگذر
چمن سے آئین نکل نخل بہر استقبال | ادب سے نذر گل اشرفی کرین لیکر
ہر اک نثار کرے آج مال و زر اپنا | یہان تلک نہ رہے مشت غنچہ مین بھی زر

چو بیند آن قد و قامت چنان شود دلشاد
بسان بندہ کند سرو را چمن آزاد

تری شفا کی خوشی سے ہوے ہین پیر جوان | مثال تیر ہوئی راست آج پشت کمان
تو چندروز ہوا تھا علیل دل و جان | قسم خدا کی نہ تھی بس ہمارے جسم مین جان
بہ رنگ نرگس بیمار دم تھا آنکھون مین | یہ تیرے رنج کا تھا رنج ای مسیح زمان
تری شفا کی دعا مانگتا تھا سب عالم | ہر ایک موے تن خلق بنگیا تھا زبان

خمیدہ غم سے تھے محراب کی طرح زاہد
دعا زبان پہ تھی اور ہاتھ مین قرآن

مدام کرتے تھے شیشے بھی نالہ قلقل سے
بنا تھا ساغر لبریز دیدہ گریان

دعائین مانگتے تھے ہاتھ اوٹھا اوٹھا کے سبو
جھکے تھے سجدے مین ساقی سے تا بہ پیر مغان

تری شفا کی دعا مانگتا تھا روز مسیح
کہ تا فلک مری جاتی تھی نالۂ سوزان

مریض دیکھ کے تجکو یہ حال تھا اپنا
رہی تھی جسم مین طاقت نہ دل مین تاب و توان

ز فرط ضعف و مرض حال من بدینسان بود
بدست مردم چشمم عصاے مژگان بود

ہزار شکر خدا نے تجھے دی جلد شفا
وگرنہ دامن عیسی تھا اور ہاتھ مرا

تو بہر غسل جو حمام مین ہو تو مین کہون
مسیر مہر درخشان ہے برج آبی کا

خوشی ہر ایک ہوا تیرے غسل صحت سے
کہ تیرے سائے تلے رہتے ہین ہزار ہما

خدا نے آج تجھے جان تازہ بخشی ہے
ہزار جان گرامی کرون مین تجھ پہ فدا

جھکا کے سجدے کو سر سب کیون دعا مانگین
جو پا شکستہ ہین اونکا تو دستگیر ہوا

نہ کیون کہون مین تجھے آسمان لطف و کرم
نگاہ مہر سے ذرون کو آفتاب کیا

خوشی نہ کیون ہو زمانے کو تیری صحت سے
ہرا اس چمن مین ہوا تیرے کون ابر سخا

چمن مین دیدۂ نرگس بھی اب نہین رنجور
تجھے شفا جو ہوے بس کوئی مرض نہ رہا

ز صحت تو چنان اعتدال راست مدار
نمیشوند کنون چشم دلبران بیمار

تری بہار کرم سے ہر ایک ہی زر دار
بھرے چمن نے گل اشرفی سے جیب و کنار

جو نام لیکے ترا توڑے گل کوئی گلچین
تو ہاتھ مین ہو زر گل طلاے دست افشار

ترا وہ حکم وہ ثروت ہی تو اگر چاہے
ہر ایک فقیر کا گھر اسطرح سے ہو طیار

بجاے آب ہو آب گہر کا صرف اوسمین
خریدین سونیکی اینٹین بناتین گھر معمار

ضعیف ایسے قوی ہین ترے زمانے مین
اولجھ کے چاک کرے خار دامن کہسار

سواے در نہین ہوتا ہی کوئی طفل یتیم
ہوا مسیح زمان تو اجل ہوئی بیکار

جو دیکھ لے تری تلوار ماہی دریا
تو اپنے پوست سے بھاگے نکل کے صورت مار

دعا یہ میری ہی مثل خضر ہو عمر تری
کبھی نہو تو مسیحا کیطرح سے بیمار

سوا ترے کرم و لطف کے یہان اپنا
نہ کوئی یار نہ مونس نہ کوئی ہی غمخوار

فتادہ ام بدرت ای سپہر جود و کرم
براے نام وزیرم و لے فقیر توام

خمسہ

جگر مین ناوک غم ہی گلے پہ تیغ ستم
زبان آبلہ ہی آنکھوں مین اشک لیتے ہر دم

ہوا ہون خنجر غفلت سے کشتہ مین بر غم
مکن تغافل ازین بیشتر کہ مے ترسم

گمان برند کہ این بندہ بے خداوندست

نہ ہی وہ چشم عنایت نہ وہ نگاہ کرم
جفائین بڑھتی ہین تیری وفائین ہوتی ہین کم

غلام پر یہ عتاب اپنے بندے پر یہ ستم	مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم
گمان برند کہ این بندہ بے خداوند است	
کچھ اپنے وصل کے کہتا نہیں ہے یہ برغم	یہی ہے ڈر تری بندہ نوازیونکی قسم
کرے نہ بیکس و بے یار مجکو اک عالم	مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم
گمان برند کہ این بندہ بے خداوند است	
قطعہ	
نکر عوض مرے جرم و گناہ بیحد کا	الٰہی تجکو غفور الرحیم کہتے ہین
کہین کہین نہ عدو دیکھکر مجھے محتاج	یہ اونکے بندے ہین جنکو کریم کہتے ہین
قطعہ تاریخ ترتیب باغ سلطانی	
باغ خوش بافیت بسرو و گل و سنبل ترتیب	اندرین عہد شہنشاہ سخی و باذل
نائب مہدی دین شاہ شہان عالم	غیرت قیصر و فغفور خدیو باذل
چون صدف پر ز گہر جیب تہیدستان شد	ہست دریائی سخا و کرمش بے ساحل
بر و دولت این تخت نشین زر بخشش	ہمچو خورشید شود کاسہ دست سائل
مثل خورشید درخشندہ کف ہمت او	روے تابندہ او غیرت ماہ کامل
چند باغ لطیفیکہ درو بکشادہ	دفعتہ قافلہ فصل بہارے محمل
نکہت نسترن و یاسمن و نسترنش	جان تازہ بدمد چون دم عیسی در دل
باغبانان ہمہ ہستند چو رضوان بردر	تا ابد باد خزانے نتوان شد داخل

سبزه را همچو خضر هست حیات جاوید — می شود زندگی تازه بهر دم حاصل
همچو این گلشن جان پرور و راحت افزا — نیست از روم و حبش تا بچین و چگل
غنچهٔ گلشن تصویر نسیمش وا کرد — عجبی نیست شگفته شود ار غنچهٔ دل
نذر گلدستهٔ تاریخ بیاورد وزیر — قطعهٔ جنت اعلی بزمین شد نازل

قطعهٔ تاریخ تعمیر کربلا

در عهد بادشاه محمد علی نمود — عاشق علی ز صدق بنا باغ کربلا
هر صبح و شام از پی شاه زمن بشاخ — دارد بلند دست دعا باغ کربلا
با از سر ادب نهد اینجا ملک که هست — گلزار سید الشهدا باغ کربلا
چون گل شگفت غنچهٔ منقار عندلیب — مثل صباست عقده کشا باغ کربلا
نالد همیشه او ز صدای شکست رنگ — دارد چه عشق آل عبا باغ کربلا
کردم باو چه نسبت گلزار خلد گفت — ای وای ما کجا و کجا باغ کربلا
رویش بسوی کعبه و سویش رخ جهان — هم قبله هست و قبله نما باغ کربلا
کردیم فکر سال بنایش چو اهی وزیر — بنوشت کلک فکرت ما باغ کربلا

قطعهٔ تاریخ ترتیب دیوان فقیر محمد خان بهادر گویا

زهی منبع جود خان بهادر — که هست او به بحر شرف بی بها در
کف همتش غیرت ابر نیسان — که آن آب می بارد او گوهر افشان
چو مریخ خونریز باشد به هیجا — چو خورشید تابان بود عالم آرا

عدو غرق خون زاب شمشیر اوبند — حسودان نشانه پے تیر اوبند
ز پیلان او هست یک پیل گردون — سبق بر درخشش بشد نیزه گلگون
به ایثار گنجینه هاے دهراو — به اصرار پشمینه هاے دهراو
نه مغموم شد هیچکس از در او — نه محروم شد هیچکس از زراو
رفیق جناب وزیر معظم — فقیه محمد امیر مکرم
صد و بست سالش بود زندگانی — باقبال و باجاه و با کامرانی
نصیبش بود صحت و عافیت هم — قرینش بود عشرت و میمنت هم
بود لطف نظمش به از آب گوهر — زبان شست لاریب از آب کوثر
محیط جهانست فکر رسایش — که شد ورد بر هر زبان شعرهایش
کلام فصیحش بلاغت نظام ست — بدیع و بیان راز و انتظام ست
ز مضمون چشمان بیمار جانان — شده دفترش غیرت نرگستان
چو فکرے در اشعار رنگین نموده — ز حد رتبه گلعذاران فزوده
به از ابرو حور هر بیت دیوان — نقط غیرت خال رخسار غلمان
به از نسر طائر طیور مضامین — ز کیوان بلند ست معنی رنگین
زهر مصرعش مصرع سرو شد پست — ز رنگینیش جیب گل چاک گشت ست
دو آتش غم و کلک او باده نوش ست — مضامین او همچو مستے بجوش ست
چو مائل بترتیب و تالیف آن شد — بهر صفحه رنگ گلستان عیان شد

نہ تالیف و ترتیب دیوان نمودہ | که او نخلبندی بستان نمودہ
بگفتند سالش زمہ تا بہا ہے | کہ ترتیب دیوان ہمایون آگہی ۱۲۶۱

قطعۂ تاریخ مسجد

ساخت چون مسجد بنا اسحاق اسمٰعیل خان | از رہ صدق و صفا ہمپایۂ بیت الحرام
بہر تاریخش مصلی ہا بگفتند ای وزیر | کعبۂ ایمان ما این ست بیشک والسلام ۱۲۶۱

ایضا

ساخت اسحاق خان اسمٰعیل | مسجد دومی ز فضل خدا
سال تاریخ او نوشت وزیر | شد دگر کعبۂ شریف بنا ۱۲۶۰

قطعۂ تاریخ تولد شاہزادہ مرزا خورشید شکوہ

از فطرت شہزادہ خورشید شکوہ | تر شد دہن خشک من از آب مراد
از یمن قدم زمین چو شد رشک فلک | خرم گردید و سر بپایش بنہاد
گل خندہ زن ست و بلبلان نغمہ سرا | شد دور ز طبع باغبان خوی عناد
از فیض بہار عیش و عشرت چہ عجب | گلدام شود چمن بدوش صیاد
تاریخ دعائیہ رقم کرد وزیر | جاوید جوان بخت جوان طالع باد ۱۲۶۴

خاتم الطبع

ہدیۂ سپاس فراوان اور تحفۂ حمد بے پایان لائق بارگاہ بدیع الارض والسماوات ہی

کہ جسنے ایک مشت خاک کو جامع الصنائع بنا کر علم معنی و بیان سکھایا اور لآلی ثنا کے بے شمار
اوس عالم الہی لقب کے لیے سزاوار ہیں کہ جسنے اہل عالم مثال کو مجاز و حقیقت کا تفرقہ بتاکر
استعارۂ اصنام کو کہ مشبہ بہ کو عین مشبہ سمجھتے تھے دلائل بینہ سے باطل فرمایا
اور مناقب عظمی لائق سرکار آل اطہار اور اصحاب کبار ہیں کہ جن کے برکت اور فیض
ہدایت سے کنایہ معرفت ذہن مین آیا تس بعد خاکسار کج مج زبان امیدوار
افضال ایزد منان محمد عبد الواحد خان خلف محمد مصطفی خان
ابن حاجی محمد روشن خان وخلہما اللہ فی دار الجنان اہل انصاف کیخدمت
مین بصاف صاف عرض کرتا ہی کہ مدت دراز سے خیال انطباع کلام بلاغت نظام
افصح الفصحا محسود الشعرا عالم دقائق شعر و سخن اکمل شاعران زمن
دانا ے اشارات بدیع و بیان واقف رموز محاورات اردو زبان فخر المتقدمین
سند المتاخرین اشرف شرفاے ذیشان افضل نجباے ہندوستان
جامع خصائل دلپذیر حاوی فضائل بے نظیر جناب خواجہ محمد وزیر
ابن خواجہ محمد فقیر تغمدہما اللہ بالغفرانہ الخطیر کا ملحوظ خاطر فاتر
تھا لیکن مستغنی المزاجی اور آزاد طبعی سے کہ لازمۂ اہل کمال ہی سواے احباب
و تلامیذ کے ایک پرچہ بھی مصنف کے پاس کبھی نہ دیکھا الحمد للہ کہ اس ایام
جمعیت انضمام مین ہزاران جانفشانی اور سعی محبان ولی سید ہادی علی
اور سید محسن علی صاحب سے کہ سرخیل شاگردان عالی وقار

اور سر دفتر تلمیذان صاحب اعتبار جناب غفران مآب ہین یہ گلدستۂ لخت جگر کہ
ورق ورق اور پرچہ پرچہ اس کا مثل اوراق گل پریشان اور منتشر تھا
بکمال صحت فراہم اور مرتب ہوکر موسوم بہ **دفتر فصاحت** ۱۲۶۳ ہوا اور اہتمام
خاکسار مین مشک بیزی خامہ عنبرین شمامۂ مشتاق خفی و جلی شیخ **اشرف علی** سے
اونتیسوین ۲۹ تاریخ ذی الحجہ سنہ ۱۲۷۲ ہجری کو مطبع مصطفائی واقع شہر لکھنؤ محلہ
محمود نگر مین زیور طبع زیب فرما کر یوسف بازار شہرت ہوا تھا اب کہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین
اس شاہد معنی کے ہزارون ارباب سخن مشتاق نظر آئے اور بسبب نایابی و کم یابی کے
اطراف و اکناف سے سیکڑون خط اصحاب کے برابر آئے لہذا بار دیگر قلم
مشکین رقم خطاط مشہور آفاق خواجہ محمد حسین صاحب سے لکھوایا
اور بکمال صحت و تحقیق کے ساتھ کاغذ صاف
و عمدہ پر چھپوایا احباب کو فکر تازہ کی تکلیف
دینی مناسب نجانی بطور یادگار قدیم
تاریخون سے صفحات خاتمہ کو
زیب زینت دی فقط

تاریخہای طبع دیوان بلاغت عنوان نتائج افکار شعرای گزیدہ روزگار

از جناب فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر برق تخلص شاگرد رشید جناب شیخ امام بخش صاحب مغفور ناسخ تخلص تغمدہ اللہ بغفرانہ

مطبوع طباع خلائق جہان — منظوم وزیر باکمال ہند ست
تاریخ رقم کرد چنین خامۂ برق — دیوان کلیم بیمثال ہند ست ۱۲۷۲

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

ہے مطلع خورشید کا ہر شعر نظیر — ہے ہر مصرع میں ماہ نو کی تنویر
اے بحر یہ سال طبع لکھا میں نے — ہے نسخۂ برگزیدہ دیوان وزیر ۱۲۷۲

از جناب کپتان مقبول الدولہ احسان الملک مرزا محمد مہدی علیخان بہادر ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم و مغفور

خواجہ وزیر افصح دوران و حید عصر — یکتا بفکر بودہ و مشتاق لاجواب
دیوان شدہ چو طبع بگو سال اے قبول — ما این کارنامہ ہست در آفاق لاجواب ۱۲۷۲

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شہید تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

شاد و مسرور شود ہر کہ بہ بیند این را — دوستان طبع نمود ند چہ دیوان متین
سال مطبوع چنین ساختہ تحریر شہید — منطبع گشتہ چہ دیوان و کلام الحق این ۱۲۷۲

از جناب مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

نظم اقلیم سخن اس نظم کو کہتے ہیں سب — کیوں نہ خاقانی ہو اب کنج لحد میں گوشہ گیر
مہر لکھدو تم یہی بس مصرع تاریخ طبع — صاف نشو ر معانی ہے کہ دیوان وزیر ۱۲۷۲

از لالہ رام سہائی صاحب رونق تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

وزیر بادشہ شاعران شد از دنیا — مدام روضہ رضوانش خوابگاہ بود
بخاد مان نبی و علی شود محشور — دعا قبول بدرگاہ ہست اے آلہ بود
ندیدہ ہست کسی شاعری چنین خوش فکر — فلک بدعوی من در جہان گواہ بود
چو بعد رحلت او طبع گشت دیوانش — کہ حسن مطبع او رشک مہر و ماہ بود
نبشت مصرع تاریخ طبع آن رونق — طلسم عشق اسیند وزیر و شاہ بود ۱۲۷۲

از مرزا علی حسین صاحب کیوان تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

مدحت شیرین زبانی شہ دین ورد داشت — زین سبب جملہ کلامش گشت شیرین مثل شہد
بعد مرگش نظم شد مطبوع و کیوان سال گفت — طبع دیوان وزیر ہیچو خاقانی لعہد ۱۲۷۲

ایضا

آن خواجہ وزیر متوفی — خاقانی دیگر بزمن شد
دیوان شدہ مطبوع و بگو سال — مطبوع ہمہ طبع سخن شد ۱۲۷۲

ایضا

وزیر خوش بیان شیرین زبان خوش گو — اونھیں کے واسطے تھی شاعری موضوع
چھپی جب نظم کیوان نے کہی تاریخ — قبول روح خاقانی ہوئی مطبوع ۱۲۷۲

از منشی اعظم علی صاحب ذرہ تخلص شاگرد منشی مظفر علی صاحب اسیر

شدہ مطبوع نظم خواجہ وزیر — چون دل عاشقان شور انگیز
گفت تاریخ طبع او ذرہ — سخن یادگار سحر آمیز
۱۲۷۲

از شیخ الٰہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب

وزیر کا ہی کلام ایسا نظیر جسکا کہین نہ دیکھا — فصیح بندش نئی تو شعر عمدہ ہر ایک مضمون بلند و ملتا
کرون جو عشقی مین اسکی مدحت مری یہ باتین کہان ہے طاقت — مزہ اوٹھائیگی روح شوکت ہے ہمین ایسا ہر استعارا
بس ایسے تب کا ہو جو دیوان تو اوسکی تاریخ ہے شایان — زبان شیرین کلام رنگین کمال پیدا ہمال زیبا
۱۲۷۲

از سید کاظم حسین صاحب تنویر تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب رشک

بلبل جان تازگی پاتی ہے اسکی سیر سے — ہر روش ہے گلشن بیخار دیوان وزیر
طبع کی تاریخ یہ تنویر کرتا ہے رقم — شاہراہ معدن افکار دیوان وزیر
۱۲۷۲

از میر ضامن علی صاحب جلال تخلص شاگرد جناب فتح الدولہ بہادر برق تخلص

چو شد بکار نشش بہ نحو مرتب این دیوان — پسند گشت دل خلق را چہ خاص چہ عام
جلال مصرع تاریخ سال طبع نوشت — ہمہ کلام وزیر است شاہ کل کلام
۱۲۷۲

از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر جناب خواجہ صاحب مرحوم

دیوان شہ اقلیم سخن کا ہوا مطبوع — کس طرح سخن سنج نہون گرم ثنا آج
احباب تو کیا بر سر انصاف ہین حاسد — تعریف کی ہر سمت سے آتی ہے صدا آج
ترتیب سے اور چھپنے سے جو بن نکل آیا — ہر شاہد معنی کو ملا حسن صفا آج

انصاف سے سب نقش نگار اسکی جو دیکھے
مانی کہے ارژنگ کا بھی رنگ مٹا آج

کیا اونکے گل بوٹے ہین کس حسن کی بیلین
ہے قابل دید اس چمنستان کی فضا آج

تحریر کرو طبع کی تاریخ سفیر اب
گویا کہ ہی آراستہ معشوق ہوا آج

ایضا

واہ کیا دیوان رنگین ہو چکا مطبوع آج
جسکے ہر صفحے پہ ہے عالم ریاض خلد کا

مردمک حرفون کے نقطے ہین دوائر چشم حور
دید کے قابل ہے اس دیوان کا حسن صفا

کیا مسلسل اسکی سطرین دلکش و مطبوع ہین
زلف غلمان جنان کا صاف دھوکا ہو گیا

لکھ مین فصلی بہار طبع دیوان کا سفیر
سنبلستان لطافت کیا ہی ہے واہ وا

از جناب آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد قلق تخلص شاگرد رشید جناب خواجہ صاحب مرحوم

کیا ہی تصویر چھپی نظم وزیر افصح
نقش ہے ولصفت صنعت مانی ہے یہ

مدح کرتے ہین عدو صورت حباب اسکی
ایک ادنی اثر سحر بیانی ہے یہ

کیون نہ سمجھے اسے دستور عمل ہر نامی
چل بسے حضرت استاد نشانی ہے یہ

ولولہ دیکھنے سے اسکے نکیون ہو پیدا
حاصل فکرت ایام جوانی ہے یہ

لکھی ہے عشق مجازی کی حقیقت ساری
دل آشفتہ و شیدا کی کہانی ہے یہ

موج زن بحر فصاحت ہے ہر اک صفحے مین
طبع مواج کی ادنی سی روانی ہے یہ

چہرۂ الور دیوان نظر آجاے اگر
بے تکلف کہین سب یوسف ثانی ہے یہ

کیون نہ پژمردہ ہون گلہاے مضامین عدو	باغ حاسد کے لیے باد خزانی ہی یہ
بلبل کلک قلق نے یہ لکھا طبع کا سال	طرفہ گلدستۂ گلزار معانی ہی یہ

از جناب سید محسن علیصاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

صدف طبع سے یہ نکلا در شہوار وزیر	کرتے ہین بحر کمالات کے غواص پسند
مصرع مادۂ طبع یہ لکھہ امی محسن	اب وہ دیوان چھپا جسکو کرین خاص پسند

ایضا

چھپ گیا دیوان رنگین وزیر نامور	اب بدخشان بی یقین ہی لکھنو ہو طعنہ زن
جوہری طبع محسن نے لکھا یہ سال طبع	مطبع سنگین سے آج آیا دلالعل سخن

از جناب شاہزادہ مرزا احمد ہمایون قدر بہادر مسیر تخلص خلف اوسط جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد سید محسن علی محسن

واہ کیا یہ نسخۂ روشن چھپا	بنکے پروانہ کرینگے سب پسند
جنکے حرف بانقط لکھہ امی مسیر	نور کی ہی شمع مضمون بلند

از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ہو چکا مطبوع دیوان وزیر	دوستونکا دل نہایت شاد ہی
شعر سب ہین سکۂ کامل عیار	کیا ہی نظم حضرت استاد ہی
ہین رعایا گر مضامین لطیف	بندش خوب اونکی خانہ زاد ہی
کلک نشتر نے لکھا یہ سال طبع	ملک مضمون وزیر آباد ہی

از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

للہ الحمد ہوا طبع کلام استاد	ہر سخن فہم کے دلکو ہوا اسی سے رجوع
خوب تاریخ لگی ہاتھ یہ لکھو اے معجز	کیا ہی یہ نظم دل آویز ہوئی ہے مطبوع ۱۲۷۲

از میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر کلام کامل استاد	شد طبع بحسن شوکت و شان
در گلشن این جہان فانی	چون نکہت گل بدی پریشان
تاریخ چو بلبل این حسن گفت	دیوان وزیر ہست بستان ۱۲۷۲

از جناب سید ہادی علی صاحب بیخود تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

زہی دیوان ہمیتلی کہ آب و رنگ آرائش	چو لعل بے بہا از مطلع سنگین بر آمد
چنین در صفت در تاریخ طبعش خامۂ بیخود	چو در شاہوار اینم لبسلک طبع در آمد ۱۲۷۲

ایضاً

واہ کیا باغ مضامین ہو چکا مطبوع آج	ہر سخنور مثل بلبل ہے ثنا خوان وزیر
کلک شاخ گل سے یہ تاریخ اے بیخود لکھو	بیخزان گلزار زیبا ہے یہ دیوان وزیر ۱۲۷۲

ایضاً در سال فصلی

صد شکر وہ کلام بلیغ آج چھپ گیا	رطب اللسان ہین جسکی صفت مین گدا و شاہ
کیا ہی جمال یوسف معنی ہے دلفریب	اس نظم کی ہے سبکو زلیخا کی طرح چاہ
ایسے بندھے ہین اسمین مضامین نور کے	کرتے ہین کسب نور سد جن سے مہر و ماہ

ہون آشنائے بحر سخن غوطہ زن اگر — برسون نہ آب گوہر مضمون کے پائین تھاہ

مضمون ہر اک شہنشہ اقلیم نظم ہے — کیون ہو نہ روح خسرو و شاہی سے باج خواہ

باندھی ہوا یہ فیض بہار کلام نے — اوڑتے ہین ہوش باد صبا مثل برگ کاہ

کہتے ہین اسکو سحر بیانی کہ وقت دید — بے اختیار کہتے ہین حاسد بھی واہ واہ

خوشحرف کسقدر ہے یہ دیوان دلفریب — جو دائرہ ہے یوسف دل کے لیے ہے چاہ

ظل ہما سے کم نہین ہر حرف کا سواد — شاہین بنے جو آئے ادھر طائر نگاہ

پر نور اسقدر ہین نقاط حروف شعر — ہوتا ہے سبکو عقد ثریا کا اشتباہ

صفحون پہ خط عیان نہین بین السطور کے — گویا یہ ہے قلم و معنی کے شاہراہ

بین السطور لیلی مضمون کی مانگ ہے — سطرین عروس نظم کے ہین گیسو سیاہ

ہیچ جو دیکھو گے اسکی صفت تم کہان تلک — فصلی کا سال خوبی دیوان یہ ہے گواہ

فردوسی دے رہا ہے لب گور سے صدا — ہے رشک شاہنامہ کلام وزیر واہ
۱۲۶۳

ایضاً در سال عیسوی

چھپا ہے وہ دیوان بے مثل آج — سند جانتے ہین سخنور جسے

نہایت ہی مطبوع یہ نظم ہے — عجب کیا جو صفحے پہ دل کے چھپے

مضامین کی ہین بندشین صاف صاف — کہ قصر سخن مین ہین نصب آئنے

اثر ہے یہ اعمال کے شوق کا — ہزارون ہی مضمون مسخر ہوئے

عدو نقد دل دیتے ہین رونما — جمال عروس سخن دیکھ کے

نقوش معانی دلکش نہین
یہ تعویذ حب کے ہین گویا لکھے
وہ تاثیر اس نقش مضمون مین ہی
پڑھے کلمہ حاسد اگر دیکھ لے
مسیحی مین بیخود یہ لکھ سال طبع
عجب نقش تسخیر چھاپے گئے ١٨٥٦

ایضاً سمتؔ

کیا خوب چھپی نظم جناب استاد
کحل بصر خلق ہوا جسکا سواد
خوش قطع ہر اک حرف ہی ایسا اسکا
اک قطعہ دلکش ہی یہ دیوان گویا
اس رنگ کے ہر حرف نے پائی ہی نشست
دی خامۂ یاقوت رقم کو جو شکست
ان حرفونکی کیا دلکش و زیبا ہی کشش
ہر دائرہ معشوق کی رکھتا ہی کشش
جو مد ہی وہ ہی ابروِ لیلاے سخن
ہر دائرہ ہی دیدۂ عذراے سخن
یہ اوج پہ ہی اختر تقدیر نقاط
خورشید سے وہ چند ہی تنویر نقاط
اس حسن کا دیوان نظر آیا جسدم
دل نے کہا سمت مین کرو سال رقم
ناگاہ سنی ہاتف غیبی کی صدا
یہ خوب ہی دفتر فصاحت چھاپا ١٩١٣

از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

واہ کس حسن کے اشعار ہوے ہین مطبوع
ہر سخن فہم ہی مجنون کیطرح سے شیدا
دلربا طبع کی تاریخ ہی لکھوائی ضبط
محمل لیلی مضمون ہی یہ دیوان گویا ١٢٧٢

ایضاً

چھپا کیا صاف دیوان وزیر فصیح و اکمل
بیاض صبح جنت گر اسے کہیے تو زیبا ہی

فلک ہی ہر ورق تارے حروف اور کہکشان سطرین — خط جدول نہین خیط ابیض آشکار اہی

دکھایا جو ہے حسن صفا اس نظم نے ایسا — کہ ہر اک صفحے پر آئینۂ قدرت کا دھوکا ہی

نہین سطرین صفین ہین شاہدان ماہ سیما کے — بعینہ بزم انجم کا گمان نقطون پہ ہوتا ہی

تعلی پر ہین مرغان مضامین بلند ایسے — کہ جنکو ہمسری کا طائر سدرہ سے دعوا ہی

جو سہل و ممتنع غزلین ہین دردآمیز ہین ایسی — کہ ہر بیدرد کا سنکر کلیجہ منہ کو آتا ہی

صحیح الفاظ بندش صاف سب مضمون پسندیدہ — جو کچھ ڈھونڈھو خدا کے فضل سے سب ہین مہیا ہی

وہ گرما گرم ہین مضمون عالی جنکے دیکھے سے — کلیجہ حاسدون کا آتش حسرت سے بھنتا ہی

ہوے اس نظم سے منسوخ دفتر خود پسندونکے — جو کہیئے ناسخ دیوان عدو اسکو زیبا ہی

جنھین ہے شک کلام خواجہ ہو کہدے کوئی اونسے — خدا کے دین مین اے حاسدو کسکا اجارا ہی

کہین گے منصفان اہل معنی دیکھکر اسکو — ہنر سے ہی یہ مملو عیب سے بالکل مبرا ہی

جو فکر سال کی آواز قلب ضبط سے آئی — مرقع یہ شبیہ شاہد معنی کا چھاپا ہی

١٢٧٢

از مولوی حفیظ اللہ صاحب ربط تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

وہ دیوان رنگین ہوا آج طبع — کہ ارژنگ کا جس پہ ہے اشتباہ

مضامین کے نقشے وہ دلکش کھنچے — ہو بہزاد حیران کرے گر نگاہ

لکھا خامۂ ربط نے سال طبع — مرقع ہین یہ شعر معنی کے واہ

١٢٧٢

از جناب شاہزادہ مرزا محمد سلیمان قدر بہادر تسخیر تخلص خلف اکبر جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد رشید سید ہادی علی بیخود

چھپ چکی نظم وزیر شہ اقلیم سخن — روح خاقانی و خسرو کی ہوی گرم ثنا
آبدار ایسے ہین اشعار فصاحت انگیز — صاف آب دُر مضمون کا بہا ہو دریا
نعت کے شعر جو پڑھتا ہو کوی کہتا ہو — خوب دیوان ہو یہ صلّ علیٰ صلّ علیٰ
بندشین عارض گل سے بھی سوا ہین رنگین — بلبل طبع سخندان نہو کیون اسپہ فدا
جاکے گلشن مین پڑھے شعر اگر اسکے کوی — ہر کلی گل کی چٹک کر یہ کہے خوب کہا
بلبل خامۂ تسخیر یہ لکھے طبع سال — اب کھلا ہو گل مضمون نہین دیوان چھپا
۱۲۶۲

از ارشاد علی شاہ صاحب سالک تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

دفتر دلکش جناب وزیر — للہ الحمد آج طبع ہوا
حسن روے عروس مضمون ہی — دل عالم ہو محو آئینہ سا
بندشین اسکی صاف ہین ایسی — دوست رکھتے ہین جسکو اہل صفا
طبع کا سال لکھوا ہی سالک — اب یہ دیوان ہی بے نظیر چھپا
۱۲۶۲

از عبد الرحیم خان صاحب رسالدار رحیم تخلص شاگرد سید ہادیعلی بیخود

ہو چکا مطبوع دیوان وزیر نامور — ہی براے استفادہ ہر کسیکو اسکی چاہ
اے رحیم اب تو رقم کر مصرع تاریخ طبع — دفتر رنگین معنی چھپ گیا کیا آج واہ

از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علی صاحب شاگرد بیخود

چھپ گیا فضل خدا سے آج وہ دلکش کلام — جسکا ہر اک شعر ہی ورد زبان خاص و عام
کسقدر مطبوع طبع خلق یہ نسخا ہوا — خاطر عالم پہ نقش کالحجر گویا ہوا

اے محمد اب لکھو یہ سال طبع دلپذیر
دیکے صفحے پہ ہوا سب نقش دیوان زہے ۱۲۷۲

ایضاً

چھپا ہے اے محمد اب وہ دیوان
صفت کرتا ہے جسکی ہر سخندان

وہ دلکش ہے بہار باغ مضمون
دل حاسد ہو جس سے مثل گل خون

ہین خوش تقطیع سب اشعار یکسر
ہے موزون اور موزون بہ برابر

عیوب قافیہ سے ہے مبرا
نہ اس مین دخل اقوا ہے نہ ایطا

ہر اک بندش ہے اسکی قابل دید
نہین ہے نام خارستان تعقید

وہ رنگین ہے ہر اک مصرع کی بندش
کہ جس پر ہے گل مضمون کو نازش

جب ایسا گلشن بے خار دیکھا
لکہون تاریخ مجھکو دہیان آیا

سنا مصراع بلبل کی زبان سے
یہ گلشن پاک ہے کیسا خزان سے ۱۲۷۲

ایضاً

محسود خاص و عام کا دیوان چھپ چکا
کیون حاسدون کے دلکو نہ صدمہ کثیر ہو

نظم فصیح خواجہ کا ممکن نہین جواب
سحبان لحد مین جا کے نکیون گوشہ گیر ہو

لکھ اے محمد اب سن فصلی کا مادہ
مطبوع طبع خلق کلام وزیر ہو ۱۲۶۳

از شیخ محمد بخش صاحب خلد تخلص شاگرد سید ہادیعلی بیخود

ہوا طبع مصطفائی مین طبع
کلام آج استاد بیمثل کا

یہ تاریخ اے خلد لکھہ طبع کی
کھلا باغ معنی کا اب داہ وا ۱۲۰۲

از مولوی نعیم اللہ صاحب نعیم تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہوا طبع فضل خدا سے جہان سے	کلام وزیر سخندان بے مثل
نعیم اسکی تاریخ کی فکر اگر ہی	یہ لکھو چھپا خوب دیوان بے مثل

از منشی الطاف حسین صاحب الطاف تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شد چو زیب طبع نظم روح افزای وزیر	مہر اعجازش ز مشرق تا بہ مغرب تافتہ
خامہ الطاف سالش از سر بہجت نوشت	قالب مطبع چہ جان تازہ اے دل یافتہ

از مولوی محمد حسین صاحب متین تخلص شاگرد منشی الطاف حسین الطاف

خوب دیوان اے متین چھپا	ایک عالم کا دلپسند یہ ہے
ملک معنی مین ہے اسیکا رواج	سکہ حضرت وزیر یہ ہے
پوچھی ہاتف سے مینے جب تاریخ	کہا دیوان بے نظیر یہ ہے

از جناب مرزا محمد اصغر علیخان صاحب دہلوی نسیم تخلص

شرایف وکامل و یکتاے وقت خواجہ وزیر	چو آفتاب کلامش منور و تابان
پسند خلق شد ابیات طبع والایش	زبان زمزمہ ہا عندلیب ہندستان
چکید انچہ ز کلکش دم خیال سخن	اسیر دام مضامین شد ندپیر و جوان
بسال طبع دلم اے نسیم ایما کرد	بگو کلام وزیر ست لائق شاہان

از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی
کہ از مصرعہ ثانی مطلع سہ دیوان بصنعت تخرجہ بر آوردہ

بڑھا یہ مرتبہ نظم و زیر رشک سحبان کا
ہوا شاہ دواوین نام بسم اللہ سے دیوان کا

نگاہین گدگداتی ہین دم نظارۂ مضمون
ہوا جوش صفا سے صفحہ عارض حور و غلمان کا

عدو جب دیکھتے ہین بندش الفاظ کہتے ہین
اثر ہے مصرع برجستہ مین شمشیر عریان کا

زبان معترض یا ب سخن مین کہل نہین سکتی
ہوا قفل خموشی نقطہ لبہاے سخندان کا

عیان ہے بسکہ شان وحی ہر مضمون عالی سے
لقب ہے شہپر روح الامین اوراق دیوان کا

فصاحت نے لیئے بوسے وہان نکتہ پرور کے
بلاغت سے ہوا اعجاز باطل فکر سحبان کا

چھپا جس دم مرتب ہوکے یہ افسون بیتابی
رکھا جمعیت دل نام اجزاے پریشان کا

شکست پاے خامہ سے صدا تاریخ کی نکلی
سر دیوان ہے الحمد للہ تاج قرآن کا ۱۲۶۲

ایضاً کہ از حروف منقوط مادۂ سال ہجری و از غیر منقوط سال فصلی بر می آید

طبع چون گردید نیرنگ مضامین خیال
شہرتش ارباب فن را مژدۂ دیدار داد

شد تماشاے تمنا فکر کردم بہر سال
ابر نیسان طبیعت گوہر شہوار داد

ہجری و فصلی ازین مصراع تسلیم گفت
اے کمال فکر برتر رفعت اشعار داد ۱۲۶۲ ۱۲۶۳

از برادر عزیز از جان عبد اللہ خان مد اللہ عمرہ مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شد طبع دیوان خواجہ زہے
بحسن فصاحت ندارد مثال

سواد حروفش بہ میل نظر
کشد توتیاے بچشم خیال

نوشتہ پے سال او کلک مہر
طلسم مضامین صاحب کمال ۱۲۶۲

از نواب امیر الدولہ بہادر آفتاب تخلص خلف نواب رکن الدولہ بہادر شاگرد نسیم دہلوی

چون بطبع آمده کلام وزیر — شد ازو لذت آشنا هر دل
کرد تاریخ آفتاب رقم — شاهد فکر شاعر کامل

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دهلوی

کلام وزیر لیست گلشن ز طبع — سخن فهم عالم ازو کامگار
رقم کرده اشرف پی ہر سال — جگر گوشهٔ فکر عالی وقار

ایضاً فصلی

چو دیوان وزیر از فضل یزدان — شده مطبوع با آئین بهتر
سخن را سر بلند بسیار سانید — معانی کرد پیدا احسن دیگر
سواد او سواد کاکل حور — ورق ها صفحهٔ رخسار دلبر
بقدر دل همه عالم طلبگار — بجایش مشتری باشد سخنور
دم طبعش نوشتم سال فصلی — شعاع آفتاب طبع انور

از مولوی باسط علی صاحب شوکت تخلص شاگرد نسیم دهلوی

بتوفیق خداوند یگانه — بطبع آمد چو این ابیات مجموع
دل شوکت نمود ایما پی سال — بگو دیوان دلکش گشت مطبوع

از شادی لال صاحب چمن تخلص شاگرد نسیم دهلوی

کرد در طبع رنگ بیز بیا — چون شمیم گل کمال وزیر
جست سالش چمن ز بلبل قدس — گفت چه گلشن خیال وزیر

از مرزا مچھو بیگ صاحب عاشق تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شده طبع دیوان استاد کامل	که فکرش چو آئینه صاف از تکدر
بگو عاشق از روی اظهار سالش	ز دریاے طبع وزیر لیست این در

از وارث علی صاحب وصال تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شده چون طبع این نظم گرامی	ز فکر شاعر صاحب کمالے
وصال از روی بہجت کن رقم سال	زہے گلدستهٔ نازک خیالے

نثر خاتمہ چکیدۂ خامۂ سحر کار نثار بمثیل وحید روزگار مخترع نثر اردو معروف نزدیک و دور جناب مرزا رجب علی بیگ صاحب تخلص سرور

حمد خالق ارض و سما وسیلۂ نجات ہی + اور نعت سرور کائنات ذریعۂ رستگاری ہی + لیکن فہم و عقل دونون مین عاری ہی + نہ اوس بحر بیکنار کا کنارا ہی + نہ اسکی تحریر کا یارا ہی + اوسکی کنہ مین عقل کل حیران ہی + بشر تو انسان ہی + فکر کی رسائی وہم کا گمان بیجا ہی گناہ ہی + خاموشی بہتر ہی کہ سلسلۂ سخن کوتاہ ہی + اور اوسکی نعت کے رمز کون پاے + جسکا سایہ تک نظر نہ آے + اگر انصاف فرمائیے تو ایک بات فقیر کے ذہن مین آئی ہی + طبع آزمائی ہی کہ سایۂ ہما خصال اوس رحمت ذوالجلال کا تمام عالم کے سر پر سایہ گستر ہوتا ہی + ہم کور باطنون کی بینائی کا وہان تک کب گذر ہوتا ہی + جب پہلے مرحلے مین ہیجا ہی تو کیا نظر آے + مصلحت یہ ہی اوسپر اور اوسکی آل و اصحاب پر سلام بھیجے درود پڑھے زیادہ بکھیڑے مین نہ اوجھے طبیعت سے نہ گڑھے + یہ خوشہ چین خرمن سخنوران

باریک ہین خود غلط سراپا قصور + رجب علی بیگ سرور + نئی خبر اظہار کرتا ہی جسکی
خواہش ہر ایک سلیقہ شعار کرتا ہی + یعنی عنایت فرما انتہا کے شفیق + بحر رحمت پروردگار
کے غریق + شاعران حال مین یکتا بے نظیر جناب خواجہ محمد وزیر صاحب تخلص وزیر تھے +
کئی برس گذرے ہین کہ سراے فنا سے اونکا انتقال ہوا + بہت بخیر مآل ہوا + شیخ امام بخش
ناسخ کے شاگرد رشید تھے + دیدہ تھے نہ شنیدہ تھے + جو باریک بین اس فن سے ماہر بلند دستگاہ
ہی + وہ بنظر انصاف دیکھ لے کلام اونکا گواہ ہی + مرد قانع وضعدار غیور تھے + نزدیک دور مشہور
تھے + بظاہر نحیف مشت استخوان + باطن مین شیر ژیان مرد میدان + راست بازون سے
فلک کج نہاد ازل سے ٹیڑھا رہا ہی + جو وضع کے پابند ہین اونکو بگھیڑا رہا ہی + کہین سے کچھ
معین نتھا بے تردد معاش نتھی + قناعت کے یہ معنی ہین اسپر تلاش نتھی + کچھ دنون فقیر محمد خان
گویا سے صحبت رہی گویا باہم شیر وشکر تھے + جلسے ہمد گر تھے + آخر کو شکر رنجی ہوی صحبت برہم
ہو گئی + رہ ورسم کم ہو گئی + گوشہ نشینی مین سالہاے دراز اوقات بسر کی + گرم وسرد
زمانہ دیکھا شام غم خوش ہو کے سحر کی + بسکہ سبکبار تھے + ہر دم سفر کو تیار رہتے تھے +
اونکے مرنے سے دوستونکو تو ملال ہوا + بلکہ دشمنونکو رنج بدرجۂ کمال ہوا + ہزارہا غزل کہی
طبیعت کی پریشانی سے جمع کرنے کا کبھی نہ دھیان کیا + دیوان کو مرتب نکیا عمدا پریشان
کیا + اندنون کہ سنہ ہجری بارہ سو بہتر ہین جناب سید محسن علیصاحب محسن تخلص
کہ خوب شاعر ہین + اس فن سے بہت ماہر ہین + وضعدارون مین انتخاب ہین + بے مثل ہین
لاجواب ہین + انہون نے بسبب ربط قدیم کوشش عظیم سے غزلین بہم پہنچائین + اور جناب

سید ہادی علی صاحب بیخود تخلص کہ فن شاعری مین وہ بھی بڑے ہوشیار ہین + جوان عمرنا ضعد آ
ہین + انکی سعی سے بہت ہاتھہ آئین + جب یہ دیوان تیار ہوا تو جناب مصطفی خان صاحب مغفور کے صاحبزادے
عبدالواحد خان کہ وہ بھی اپنا ہمسر نہین رکھتے طبیعت بہت عالی انتہا سے ذہن رسا ہے + اونکے
کارخانے مین یہ دیوان چھپا ہے + کاغذ بہت سفید ہے جو ہی چہرہ ونکے عارض کا نمونا ہے + سلسل سطرونمین عنبرین
مولوی کی الف سے حسن و نما ہین السطور کشادہ نہ تنگ + گلستان کا ڈھنگ سیاہی مین چمک یہ کہ ایک عالم
روشنائی کہے سفیدی سیاہی مین دن رات کا دھوکا ہے + اور تکلف یہ ہے کہ یہانکا چھپا چھپا نہین سب پہ
کھلا ہے + رنگ ڈھنگ سب کچھہ نیا ہے + گو فرمانرواؤنمین کو جمع ان تو ہی کیل نہین + لیکن اشعار مین کل نکل چلتی
ہے روانی مین کلکل نہین اور رونئی مرمر کے جمع تہ کیے ہین خان صاحب نے شفافی مین آئینہ سکندری کیے
ہین + خفی جلی و نیز جو کچھہ لکھا جاتا ہے + کاتب قدرت کی تحریر کا پتا نظر آتا ہے سالہاے دراز نہ مٹے گا
بدستور رہے گا + اگر حسود پڑھے گا + درود پڑھے گا + منصف مرحبا کہے گا + وہ جو شاعر کا حاصل ہے اس
دیوان سے پیدا ہے + مرکنا یہ جو جلا ہر شعر مین ہویدا ہے + معانی بندی مین کنجلک نہین صحت الفاظ
اور محاورے مین شک نہین ادا بندی کا عالم کچھہ اور ہے + مطلع سے مقطع تک ہر غزل مین
ناز و نیاز ٹپکتا ہے جاے غور ہے مشکل زمینون مین طبیعت کا زور آزمایا ہے + صنعتونکا زور شور دکھایا ہے
آپس کی چھیڑ چھاڑ کا لطف عجائب ہے + مثال کو جو دیکھیے دیوان صائب ہے جس جگہ طرز
عاشقانہ مین منہ کھولا ہے + بلبل شیراز کا گھر بولا ہے + قند گھولا ہے + سرا فانی ڈیڑھ دنکی زندگانی اور اس
پریشانی مین کیا دلجمعی کا کام کیا + زمانہ جوانی مین پیران جہانگرد سے زیادہ نام کیا + خلق مروت
آشناے بازہ حاضر و غائب ایک تھے + اللھم اغفر وارحم بہت صاف باطن و نیک تھے + **تمام شد**

اشتہار — یہ دیوان خواجہ وزیر صاحب کا مسمی بہ دفتر فصاحت داخل بہی رجسٹری گورنمنٹ کے ہوا حسب مراد قانون بستم ۱۸۴۷ عیسوی بغیر اجازت جعفر البرکہ کے کوئی نہ چھاپے +

اشتہار

صاحبان مطابع اہل ہند کو اطلاع دیجاتی ہے کہ

دیوان خواجہ وزیر صاحب کا ہماری فرمایش اور سعی سے مدون ہوا ہے

اور حسب قانون بستم سنہ ۱۸۶۷ع داخل رجسٹری گورنمنٹ ہند بھی ہو چکا ہے

لہذا کوئی صاحب بغیر اجازت ہمارے قصد طبع نفرماویں

العبد

محمد عبد الاحد خان

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

22 JAN 1951

۷۲۴۹